تاج الشریعہ نمبر

مجلس مشاورت

حضرت مولانا محمد عالم خان صاحب بنارس
حضرت مولانا مظفر الدین صاحب بنارس
حضرت مولانا قاری دلشاد احمد صاحب بنارس
حضرت مولانا فضل رسول صاحب اورنگ آباد
حضرت مولانا وکیل احمد مصباحی صاحب بنارس
حضرت مولانا حیدر علی وحیدی صاحب غازیپور
حضرت مولانا محمد عمر رضوی صاحب بنارس
حضرت مولانا قاری مخدوم اشرف شاہجہاں پور

مجلس ادارت

—— مولانا شکیل احمد اعظمی مصباحی
—— مولانا نور الدین امجدی
—— مولانا رفیع الدین قادری
—— مولانا صابر رضا رضوی حمیدی
—— مولانا محمد زاہد حسین حمیدی
—— مولانا کریم الزماں حمیدی
—— مولانا غلام محی الدین حمیدی
—— مولانا محمد حسن رضا حمیدی

جلد نمبر ۳
شمارہ نمبر 7 - 8 - 9
جولائی اگست ستمبر سنہ 2018ء
ذیقعدہ ذی الحجہ محرم الحرام سنہ 1439-40ھ
قیمت عام شمارہ 20 روپئے سالانہ 240 روپئے
خصوصی نمبر Rs.100/=

Email: Address
786bafaruqi@gmail.com
shaukatfareed.f@gmail.com
ترسیل زر و مراسلت کا پتہ Address

مینیجنگ ڈائریکٹر
مفتی غلام احمد انور
9839656330

نائب مدیر
لئیق الدین احمد تابش فاروقی
0-9415148085

تزئین کار شوکت فرید احمد فاروقی
8090238055-9415604182

سرکولیشن منیجر
بصیر الدین احمد کاشف فاروقی
0-9889261300

مدیر اعلیٰ
معین الدین احمد فاروقی

دفتر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس
خانقاہ حمیدیہ رشیدیہ شکرتالاب علی پور شریف وارانسی یوپی

Office: The Monthly MAZHABI DUNIYA Benaras
Khanqah Hamidia Rashidia J 17/181-A, Shakartalab Varanasi(U.p.)
—— 9415148085 // 9415695493 ——

ایڈیٹر پرنٹر پبلیشر (مفتی) معین الدین احمد فاروقی نے اے ون پریس وارانسی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ مذہبی دنیا خانقاہ حمیدیہ رشیدیہ J17/ 181A شکرتالاب بنارس یوپی سے شائع کیا

Email Address:- mazhabiduniyabenaras@yahoo.com

نگارشات

تاج الشریعہ نمبر کے دلنشیں گلدستے

کلامِ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

امید وفا

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور زاریٔ پیہم کیا ہے

وائے حسرت دمِ آخر بھی نہ آ کر پوچھا
مدعا کچھ تو بتا دیدۂ پرنم کیا ہے

کچھ بگڑتا تو نہیں موت سے اپنی یارو
ہم صفیرانِ گلستاں نہ رہے، ہم کیا ہے

ان خیالات میں گم رہتا تھا کہ جھنجھوڑا مجھ کو
ایک انجانی سی آواز نے اک دم کیا ہے

کون ہوتا ہے مصیبت میں شریک و ہمدم
ہوش میں آ یہ نشہ سا تجھے ہر دم کیا ہے

کیف و مستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم و آلام کا عالم کیا ہے

ان سے امید وفا ہائے تیری نادانی
کیا خبر ان کو یہ کردار معظم کیا ہے

میٹھی باتوں پہ نہ جا اہل جہاں کی اختر
عقل کو کام میں لا غفلت پیہم کیا ہے

دو عالم میں تمہاری سلطنت

نہاں جس دل میں سرکار دو عالم کی محبت ہے
وہ خلوت خانۂ مولیٰ ہے وہ دل رشک جنت ہے

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے
دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پاکی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے

سوائے میرے آقا کے سبھی کے رشتے ہیں فانی
وہ قسمت کا سکندر ہے جسے آقا سے نسبت ہے

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

غم شاہ دنیٰ میں مرنے والے تیرا کیا کہنا
تجھے لا یحزنوا کی تیرے مولیٰ سے بشارت ہے

اٹھے شور مبارکباد ان سے جا ملا اختر
غم جاناں میں کس درجہ حسیں انجام فرقت ہے

قطعۂ تاریخِ وفات

حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری

جاں گزا، جاں کاہ، جاں فرسا ہے ملت کیلئے
نازش اہل تفقہ ، فخر ازہر کا وصال

خیمہ ارباب علم و فضل ہے ماتم کدہ
بلکہ یوں کہئے کہ نوحہ خواں ہے خود فضل وکمال

تھا سراپا غم زدہ میں بھی، مگر یہ سوچ کر
کچھ ہوئی تسکین، قدرے چھٹ گیا ابر ملال

موت ہے ولیوں کی اصلاً صرف پردہ آنکھ کا
لے کے آتا ہے پیام جاودانی، انتقال

ہے فنا کی یہ فنا اور ہے بقا کی یہ بقا
راز کھلتا ہے یہیں، کیا ہے اجل کا ارتحال

الغرض دل میں خیال آیا کہ مجھ کو ہو عطا
قطعہ تاریخ کی توفیق رب ذوالجلال

دی صدا ہاتف نے موضوع سخن ہے ان دنوں
جنت فردوس میں تاج الشریعہ کا جمال

۲۰۱۸ء

مؤرخہ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مطابق ۶ر ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بعد نماز مغرب چند احباب کے ساتھ محو گفتگو تھا کہ اچانک موبائل کی بیل ہوئی، ریسیو کیا تو بریلی شریف کا فون تھا، بتایا گیا کہ اذان مغرب شروع ہوتے ہی مؤذن نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی معاً حضور تاج الشریعہ نے کلمات تکبیر دہرائے اور ان کی روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کرگئی انا للہ و انا الیہ راجعون ۔اس اندوہناک اور خبر جانکاہ نے دل بے قرار کردیا اور کچھ دیر کے لئے سکتہ سا طاری ہوگیا۔ آنکھیں نمدیدہ ہوگئیں کہ احباب نے پوچھا کیا ہوا، کس کا فون تھا تو خود کو سنبھالتے ہوئے حضور والا کی خبر رحلت احباب کو بتائی۔ پھر حضرت مولانا مفتی غلام احمد انور چیف ڈائریکٹر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس کو فون کیا ،حضرت کو بتایا تو انہوں نے فرمایا ہاں مجھے بھی ابھی ابھی معلوم ہوا، تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر ملک و بیرون ملک میں بجلی کی طرح پھیل گئی ،اور تفتیش وتصدیق کے لئے فون کا لمبا سلسلہ جاری ہوگیا، راقم السطور نے اساتذہ وطلبۂ جامعہ کو بتایا اور فوراً ہی قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور حضرت والا کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ بعدہ حضرت والا کے اوصاف وکمالات محاسن وخدمات وعلمی فضائل پر اساتذہ کرام کے درمیان گفتگو ہوتی رہی، ہر کسی کی آنکھیں نمدیدہ دل غمگین چہرہ افسردہ ہوگیا خانقاہ کے در ودیوار وخانوادگان حضرت قطب بنارس سوگوار ہوگئے، جس کی عکاسی شاعر بلند فکر جناب ایاز محمود قادری بنارسی نے اپنے منقبت کے تازہ کلام میں یوں کیا۔

جس دن سے سنا ہے کہ گئے تاج شریعت   گلزار حمیدی کا بھی ہر پھول ہے غمگین

اور تدفین کی تفصیل جاننے کا انتظار رہا، رات ۱۰ر بجے معلوم ہوا کہ حضور والا کی ایک شہزادی جدہ میں مقیم ہیں، ان کی آمد کا انتظار کیا جائے گا اور بروز اتوار تجہیز وتدفین کا مرحلہ طے پائے گا۔ جامعہ سے کچھ طلبہ اسی وقت بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگئے۔ راقم السطور اپنے فرزندں اور چند احباب کے ہمراہ فوروہیلر سے شنبہ کی شب بریلی شریف کے لئے روانہ ہوا اور صبح ۱۰ر بجے بریلی شریف پہنچ گیا، دیوانوں کا ہجوم دیکھنے کو ملا، حدود شہر پر پولیس نے ناکہ بندی کرر کھی تھی، کوئی بھی چھوٹی بڑی فورویلر یا جیپ بس وغیرہ شہر میں داخل نہیں ہوسکتی تھیں۔ پیدل کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا عوام وخواص کا سیلاب امنڈ پڑا تھا، شہر کی تمام شاہراہوں پر، شہر کے مکانات کی چھتوں اور برآمدوں پر صرف انسان ہی نظر آتے ایسی صورت حال میں تل رکھنے کی کسی طرف جگہ نظر نہ آتی، تجربہ کاروں کے مطابق کروڑوں کا مجمع تاریخ عالم میں پہلی بار دیکھا گیا، گرمی کی شدت، دھوپ کی تیزی اور ایسا کثیر مجمع کہ بدقت تمام اسلامیہ انٹر کالج تک ہم لوگ پہنچ گئے۔ درگاہ شریف اور ازہری گیسٹ ہاؤس تک پہنچنا ممکن نہ لگا تو واپسی کا ارادہ کرلیا گیا اور قریباً ۳ر بجے دن بنارس کے لئے واپس ہوگئے۔ راستہ میں سوچتا رہا کہ اس موقع پر ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟ کوئی ایسا کام کیا جائے جو دیرپا ہو اور مذہب ومسلک اور عوام وخواص کے مفاد میں ہو اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات وصفات، ان کی حیات وخدمات سے متعلق ہو اور ہم سب کے لئے توشۂ آخرت

وسامان بخشش بھی۔ غور کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا کہ خانقاہ حمیدیہ رشیدیہ بنارس سے ہر ماہ پابندی کے ساتھ ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور ہندوستان بھر اس کے قارئین کی خاصی تعداد موجود ہے اور عوام وخواص سے رابطہ بھی مضبوط ہے۔ اور ماہ جولائی کی اشاعت میں تاخیر بھی ہوگئی ہے۔ آئندہ اگست اور ستمبر کی تیاری باقی ہے۔ ایسی صورت میں کیوں نہ تینوں مہینوں کی اشاعت ایک ساتھ کردی جائے اور اس کی شکل خصوصی نمبر کی ہوجائے اور تاج الشریعہ نمبر شائع کردیا جائے۔ تو یہ ایک اچھا کام ہوجائے گا اور قلمکاروں ومضمون نگاروں وارباب فکر ودانش کے قیمتی گہرپاروں کی دستیابی سے عوام کا فائدہ ہوجائے گا اس طرح کا خاکہ سفر سے واپسی کے دوران ذہن میں تیار ہوگیا۔ خانقاہ پہنچ کر رفقاء ادارہ اور مشاورتی بورڈ کی میٹنگ بلائی اور اپنے اس خاکہ کو پیش کیا ادارہ کے تمام شرکاء نے تائید کی اور منظوری دیدی مگر ہمت نہ تھی کہ وقت کم اور کام زیادہ ہے۔ مضامین کی حصول یابی، کمپیوزنگ، پروف ریڈنگ اور طباعت کا مرحلہ پیچیدہ ہے۔ اسی شش وپنج میں تھا کہ ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کا عرس چہلم کے موقع پر تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت کا اعلان واٹس ایپ پر دیکھا۔ تو ہمت جواں ہوگئی اور عرس چہلم کے موقعہ پر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس کے زیر اہتمام تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت کا اعلان کردیا گیا، بحمدہ تعالیٰ ہمت مرداں مدد خدا۔ شرکائے ادارہ اشاعتی کام میں تن من سے لگ گئے، مضامین بھی فراہم ہوگئے کمپیوزنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ چونکہ بریلی شریف سے ہم لوگوں کا خاندانی رشتۂ محبت قائم ہے۔ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جد امجد سیدی قطب بنارس مولانا شاہ عبدالحمید قبلہ فریدی فاروقی پانی پتی قدس سرہ القوی کا زمانہ ایک تھا اور ان دونوں بزرگوں میں گہری محبت وروحانی رشتہ ایسا مستحکم تھا کہ سیدی سرکار قطب بنارس جب بھی کوئی کتاب تصنیف وتالیف کرتے تو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں نظر ثانی کے لئے ارسال کرتے سرکار اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرماتے اور تعریفی کلمات کے ساتھ تقریظ رقم فرماتے نیز ہر سال دارالعلوم منظر اسلام کے سالانہ جلسہ سے سیدی سرکار قطب بنارس کو مدعو فرماتے نیز حضرت قطب بنارس، بنارس واطراف میں اعلیٰ حضرت کا مشن چلاتے اور ان کے مسلک ومذہب کی ترغیب دیتے بنارس کی سرزمین پر سرکار اعلیٰ حضرت کا تعارف اور ان کے مجدد ہونے کا اعلان بھی آپ نے ہی کیا۔ اور ان کے سلسلہ سے وابستہ رہنے کی تلقین فرماتے۔ لیکن بزرگوں کا کیسا خلوص اور کیسی للّٰہیت رہی کہ راویوں کے مطابق سرکار اعلیٰ حضرت نے بنارس کے کسی فرد کو مرید نہیں فرمایا جب کسی نے آمادگی اور خواہش ظاہر کی تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بنارس میں میری ضرورت نہیں وہاں کے لئے مولانا عبدالحمید کافی ہیں اور جب سرکار قطب بنارس علیہ الرحمہ نے ۲ر شوال المکرم ۱۳۳۹ھ کو ملک عدم کا سفر کیا تو سرکار اعلیٰ حضرت نے قطب بنارس علیہ الرحمہ کے فرزند جلیل مخدوم بنارس مولانا عبدالرشید قبلہ فریدی فاروقی نوراللہ مرقدہ کے نام تعزیت نامہ ارسال فرمایا اس میں تاریخی قطعہ یعنی عربی میں رباعی رقم فرمائی اور اس تعزیت نامہ میں ارشاد فرمایا مولانا آپ کے والد ماجد کا نام نامی میں نے اپنے روز مرہ کے وظیفے میں شامل کرلیا ہے۔ اور مخدوم بنارس مولانا شاہ عبدالرشید فریدی فاروقی علیہ الرحمہ اور سیدی سرکار حجۃ الاسلام کا زمانہ ایک رہا ان دونوں مشائخ میں بھی وہی دیرینہ رشتۂ محبت قائم رہا اور یہ روحانی رشتہ ایسا مضبوط کہ حضرت حجۃ الاسلام جب بھی بنارس تشریف لاتے تو ٹرین سے اتر کر پہلے چترکنڈہ مخدوم بنارس کے دولت کدہ پر تشریف لاتے اور ملاقات کے بعد پھر مدنپورہ قیام گاہ تشریف لے جاتے۔ اسی طرح سرکار مفتی اعظم ہند اور سیدی مرشدی حضرت شیر بنارس مولانا شاہ عبدالوحید قبلہ فریدی فاروقی کا زمانہ ایک رہا اور آپس میں دیرینہ تعلق محبت وعقیدت کا رشتہ بدستور قائم رہا۔ اور حضور شہید ملت شہزادۂ مخدوم بنارس مولانا شاہ عبدالشہید فریدی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے درس نظامی

کی مکمل تعلیم دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی کریمانہ نگرانی میں حاصل کی۔ اور سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ کی نوازشات والد گرامی حضور شہید ملت کے ساتھ غایت درجہ رہی۔ اور جب سرکار مفتی اعظم ہند نے وصال فرمایا اور حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ کو خبر رحلت ملی تو دیر تک روتے رہے۔ اسی سے چند ماہ پیشتر قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر موصول ہوئی تھی (اور حضور قطب مدینہ نے حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ کو حج و زیارت مدینہ منورہ کے دوران خصوصاً چار سلسلوں (سلسلہ رضویہ، معمریہ، راضیہ، مرضیہ) کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور حضور شیر بنارس حضرت قطب مدینہ سے بھی نہایت محبت فرماتے جب کوئی شناسا حج کو جانے والا مل جاتا تو قطب مدینہ کی زیارت کی ضرور ترغیب دیتے اور کچھ تحفے و نذرانے بھیجتے۔) حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ نے ان دونوں بزرگ شخصیات کے رخصت ہونے پر گہرے دکھ کا اظہار فرمایا نہایت غمزدہ اور ملول خاطر ہوئے۔ ماہ محرم کی کسی تاریخ میں دونوں بزرگوں کی یاد میں آستانہ حمیدیہ پر ایک جلسہ منعقد فرمایا جس میں ان دونوں کی حیات و خدمات و سیرت و کردار پر حضور شیر بنارس و دیگر علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔

ایک روحانی سفر اجمیر شریف کا: سرکار مفتی اعظم ہند اور حضور تاج الشریعہ سے حضور شیر بنارس کا قلبی لگاؤ و محبت کو فقیر راقم السطور نے بچپن یعنی ۷/۸/ سال کی عمر میں دیکھا جواب تک یاد ہے کہ حضور شیر بنارس کی قیادت میں ان کے مریدین ولواحقین کا ایک سفر اجمیر شریف کا ہوا۔ ایک بس اور ایک ٹریکر جیپ سے حضرت کے اہل وعیال ٹریکر جیپ پر بقیہ مریدین و دیگر احباب بس پر تھے راقم السطور کے والد گرامی حضور شہید ملت بھی اس سفر میں حضور شیر بنارس کے قافلہ کے ساتھ تھے فقیر بھی اپنے بزرگوں کی خدمت پر مامور شریک سفر تھا۔ وہ سفر نہایت روحانی اور تاریخی حیثیت کا تھا۔ کم وبیش ۶۰ /افراد شریک سفر رہے اس سفر کی خصوصیت یہ تھی کہ بنارس سے روانہ ہو کر اکثر درگاہوں اور بزرگوں کے آستانوں پر حاضری ہوئی اور جس آستانہ پر حاضر ہوتے تو حضور شیر بنارس حلقہ ذکر کی محفل منعقد کرتے حلقہ ذکر ہوتا۔ نیاز کا اہتمام ہوتا شیرنی تقسیم کی جاتی اور راستے میں جب نماز کا وقت ہو جاتا تو گاڑی روک دی جاتی۔ اور صحرا ہو کہ بیابان، بازار ہو کہ شاہراہ عام دری کا معقول انتظام ساتھ میں تھا دری بچھادی جاتی اور نماز با جماعت ادا کی جاتی۔ کسی وقت حضور شہید ملت امامت فرماتے کسی وقت میں حضور شیر بنارس۔ اسی طرح مقامات مقدسہ کی زیارت و محفل حلقہ ذکر منعقد کرتے یہ قافلہ صبح ۷/ بجے بریلی شریف پہنچا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار مقدس پر حلقہ ذکر کی محفل منعقد ہوئی اور حضور شیر بنارس و والد گرامی مع مریدین ولواحقین کاشانہ ازہری پر حاضر ہوئے، دروازہ بند تھا دستک دیا خادم نے دروازہ کھولا حضرت نے پوچھا حضرت ازہری میاں قبلہ تشریف رکھتے ہیں؟ خادم نے بتایا کہ دور دراز کے سفر سے حضرت کی واپسی ہوئی ہے ابھی آرام فرما رہے ہیں، حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے آرام میں خلل ڈالنا خلاف ادب ہے جب حضرت ازہری میاں قبلہ بیدار ہوں تو سلام کہنا اور یہ کہنا آپ کے در کا گدا فقیر عبدالوحید فریدی بنارسی حاضر بارگاہ ہوا تھا اور یہ نذرانہ پیش کر گیا ہے۔ بعدہ سرکار مفتی اعظم ہند کے کاشانہ پر حاضری ہوئی خبر اندر بھیجی گئی سرکار مفتی اعظم ہند ان دونوں سخت علیل تھے لہٰذا اندرون خانہ ملنے کی اجازت مرحمت فرمائی تمام شرکائے سفر حضور شیر بنارس کی معیت میں سرکار مفتی اعظم ہند کے دیدار سے مالا مال ہوئے۔ اور تمام لوگوں کے لئے تھوڑے ہی وقت میں چائے اور بسکٹ کا انتظام ہوا حضور شیر بنارس اور حضور شہید ملت و جملہ احباب نے سرکار مفتی اعظم کی قدم بوسی اور دست بوسی فرمائی، راقم سطور نے کم سنی میں اس طرح پہلی بار دیدار کیا۔ اور ان کی عظمت و شرافت و محبت کا چراغ دل میں روشن ہو گیا۔ حضور شیر بنارس شاہزادگان اعلیٰ حضرت سے غایت درجہ محبت فرماتے اور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حق گوئی و بے باکی و تصلب فی الدین و علمی شان و شوکت کا تذکرہ اکثر مجلسی گفتگو میں فرماتے۔

کلکتہ کا ایک جلسہ اور حضور تاج الشریعہ: ایک مجلس میں کلکتہ کے ایک جلسہ کا ذکر فرمایا جو غالبا ۱۹۶۸ء ذکریا اسٹریٹ ناخدا مسجد کے پاس حضور شیر بنارس کی صدارت میں سہ روزہ اجلاس منعقد ہوا تھا اور اس اجلاس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ وحضرت ریحان ملت نور اللہ مرقدہ وشارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب و بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی قبلہ وخطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ودیگر ہندوستان کے بلند پایہ علمائے کرام ومفتیان عظام نے شرکت فرمائی تھی اس سہ روزہ جلسہ کے انعقاد کا مقصد پھلواری شریف کے موجودہ لوگوں کی بدعقیدگی وگمراہی کو بے نقاب کرنا تھا۔ علمائے کرام کے بیانات ہوتے رہے تیسرے دن کا اجلاس آخری مرحلے میں تھا اب تک مقصد کی تکمیل نہ ہو سکی تھی کہ عوام وحاضرین کی طرف سے اسٹیج پر پرچہ آنے لگ گیا کہ پھلواری کے بارے میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں وضاحت کیجئے اذان فجر کو ۲۰ رمنٹ باقی رہ گئے تھے کہ حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ کھڑے ہوگئے اور پھلواری شریف کی ترتیب شدہ کتاب ''محی الملۃ والدین'' کے حوالے سے واضح اعلان فرمایا اور عوام کو بتایا کہ وہاں کے موجودہ خانوادگان اپنے اباواجداد کے عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہو چکے ہیں اور وہ گمراہ ہوگئے ہیں حضور شیر بنارس نے فرمایا جس وقت میں بیان کر رہا تھا حضور تاج الشریعہ اور ریحان ملت ودیگر علمائے کرام منبر شریف پر موجود تھے کہ حضور تاج الشریعہ پورے جوش ایمانی کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور اسٹیج پر دائیں بائیں چلتے ہوئے فرماتے جو مولانا کہتے ہیں وہ سنو یہی حق ہے، جو مولانا کہتے ہیں وہ سنو یہی حق ہے، بار بار اسی جملہ کی تکرار فرماتے۔ اس طرح بے باکی وبے خوفی کے ساتھ دودھ کا دودھ پانی کا پانی فرمادیا اور جلسہ کا مقصد پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس موقع پر شاعر ملت جناب اکرم امجدی بنارسی کی لکھی منقبت کا یہ شعر دونوں بزرگ شخصیتوں کی غمازی کر رہا ہے۔

عقیدہ ایک، مذہب ایک، مسلک ایک تھا یارو　　　مرے شیر بنارس کا مرے تاج الشریعہ کا

بنارس میں ایک شرعی مسئلہ میں اختلاف اور حضور تاج الشریعہ: جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس کے اساتذہ سے حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ کا کسی شرعی مسئلہ کے تحت اختلاف ہو گیا اور اس اختلاف نے ایسا زور پکڑا کہ جامعہ کی طرف سے بنارس عوام کے متنفر ہونے لگے اور جامعہ کی تعمیر وترقی میں رکاوٹیں آنے لگیں اختلاف پورے شباب پر تھا سوال وجواب کا سلسلہ جاری تھا اس تعلق سے بجرڈیہہ میں کئی جلسے بھی ہو چکے تھے کہ دانشوران جماعت وقائد ملت ومناظر اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ٹاٹا جمشید پور'' حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ودیگر علمائے کرام کو ساتھ لیکر خانقاہ حمیدیہ حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ کے پاس آئے حضور شیر بنارس نے حضور تاج الشریعہ کو دیکھا معانقہ فرمایا اور ان کے قدموں کا بوسہ لیا دست بوسی فرمائی تاج الشریعہ نے جامعہ سے متعلق گفتگو فرمائی اور حضور شیر بنارس سے فرمایا میرے ساتھ چلئے اختلاف ختم ہونا چاہئے جماعت اہل سنت کا ادارہ بدنام ہو رہا ہے اور زوال کی دہلیز پر ہے پس حضور شیر بنارس نے فرمایا جو معاملہ درپیش ہے وہ میرا ذاتی نہیں آپ کے جد کریم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کے فتوے کے خلاف عمل ہو رہا ہے اس لئے مجھے اختلاف تھا۔ اب آپ آگئے آپ جیسا فرمائیں فقیر حاضر ہے اور حضور تاج الشریعہ اور قائد ملت ودیگر علمائے کرام کے ساتھ فوراً بجرڈیہہ کے لئے روانہ ہوگئے اور حضور تاج الشریعہ نے مختلف فیہ مسئلہ پر جامعہ کے اساتذہ سے رجوع کرایا۔ حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ نے مختصر تقریر فرمائی اور دعا پر مصالحتی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ مذکورہ کوائف ومختصر احوال سے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ راقم السطور کے آبا و اجداد سے بریلی شریف کا گہرا تعلق ورشتہ محبت وعقیدت قائم ہے اور سیدنا قطب بنارس علیہ الرحمہ سے حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ تک ہر شیخ و مرشد نے بریلی شریف سے رغبت و محبت مریدین و متوسلین اور گھر والوں کے دلوں میں بسائی ہے اور ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ مذہب و مسلک، شریعت وطریقت میں بریلی شریف کے صادر شدہ احکامات پر عمل ہونا چاہئے۔ فقیر راقم السطور بھی اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو دل میں بسا کر رکھتا ہے اور ہر مسئلہ میں بریلی شریف اور حضور تاج الشریعہ کے فرامین ونظریات واحکامات کی پیروی کرتا ہے اور اپنے گھر والوں، جامعہ کے طلبہ واساتذہ ومریدین ومعتقدین کے درمیان اسی کی ترغیب وتعلیم دیتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کا دیدار تو زمانہ طالب علمی سے آج تک کرتا رہا مگر اب وہ سعادت زیارت کہاں نصیب اب تو آنکھیں ترسیں گی ایسے محبوب خدا کے دیدار کے لئے ہاں تسلی ہو جائے گی ان کے کردار وعمل، علم وفضل، حسن وجمال کے تذکرے پڑھ کر اور سن کر

کہ جوش پر ہے عقیدت کی دھار آنکھوں میں　　بہیں گے اب غم مرشد میں عمر بھر آنسو

حضور تاج الشریعہ کی ذات بارگاہ رسالت میں مقبول

حضور تاج الشریعہ کی رفعت وبلندی ہفت آسماں سے اونچی ہے آپ پر خدائے قدیر کی رحمت اس قدر ہے کہ آپ کو کعبۃ اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا موقع ملا اور غسل کعبہ دینے کا شرف بھی۔ دبئی کے ایک بلند پایہ عالم دین کے بیان کے مطابق کہ انہیں اجازت حدیث پاک کی ضرورت تھی چاہتے تھے کہ کسی باکمال محدث عصر سے سند واجازت حدیث حاصل کروں۔ دنیا میں بڑے بڑے عالم فقیہ محدث آج بھی ہیں مگر ان کو تلاش کسی اور کی تھی۔ کوئی بظاہر انہیں نظر نہیں آ رہا تھا کہ ایک روز دربار رسالت میں استغاثہ پیش کیا اور عرض کیا کہ سرکار آپ ہی نشان دہی فرمائیں کہ میں اجازت حدیث پاک کس سے حاصل کروں، ان پر استغراق کی کیفیت طاری ہوئی، آنکھیں لگ گئیں دیکھا کہ سرکار دوعالم ﷺ بنفس نفیس تشریف لائے اور ان کا نام لیکر فرمایا تمہیں حدیث کی اجازت درکار ہے تو ہندوستان میں میرے اختر رضا سے اجازت لے لو۔ آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے تاج الشریعہ سے رابطہ کیا اور سند واجازت حدیث حاصل کیا اور اس کا پس منظر بھی حضور تاج الشریعہ کو سنایا۔ حضور تاج الشریعہ سے کچھ لوگوں نے اس کی تصدیق چاہی تو حضور تاج الشریعہ نے فرمایا ہاں بے شک یہ میرے نبی کا مجھ پر خاص کرم ہو گیا کہ مجھے پسند فرما لیا۔ اب یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کی ذات کو ہم مسلمانوں کیلئے عظیم نعمت بنا کر بھیجا۔

تاج الشریعہ کی فضیلت وعظمت فی زماننا ایسی ہے جیسے انگوٹھی میں نگینہ، شہروں میں مدینہ، خوشبوؤں میں نبی کا پسینہ، ستاروں کی انجمن میں چودھویں کا چاند، پتھروں میں حجر اسود، مساجد میں کعبۃ اللہ، مزارات قبہ جات میں گنبد خضریٰ، صداقت میں حضرت صدیق اکبر، عدالت میں فاروق اعظم، سخاوت میں ذوالنورین، شجاعت میں فاتح خیبر، شہادت میں امام حسین، مستانوں میں حضرت اویس قرنی، دیوانوں میں حضرت بلال حبشی، نبی کی ازواج میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، پیغمبر کی عزیز وپیاری ازواج میں حضرت عائشہ، خواتین اسلام میں حضرت فاطمۃ الزہرا، محدثین میں امام بخاری، مجتہدین میں امام اعظم ابوحنیفہ، اولیاء اقطاب اغواث مشائخ علما تقویٰ شعار مردان حق میں سرکار غوث اعظم ہیں ایسے ہی اس زمانے کے جملہ علماء مفسرین محققین فقہا محدثین ومشائخ واولیا میں حضرت سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات ہے۔

امین شریعت ثالث مفتی عبد الواجد نیر القادری کا سانحہ ارتحال

ابھی حضور تاج الشریعہ کے وصال کا غم ہلکا نہ ہوا تھا اور آنکھوں کے آنسو تھمے نہ تھے کہ غم والم میں ڈوبی ہوئی ایک اور خبر موصول ہوئی کہ امین شریعت ثالث حضرت مفتی عبد الواجد نیر القادری ۲۶ رجولائی ۲۰۱۸ء کو ایمسٹرڈم ہالینڈ میں وصال فرما گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نہایت ہی خلیق، سنجیدہ، بارعب، با صلاحیت، بلند فکر ونظر کے پیکر تھے۔ خانقاہ حمیدیہ رشیدیہ بنارس میں کئی مرتبہ حضرت کی تشریف آوری ہوئی، حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ کے زمانے میں بھی ایک بار تشریف لائے بعدہ کئی بار جب بھی ہالینڈ سے وطن دربھنگہ آنا ہوتا تو بنارس خانقاہ پر بھی تشریف لاتے چونکہ حضرت مفتی صاحب قبلہ حضور سیدی شہید ملت حضرت مولانا عبد الشہید فریدی فاروقی قدس سرہ القوی کے ہم سبق ساتھیوں میں تھے، بریلی شریف منظر اسلام میں دونوں بزرگوں نے ساتھ رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی تھی اور حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت بھی فرمائی اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ودیگر اکابر اہل سنت ومشائخ طریقت سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی، آپ درجنوں کتابوں کے مصنف ومؤلف بھی ہیں جن کی انگریزی، ڈچ، نیپالی زبانوں میں تراجم بھی ہوئے ہیں، آپ کی تصانیف میں فتاوی یورپ، فتاوی شرعیہ سات جلدوں میں قابل صد افتخار ہیں، وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۸۷ رسال تھی، آپ کی ولادت ۱۹ رفروری ۱۹۳۷ء میں موضع دوگھرا جالے ضلع دربھنگہ میں ہوئی، آپ نے مختلف تعلیمی مراحل سے گزر کر ملک ہندوستان ودیگر مختلف ممالک کا تبلیغی وتقریری دورہ کیا اور ہالینڈ میں مقیم ہوگئے۔ آپ ایک خوش فکر، بلند پایہ شاعر بھی تھے، علم وفضل وکمال واخلاص واخلاق کے دھنی تھے ایک موقع پر خانقاہ شکر تالاب تشریف لائے اور طالب علمی کے دور کی باتیں سناتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے بچپن کا واقعہ سنایا کہ حضور تاج الشریعہ غالباً ۴ر۵ رسال کی عمر تھی کھیلتے ہوئے آتے اور سرکار مفتی اعظم ہند کے مسند پر بیٹھ جاتے، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تسبیح اپنے ہاتھوں میں لیکر نانا حضرت کی طرح وظیفہ میں مشغول ہوجاتے اور تسبیح کے دانے شمار کرتے جاتے اور سرکار مفتی اعظم بچے کی ادا کو دیکھ کر مسکراتے اور پھر فرط محبت سے پیشانی چوم کر فرماتے کیا پڑھ رہے ہو؟ اس طرح پڑھو۔ **اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما** تو نانا حضرت کے بتانے پر حضرت بھی پڑھنے لگ جاتے، ایسی نرالی ادائیں اور پھول کے مانند چہرہ، ان کے حسن وجمال کا یہ عالم کہ جب تاج الشریعہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دار الافتا میں چلے آتے تو طلبہ کرام ودیگر حاضرین کھڑے ہوجاتے اور زیارت کا شوق سینوں میں موجیں مارنے لگتا، بار بار دیدار کرتے مگر مزید دیکھنے کی تڑپ باقی رہتی، ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے ابھی ننھے بچے ہیں اور ادائیں اس قدر انوکھی ہیں تو شباب کا عالم کیا ہوگا، ضرور علم وفضل کا آفتاب بن کر دنیا کو روشن کریں گے، جو ہم کہتے تھے وہی آج دیکھنے کو ملا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے عقیدت مندوں کی طویل فہرست ہے۔ آپ کے لئے دعائے مغفرت وایصال ثواب کی محفلیں ملک وبیرون ملک منعقد ہورہی ہیں ہم ان کے پسماندگان اور خاص طور پر صاحبزادہ مولانا مفتی فیضان الرحمٰن سبحانی ودیگر اہل خانہ کے لئے صبر وشکر کی دعا کرتے ہیں مولیٰ کریم حضرت علامہ مفتی عبد الواجد نیر القادری کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو رحمت ونور کا گہوارہ بنائے آمین۔

ابر رحمت انکے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

حضور تاج الشریعہ کی عبقری شخصیت اور انکے اوصاف وکمالات کے تعلق سے مزید باتیں تحریر نہ کرسکا لیکن آپ مایوس نہ ہوں ورق الٹیئے اور ہندوستان کے مایہ ناز قلم کاروں کے معیاری عمدہ مدلل فکر ونظر کے جواہر پاروں کو پڑھئے قلب منور ہوجائے گا اور حضور تاج الشریعہ کا بلند مرتبہ اور آپ کی ولایت روحانیت وکرامت کے روحانی وایمانی بیانات سے آپ کی روح کو تازگی ایمان کو بالیدگی میسر آئے گی۔ آخیر میں ہم شرکائے قلم، رفقائے ادارہ کے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت میں ادارہ کا ساتھ دیا اور اپنی فکری کاوشوں کے ذریعہ نمبر کی شان دوبالا کردی مولیٰ کریم ان سب کی خدمت قبول فرمائے آمین، اور قائد ملت شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولینا مفتی عسجد رضا خاں قادری قبلہ جانشین حضور تاج الشریعہ وقاضی شہر بریلی شریف کی عمر میں برکت، ہمت وحوصلہ بلند فرمائے اور دین مسلک ومریدین ومعتقدین کا سچا پاسبان بنائے آمین۔

یاسیدی اختر رضا

محبوب محبوب خدا یا سیدی اختر رضا
عالم ہے شیدا آپ کا یا سیدی اختر رضا

تو عالموں کی جان ہے، تو عاملوں کی شان ہے
تو وارث احمد رضا یا سیدی اختر رضا

حد نظر ہے تو ہی تو، یعنی رضا کی ہو بہو
تیری صفت تیری ادا یا سیدی اختر رضا

آگے تیرے سب سر نگوں، دنیا تیرا چومے قدم
اللہ رے رتبہ تیرا یا سیدی اختر رضا

تیرا الگ انداز ہے، عظمت تیری ممتاز ہے
تو رہبروں کا رہنما یا سیدی اختر رضا

ہر قوم نے مانا تجھے، سب نے کہا اپنا تجھے
تو وقت کا ہے پیشوا یا سیدی اختر رضا

روضہ تیرا آنکھوں کا نور، جالی تیری دل کا سرور
مرقد تیرا جنت نما یا سیدی اختر رضا

بابا ہیں جیلانی میاں، دادا تیرے حامد میاں
اجداد تیرے اولیا یا سیدی اختر رضا

حافظ کرامت دیکھ کر، شان فضیلت دیکھ کر
سب نے پکارا برملا یا سیدی اختر رضا

نتیجۂ فکر — حافظ شاہد اشرفی سورت

منقبت در شان

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم شیخ الاسلام والمسلمین مرشد برحق آقائے نعمت

حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی رضی عنہ القوی

نتیجۂ فکر: محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

زبان خلق پر نغمہ مرے تاج الشریعہ کا
ہے رتبہ فکر سے بالا مرے تاج الشریعہ کا

حدیث وفقہ ہو فتوی نویسی ہو تصوف ہو
ہر اک محفل میں ہے چرچا مرے تاج الشریعہ کا

لب ورخسار سے شان خداوندی ٹپکتی ہے
مثالی ہے رخ زیبا مرے تاج الشریعہ کا

قلم اٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی
رواں عالم میں ہے سکہ مرے تاج الشریعہ کا

جسے دیکھو بھرے جاتے ہیں در پر دامن ہستی
عجب ہے جوش پر باڑہ مرے تاج الشریعہ کا

یہ طلعت حجۃ الاسلام کی پائی ہے اختر نے
کہ خیرہ کن ہے آئینہ مرے تاج الشریعہ کا

ہوا کے دوش پر روشن دیا ہے استقامت کا
کرامت خیز ہے جلوہ مرے تاج الشریعہ کا

یہ کہہ دو حاسدوں سے دست قدرت خود محافظ ہے
نہ خم ہوگا کبھی جھنڈا مرے تاج الشریعہ کا

خدا رکھے قمر، عسجد رضا کو یہ دعائیں کر
یوں ہی مہکے گل تازہ مرے تاج الشریعہ کا

پیش کردہ

(مولانا) رفیع الدین قادری
مدرس الجامعۃ الحمیدیہ بنارس 8922822364

مولانا محمد زاہد حسین، مدرسہ فاروقیہ ندوئے ہراسن پور بنارس

ارباب علم و دانش بخوبی واقف ہیں کہ مبارک و مسعود ہستیوں کی سوانح حیات اور ان کی سیرت مقدسہ کے درخشندہ و تابندہ گوشے آنے والی نسلوں کے مشعل ہدایت ہیں۔ آنے والی نسلیں انہیں نفوس قدسیہ کی سیرت کو پڑھ کر اپنا نصب العین متعین کرتی ہیں اور اپنی زندگی کو کامیاب و کامران بنانے میں مدد حاصل کرتی ہیں۔ اسی بامراد اور حسین مقصد کے پیش نظر سراج المفسرین، زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، امام الکاملین، فخر ازہر، قاضی القضاۃ فی الہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، وارث علوم مجدد دین وملت امام احمد رضا، مظہر حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم، جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی سوانح عمری اور حیات و خدمات کے متعلق سے مختصراً چند صفحات سپرد قرطاس کر رہا ہوں۔

ولادت باسعادت

حضور تاج الشریعہ کی ولادت سنیوں کے ارمانوں کا شہر، مرکز عقیدت "بریلی شریف" کے کاشانہ رضا محلہ سوداگراں میں ۱۴؍ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳؍ نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔ پاسپورٹ کے مطابق ولادت کی شمسی تاریخ یکم فروری ۱۳۶۲ء ہے۔ اس لحاظ سے تاریخ قمری ۲۵؍ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ بروز پیر ہے۔

بعض لوگوں نے آپ کی تاریخ ولادت ۲۴؍ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳؍ نومبر ۱۹۴۳ء اور ۲۶؍ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۲؍ فروری ۱۹۴۳ء اور ۲۵؍ صفر المظفر ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء لکھا ہے۔ مؤخر الذکر تاریخ ولادت صاحب تذکرہ کی کتاب "الصحابۃ نجوم الاھتداء" اور "حقیقۃ البریلویۃ" کے تعریف بالمؤلف میں بایں الفاظ مذکور ہے۔

"ولد الشیخ الامام اختر رضا خان الحنفی القادری الازہری یوم الخامس والعشرین من شہر صفر لعام ۱۳۶۱ھ الموافق ۱۹۴۲ء بمدینۃ بریلی فی شمال الھند۔"

صحیح تاریخ ولادت ۱۴؍ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳؍ نومبر ۱۹۴۲ء ہی ہے۔ (بحوالہ سوانح تاج الشریعہ ص ۱۷،۱۸، مؤلف مولانا مونس اویسی)

نام و نسب

حضور تاج الشریعہ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند ہیں، خاندانی روایات کے مطابق آپ کا پیدائشی نام "محمد" رکھا گیا۔ چونکہ آپ کے پدر بزرگوار کا اسم گرامی "محمد ابراہیم رضا" ہے اس مناسبت سے آپ کا نام "محمد اسمٰعیل رضا" تجویز ہوا، عرفی نام (وہ ہے جو محبت و پیار کی وجہ سے بچپن میں ہو گیا ہو) "اختر رضا" ہے اور اسی اسم گرامی سے مشہور ہیں۔ اختر تخلص (وہ نام ہے جس کو شاعر اختصار کیلئے اپنے اشعار میں بیان کرتا ہے) قادری مشرباً اور ازہری علماً نام کے آگے تحریر فرماتے تھے۔ آپ افغانی النسل ہیں۔ شجرۂ پدری اس طرح ہے، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بن مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ بن حجۃ الاسلام محمد حامد رضا علیہ الرحمہ بن امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مفتی محمد احمد رضا علیہ الرحمہ بن خاتم المتکلمین مفتی محمد نقی علی خاں علیہ الرحمہ بن رضا علی الیٰ آخرہ۔ "محمد" نام پر آپ کا عقیقہ ہوا۔

بسم اللہ خوانی

حضور تاج الشریعہ کی عمر شریف جب چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا" جیلانی میاں، بریلوی نے تسمیہ خوانی کی تقریب سعید منعقد فرمائی۔ علم وحکمت کے مخزن، مرکز علم وفن،" دار العلوم منظر اسلام" کے طلبہ واساتذہ کی دعوت فرمائی، عزیز واقارب ومعززین شہر کو بھی مدعو فرمایا۔ عشق ومحبت، طریقت ومعرفت اور حق وصداقت کے آفتاب حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

تحصیل علم

آپ نے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن مقدس ناظرہ ختم کیا۔ اور ابتدائی کتب خود والد محترم نے پڑھائیں۔ اس کے بعد" دار العلوم منظر اسلام" میں داخلہ کرا دیا۔ نحو میر، میزان، ومنشعب وغیرہ سے لیکر ہدایہ آخرین تک کی کتابیں مذکورہ دار العلوم کے شاہین بلند پرواز اور علوم وفنون کی شاخوں پر مہارت تامہ رکھنے والے اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ تاج الشریعہ نے فارسی کی ابتدائی کتابیں، فارسی کی پہلی، دوسری، گلزار دبستان، گلستاں اور بوستاں اسی ادارے کے استاذ جناب حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی بریلوی سے پڑھیں۔ ۱۹۵۲ء میں ایف آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا۔ جہاں پر ہندی، سنسکرت، انگریزی، ریاضی وغیرہ میں تعلیم حاصل کی۔

والد ماجد کی خواہش اور تمنا اور لوگوں کے اصرار پر آپ ۱۹۶۳ء میں عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی" جامعۃ الازہر" قاہرہ، مصر، زبان وادب پر مہارت تامہ حاصل کرنے کیلئے تشریف لے گئے، وہاں آپ نے" کلیۃ اصول الدین" (ایم اے) میں داخلہ لیا اور دین کے اصول قرآن واحادیث پر تحقیق انیق فرمائی اور عربی ادب کو مضبوط کیا۔

پھر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں دو کلیۃ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث،، کی تکمیل فرمائی، اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔

حضور تاج الشریعہ نے عربی میں بی اے، کی سند فراغت نہایت ممتاز اور نمایاں حیثیت سے حاصل کی، آپ نہ صرف" جامعہ ازہر" میں بلکہ پورے" مصر" میں اول نمبر سے پاس ہوئے۔ آپ نے جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۷ رنومبر ۱۹۶۶ء مطابق ۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن" بریلی شریف" ہوئے۔ آپ کی آمد کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں شاندار استقبال ہوا۔

اساتذۂ کرام

آپ کے اساتذہ میں قابل ذکر اساتذۂ کرام کے اسما یہ ہیں: (۱) مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ (۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ (۳) بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری (۴) حضرت والدہ ماجدہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم، مبلغۂ اسلام بریلی شریف، (۵) حضرت مولانا حافظ محمد انعام اللہ خاں تسنیم حامدی، بریلی شریف (۶) حضرت علامہ مولانا محمد سماحی، شیخ الحدیث والتفسیر، جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر، (۷) حضرت علامہ مولانا عبد الغفار، استاذ الحدیث جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر، (۸) حضرت علامہ مولانا عبد التواب، مصری، شیخ الادب،" منظر اسلام،، بریلی شریف۔ (۹) صدر العلماء حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں، صدر المدرسین وشیخ الحدیث" جامعۃ الرضا" بریلی شریف۔ (۱۰) حضرت مولانا محمد احمد جہانگیر خاں رضوی، اعظمی، استاذ ومفتی" منظر اسلام" بریلی شریف۔

القابات وخطابات

حضور تاج الشریعہ ویسے تو حضور مفتی اعظم کی حیات ظاہری ہی میں تبلیغی سفر کا آغاز فرمایا تھا مگر باضابطہ طور پر پہلا تبلیغی سفر ۱۹۸۴ء مطابق ۱۴۰۴ھ میں سوراشٹر (گجرات) کا دورہ فرمایا۔ ویرول، پور بندر، جام جودھپور، دھوراجی، اور جیت پور ہوتے ہوئے ۱۵/اگست ۱۹۸۴ء مطابق ۱۴۰۴ھ کو امریلی تشریف لے گئے۔ وہاں ہزاروں عقیدت مندوں نے آپکے دست حق پرست پر سلسلۂ عالیہ قادریہ، برکاتیہ، رضویہ میں بیعت حاصل کی۔ رات ۱۲/بجے سے ۲/بجے تک جانشین مفتی اعظم کی تقریر دل پذیر ہوئی اور ۱۸/اگست کو جوناگڑھ میں ''بزم رضا'' کی جانب سے ایک جلسہ ''رضا مسجد'' میں رکھا گیا۔ جس میں امیر شریعت حاجی نور محمد'' رضوی، مارفانی نے ''تاج الاسلام'' کا لقب دیا۔ جس کی تائید مفتی گجرات مولانا مفتی احمد میاں نے کی۔

جانشین مفتی اعظم کو صدر المفتیین، سند المحققین اور فقیہ اسلام کا لقب ۱۹۸۴ء مطابق ۱۴۰۴ھ میں رام پور کے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی، شیخ الحدیث، ''الجامعۃ الاسلامیہ'' گنج قدیم، رام پور، خلیفہ وتلمیذ حضور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفی رضا بریلوی نے دیا۔

مفکر اہل سنت، فقیہ اعظم اور شیخ المحدثین کا لقب ۱۴/شوال المکرم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء کو مولانا حکیم منظور احمد رضوی بدایونی، خلیفہ تاج العلماء، حضرت سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی نے دیا۔ اس کے علاوہ مثلاً تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء وغیرہ، فضیلت الشیخ حضرت العلام مولانا شیخ محمد بن علوی مالکی شیخ الحرم مکہ معظمہ، قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی جیسے جید اکابر علماء ومشائخ نے القابات سے نوازا، جس کی ایک طویل فہرست ہے۔ شرعی کونسل آف انڈیا میں ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے جید علماء کرام ومفتیان عظام نے نومبر ۲۰۰۵ء میں ''قاضی القضاۃ فی الہند'' کا خطاب دیا۔

(حیات تاج الشریعہ ص ۱۰۹، مؤلف مولانا شہاب الدین رضوی)

درس وتدریس

جب آپ جامعہ از ہر مصر سے واپس تشریف لائے تو'' منظر اسلام'' میں استاذ مقرر ہوئے یعنی آپ نے ۱۹۶۷ء سے تدریس کا باضابطہ آغاز کیا۔ مسلسل جدوجہد، محنت شاقہ اور لگن سے پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ منظر اسلام کا دارالافتاء بھی آپکے سپرد ہوگیا۔ تقریباً ۱۹۸۰ء میں آپ کثیر مصروفیات کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہوگئے، یہ وہ دور تھا جس میں سرکار مفتی اعظم بیمار چل رہے تھے، اس وجہ سے تبلیغی دورے وغیرہ بھی درپیش ہوگئے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی مصروفیات اور بڑھ گئی۔ فتاویٰ نویسی میں آپ مرجع ٹھہرے، اس وجہ سے آپ نے مرکزی دارالافتاء قائم فرمایا جو ہنوز بحسن وخوبی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر آپ نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تعریب وترجمہ کا کام متاثر نہ ہونے دیا۔

ملک وبیرون ملک دورے کی وجہ سے درس وتدریس کا سلسلہ منقطع رہا، خطابت اور نصیحت اور تبلیغی اسفار کے سلسلے جاری رہے، افتاء نویسی کا سلسلہ چلتا رہا مگر چند سال بعد اپنے دولت کدے پر درس قرآن کا سلسلہ جاری فرمایا۔ جس میں دارالعلوم مظہر اسلام، دارالعلوم منظر اسلام، جامعہ نوریہ اور دور دراز کے علماء ومشائخ کثرت سے شریک درس ہوتے رہے۔ مرکزی دارالافتاء میں تربیت افتاء لینے والے طلبہ کو بخاری، مسلم شریف عقود رسم المفتی، الاشباہ والنظائر، فواتح الرحموت، شامی، بدائع

الصنائع، اور اجلی الاعلام وغیرہ کتب کا درس دیتے تھے۔ تدریب الافتاء (مشق افتاء) کے مسائل کی اصلاح کرتے تھے۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ کی بعض کتابوں کا درس بھی آپ کے ذمہ رہا۔

فتویٰ نویسی کا آغاز

جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کو پروردگار نے ودیعت کے طور پر علمی وفقہی صلاحیتوں اور جزئیات فقہیہ پر کامل دسترس، علم قرآن وحدیث پر مکمل ادراک عطا فرمایا۔ آپ نے سب سے پہلے فتویٰ ۱۹۶۶ء میں تحریر فرما کر مفتی سید افضل حسین مونگیری صدر دارالافتاء منظر اسلام کو دکھایا، آپ نے فرمایا کہ اب میں نے دیکھ لیا ہے، نانا محترم کو دکھا آیئے، پھر آپ نے نانا تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ سے مخاطب ہو کر داد تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی اور ہدایت کی کہ دارالافتاء میں فتویٰ لکھا کرو اور مجھے دکھایا کرو۔

حضور تاج الشریعہ خود اپنی فتویٰ نویسی کی ابتداء کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ خاص سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔''

(بحوالہ سوانح تاج الشریعہ ص ۳۲ مؤلف مولانا مونس اویسی)

تاج الشریعہ اور علوم وفنون کی مہارت

حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت تھی: (۱) علوم قرآن (۲) اصول تفسیر (۳) علم حدیث (۴) اصول حدیث (۵) اسماء الرجال (۶) فقہ حنفی (۷) فقہ مذاہب اربعہ (۸) اصول فقہ (۹) علم کلام (۱۰) علم صرف (۱۱) علم نحو (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بدیع (۱۴) علم بیان (۱۵) علم منطق (۱۶) علم فلسفۂ قدیم وجدید (۱۷) علم مناظرہ (۱۸) علم الحساب (۱۹) علم ہندسہ (۲۰) علم ہیئت (۲۱) علم تاریخ (۲۲) علم مربعات (۲۳) علم عروض وقوافی (۲۴) علم تکسیر (۲۵) علم جفر)۲۶) علم فرائض (۲۷) علم توقیت (۲۸) علم تقویم (۲۹) علم تجوید وقرأت۔ (۳۰) علم ادب نظم ونثر عربی: نظم ونثر فاری، نظم ونثر انگریزی، نثر ہندی نظم ونثر اردو) (۳۱) علم زیجات (۳۲) علم خطاطی (۳۳) علم والجبر المقابلہ (۳۴) علم تصوف (۳۵) علم سلوک (۳۶) علم اخلاق۔

ارادت وسلوک

حضور تاج الشریعہ کو بچپن ہی میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بیعت کرلیا تھا، آپ خود ہی لکھتے ہیں: ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان) سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں، اور تقریباً ۲۰ر سال بعد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے محفل میلاد شریف میں خلافت واجازت بھی عطا فرمادی۔''

مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں کہ: ''حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے مولانا ساجد علی خاں بریلوی مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف کو حکم دیا کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸ر بجے گھر پر محفل میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے۔ میلاد خواں حضرات، علماء ومشائخ اور طلبۂ مدارس وفارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو دعوت شرکت دی

جائے۔شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف
کی اس خصوصی تقریب سعید میں شرکت کی۔محفل میلاد شریف کے
آخر میں مفتی اعظم حضرت محمد مصطفی رضا علیہ الرحمہ تشریف لائے اور تاج
الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری کو بلوایا، اپنے قریب
بیٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ،
سہروردیہ، نقشبندیہ چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالاولیت
کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔تمام اوراد ووظائف،
اعمال واشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر، تعویذات وغیرہ کی
اجازت مرحمت فرمائی۔"

تصانیف وتراجم

حضور تاج الشریعہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود قلم سے
اپنا اٹوٹ رشتہ بنائے ہوئے رہے، آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں
تصنیف فرمائی ہیں اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے، ذیل میں
ہم ان کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق اردو (۲) شرح
حدیث نیت اردو (۳) ہجرت رسول اردو (۴) سنو چپ رہو
اردو (۵) ٹائی کا مسئلہ اردو (۶) تین طلاقوں کا شرعی حکم اردو
(۷) تصویروں کا حکم (۸) دفاع کنز الایمان، ۲ جز اردو (۹) الحق
المبین اردو (۱۰) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم
اردو (۱۱) حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر مقالہ اردو (۱۲)
کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ مقالہ اردو (۱۳) جشن عید میلاد
النبی، مقالہ اردو (۱۴) متعدد فقہی مقالات اردو (۱۵) آثار
قیامت اردو (۱۶) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی اردو
(۱۷) المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ اردو ص ۶، (۱۸)
منحۃ الباری فی شرح البخاری اردو (۱۹) تراجم قرآن میں کنز
الایمان کی فوقیت اردو (۲۰) نوح حامیم کیلر کے سوالات کے
جوابات اردو (۲۱) الحق المبین عربی (۲۲) الصحابۃ نجوم الاھتداء
عربی (۲۳) شرح حدیث الاخلاص عربی (۲۴) سد المشارع علی
من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع عربی (۲۵) تحقیق ان
ابا ابراہیم تارخ لا آزر (۲۶) نبذۃ حیات الامام احمد رضا عربی
(۲۷) مرآۃ النجدیہ بجواب البریلویہ عربی (۲۸) حاشیۃ الازہری علی
صحیح البخاری عربی (۲۹) حاشیۃ المعتقد والمستند اردو (۳۰) سفینۂ
بخشش (دیوان) عربی اردو (۳۱) انوار المنان فی توحید القرآن
اردو (۳۲) المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (ترجمہ)
اردو (۳۳) الزلال انقی مع سبقۃ الاتقی (ترجمہ) اردو (۳۴)
اہلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین (تعریب) عربی (۳۵)
شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (تعریب) عربی
(۳۶) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب) عربی (۳۷)
عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب) عربی (۳۸) برکات الامداد
لاہل الاستمداد (تعریب) عربی (۳۹) تیسیر الماعون للسکن فی
الطاعون (تعریب) عربی (۴۰) قوارع القھار فی رد المجسمۃ فجار
(تعریب) عربی (۴۱) قمع المبین لآمال المکذبین عربی (۴۲)
النہی الاکید (تعریب) عربی (۴۳) سبحان السبوح (تعریب)
عربی (۴۴) حاجز البحرین (تعریب) عربی (۴۵) فقہ شہنشاہ
وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (تعریب
) عربی (۴۶) ملفوظات تاج الشریعہ اردو (۴۷) تقدیم تجلیۃ
السلم فی مسائل نصف العلم اردو (۴۸) ترجمہ قصیدتان رائعتان
اردو (۴۹) فیوا انگلش فتاویٰ انگلش (۵۰) ازہر الفتاویٰ انگلش
(۵۱) ٹائی کا مسئلہ انگلش (۵۲) فضیلت نسب (ترجمہ اراءۃ
الادب لفاضل النسب) اردو (۵۳) حاشیہ انوار المنان اردو (۵۴)
الفردہ فی شرح قصیدۃ البردہ عربی (۵۵) رویت ہلال
اردو (۵۶) چلتی ٹرین پر نماز کا حکم اردو ص ۵۷، فضیلت صدیق

اکبرو وفاروق اعظم اردو (۵۸) تعریب فتاویٰ رضویہ جلد اول اردو (۵۹) نغمات اختر عربی وغیرہ۔

ازدواجی زندگی

مفسر اعظم ہند نے حضور تاج الشریعہ کا عقد مسنون حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی دختر نیک اختر، صالح سیرت کے ساتھ طے کر دیا تھا، جس کی تقریب کو ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار محلہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی میں عملی جامہ پہنایا گیا۔

اولاد امجاد

حضور تاج الشریعہ سے چھ اولادیں ہیں، جن میں ایک صاحبزادہ گرامی وقار حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری اور پانچ صاحبزادیاں (۱) محترمہ آسیہ بیگم (۲) محترمہ سعدیہ بیگم (۳) محترمہ قدسیہ بیگم (۴) محترمہ عطیہ بیگم (۵) محترمہ ساریہ بیگم۔

حج و زیارت

ہر مومن خصوصاً عاشق صادق کی آرزو ہوتی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے خود کو مشرف کرے اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو اس شرف سے بھی خوب نوازا ہے۔ آپ نے چھ حج کیا۔ پہلا حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۴؍ستمبر ۱۹۸۳ء، دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۶ء، تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۷ء، چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء، پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ئ، چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا۔ اس کے علاوہ انگنت بار آپ نے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری دی۔

مریدین و معتقدین

آپ کے مریدین و معتقدین ہندوستان، پاکستان، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، بنگلہ دیش، مورشیس، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، ایران، عراق، ترکی، جرمن، متحدہ عرب امارات، کویت، لبنان، مصر، شام کناڈا وغیرہ ممالک کے طول وعرض میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مریدین میں بڑے بڑے علماء، مشائخ، صلحاء، شعراء، خطباء، ادباء، مفکرین، قائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی کی نسبت پر ناز کرتے ہیں۔

تقویٰ شعاری

آج کے پُرفتن دور میں پیروں، فقیروں، عالموں اور عاملوں کا حال یہ ہے کہ ان کے ارد گرد خواتین کا ہجوم لگا رہنا ایک عام سی بات ہے، جہاں دیکھئے منھ کھولے اور بے پردگی کے ساتھ چلتی پھرتی نظر آئیں گی۔ حیاء نام کی کوئی چیز ہی باقی نہیں رہ گئی ہے، مگر جانشین مفتی اعظم کی تقویٰ شعاری ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۴۰۷ھ کی بات کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کیلئے حاضر خدمت ہیں۔ جب آپ زنان خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منھ کھلے کھلے ہوئے تھے، آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور ارشاد فرمایا کہ "پردہ کرو، بے حجابانہ گھومنا، پھرنا سخت منع ہے نقاب ڈالو" لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (بحوالہ مفتی اعظم اوران کے خلفا جلد اول ص ۵۰)

وفات

بالآخر علم و فضل کا آفتاب، وارث علوم اعلیٰ حضرت، بدر طریقت حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا خاں، المعروف بہ حضور ازہری میاں، تاج الشریعہ اپنی زبان سے آخری کلمہ "اللہ اکبر" جاری کرتے ہوئے مؤرخہ ۶؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارکہ بوقت مغرب عالم آب وگل سے رشتۂ حیات منقطع کیا اور سرزمین "بریلی شریف" محلہ سوداگران، ازہری گیسٹ ہاؤس میں ہمیشہ کیلئے روپوش ہوگئے۔

تاج الشریعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک مختصر تعارف

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ان نابغۂ روزگار شخصیتوں میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے بے شمار محاسن و کمال سے سرفراز فرمایا، خاندانی وجاہت و کرامت، پاکیزہ اخلاق و سیرت، بحث و تحقیق کی اعلی بصیرت، زبردست علمی استحضار و فنی صلاحیت، فصاحت بیان و بلاغت لسان پر حد درجہ قدرت، فقہ و افتاء میں غیر معمولی مہارت و حذاقت جیسی صفات فاضلہ سے مزین و آراستہ فرمایا۔

آپ کے جود و نوال، فضل و کمال اور حسن و جمال کا ایک عالَم معترف ہے، آپ کے پرکشش چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے دنیا بے چین رہتی ہے، جس آبادی سے گزر جاتے ہیں انسانوں کا ہجوم امنڈ پڑتا ہے، جس کانفرنس میں شریک ہو جاتے ہیں جملہ حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔ مسند تدریس پر بیٹھ کر حدیث کا درس دیں تو امام بخاری کی یاد تازہ ہو جائے، معقولات پڑھائیں تو امام رازی یاد آنے لگیں، دارالافتاء میں بیٹھ کر مسائل شرعیہ کی تحقیق فرمائیں تو امام اعظم کا عکس جمیل نظر آئیں، فقہ حنفی کے اثبات و اظہار اور ترجیح راجح پر محققانہ کلام فرمائیں تو آپ کی تحریروں پر امام بدرالدین عینی، امام طحاوی، اور امام ابن الھمام کی تحریروں کا شبہ گزرنے لگے، بارگاہ رسالت کے گستاخوں کا رد و ابطال فرمائیں تو امام احمد رضا کی جانشینی کا حق ادا فرمادیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس عبقری، نادر المثال، مجمع الفضائل اور جامع الصفات شخصیت کا نام ہے ''محمد اختر رضا خان'' جو تاج الشریعہ کے لقب سے مشہور اور علامہ ازہری سے معروف۔۔۔۔۔۔۔آپ کی ولادت باسعادت ۲۴ر ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ر نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل، ''رضانگر'' محلہ سوداگران، بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے، تاج الشریعہ محمد اختر رضا خان بن مفسر اعظم محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام حامد رضا خان بن امام احمد رضا خان۔۔ آپ حضور مفتی اعظم ہند کے نواسے اور حضور حجۃ الاسلام کے پوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے بڑے اہتمام کے ساتھ رسم ''بسم اللہ خوانی'' کی تقریب منعقد کی جس میں دارالعلوم منظر اسلام کے تمام طلبہ و اساتذہ کی پرتکلف دعوت ہوئی، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند نے رسم ''بسم اللہ خوانی'' ادا فرمائی، آپ نے قرآن پاک ناظرہ اپنی مادر مشفقہ سے گھر ہی میں پڑھا، ابتدائی تعلیم آپ نے والد گرامی اور نانا جان کے علاوہ وقت کے دیگر نامور علما سے بھی حاصل کی، پھر دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے اور متوسطات سے لیکر منتہی کتابوں تک کا درس ماہرین فن اساتذۂ کرام سے لیا اور فرسٹ پوزیشن کے ساتھ فراغت پائی۔

منظر اسلام سے فراغت کے بعد ۱۹۶۳ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے اور وہاں "کلیۃ اصول الدین" میں داخلہ لیکر تین سال تک حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور عربی زبان و ادب میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر سے امتیازی پوزیشن کے ساتھ فراغت حاصل کی اور اسی موقع پر امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے کے بعد میں (مصر کے سابق صدر) کرنل ناصر نے جامعہ ازہر ایوارڈ اور سند امتیاز پیش کیا، پھر دار العلوم منظر اسلام میں تدریس کے کام پر مامور ہوئے اور کامیابی کے ساتھ منتہی کتابوں کا درس دیا، تبلیغی اسفار اور بیعت و ارشاد کی مصروفیات کے باعث ملازمت کا سلسلہ بہت دنوں تک جاری نہ رہ سکا مگر فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کا جو سلسلہ بعد فراغت جاری فرمایا تھا وہ ابتک جاری و ساری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضور تاج الشریعہ کو بیعت و ارادت کا شرف حضور مفتی اعظم ہند سے حاصل ہے، اور جب آپ کی عمر ۲۰ سال کی تھی تو حضور مفتیٔ اعظم ہند نے ۱۵؍ جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی جبکہ آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے قبل فراغت ہی آپ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا اور بطور سند ایک تحریر بھی قلم بند فرمادی تھی ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ نے مصر کا تاریخی دورہ فرمایا۔۔۔۔ ۳؍ مئی سے ۶؍ مئی تک مصر میں آپ کا قیام رہا، اس موقع پر اللہ نے آپ کو جو عزت و شان و شوکت عطا فرمائی وہ شاید ابتک کسی ہندوستانی عالم کے حصہ میں نہ آئی، مصر کے بڑے بڑے علما و مشائخ جن میں شیخ الازہر علامہ سید محمد طنطاوی، رئیس الجامعہ علامہ احمد طیب، پروفیسر طٰہٰ ابوبکر، دکتور صالح عبداللہ کامل، دکتور فتحی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، جمال فاروق دقاق، علامہ محبوب حبیب، علامہ جلال رضا ازہری، پروفیسر عبدالقادر نصار، علامہ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش شامل ہیں ان حضرات نے مختلف مسائل اور موضوعات پر حضور تاج الشریعہ سے تبادلہ خیالات کیا اور آپ کے علمی و تحقیقی جوابات سے حد درجہ مسرور و متأثر ہوئے ان کے علاوہ جامعہ ازہر، جامعہ عین شمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ، کے تقریباً ۴۵؍ بڑے بڑے اساتذہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور حدیث کی اجازتیں لیں، اسی سفر میں جامعہ ازہر کے ارباب حل و عقد نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں آپ کی لیاقت و صلاحیت اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا سب سے بڑا ایوارڈ "فخر ازہر ایوارڈ" پیش کر کے اپنے جامعہ کا سر اونچا کیا۔

آپ نے متعدد بار حج ادا فرمایا اور تقریباً ہر سال رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی فرماتے رہتے ہیں۔ امسال یہ شرف بھی آپ کو حاصل ہوا کہ ۱۰؍ جون ۲۰۱۳ء مطابق یکم شعبان ۱۴۳۴ھ بروز پیر چھ بجکر پانچ منٹ پر کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور نماز ادا کی، اس سعادت میں آپ کے صاحبزادہ گرامی علامہ عسجد رضا خان بھی شریک رہے۔

آپ کے مریدین کی تعداد تین کروڑ سے متجاوز ہو چکی ہے، دنیا کے بیشتر ممالک بالخصوص انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، ہالینڈ، انگلینڈ، جرمنی، فرانس، بلجیم، امریکہ، سرینام، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، تنزانیہ، موزمبیق، ماریشش، شری لنکا، نیپال، عراق، ایران، ترکی، مصر، سعودیہ، لبنان، شام، وغیرہ میں ہزاروں ہزار، لاکھوں لاکھ کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یوں تو آپ سینکڑوں اداروں، تنظیموں اور مدرسوں کے سرپرست ہیں مگر جامعۃ الرضا بریلی شریف اور مرکزی دار الافتاء بریلی شریف خاص آپ کے قائم کردہ ادارے ہیں جو بین الاقوامی شہرت کے مالک اور مرکزی حیثیت کے حامل ہیں

آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور اعلیٰحضرت کی کئی کتابوں کا اردو اور عربی میں ترجمہ کیا، ذیل میں کچھ اہم کتابوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ (عربی)
(۲) تحقیق ان ابا ابراھیم تارخ لا آزر (عربی)
(۳) الحق المبین عربی، اردو (دونوں زبانوں میں)
(۴) الصحابۃ نجوم الاھتداء (عربی)
(۵) حاشیۃ علی صحیح البخاری (عربی)
(۶) دفاع کنز الایمان (دو حصے اردو میں)
(۷) ازھر الفتاوی (مجموعۂ فتاویٰ ۵ جلدوں میں)
(۸) ازھر الفتاوی (مجموعۂ فتاویٰ دو حصے انگریزی میں)
(۹) رسالہ سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع (عربی)
(۱۰) صیانۃ القبور (عربی)
(۱۱) ٹیوی، ویڈیو کا شرعی آپریشن (اردو)
(۱۲) ھجرت رسول (اردو)
(۱۳) شرح حدیث نیت (اردو)
(۱۴) تین طلاقوں کا شرعی حکم (اردو)
(۱۵) ٹائی کا مسئلہ (اردو)
(۱۶) کنز الایمان کا دیگر تراجم سے تقابلی جائزہ (اردو)
(۱۷) آثار قیامت (اردو)
(۱۸) جشن عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) (اردو)
(۱۹) سفینۂ بخشش نعتیہ دیوان (اردو)
(۲۰) نغمات اختر نعتیہ دیوان (عربی)
(۲۱) ترجمہ المعتقد المنتقد والمستند المعتمد
(۲۲) تعریب "فضیلت صدیق اکبر"
(۲۳) تعریب "فقہ شہنشاہ و ان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ"
(۲۴) تعریب "تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون"
(۲۵) تعریب "اھلاک الوھابین علی توھین قبور المسلمین"

(۲۶) تعریب "الهادی الکاف فی حکم الضعاف"

(۲۷) تعریب "حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین"

(۲۸) تعریب "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح"

(۲۹) تعریب "عطایا القدیر فی حکم التصویر"

(۳۰) تعریب "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام"

(۳۱) تعریب "الامن و العلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء"

(۳۲) تعریب "قوارع القهار علی المجسمة الفجار"

(۳۳) تعریب "اراءة الادب لفاضل النسب"

(۳۴) تعریب "النهی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید"

(۳۵) "ترجمۂ الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی"

نوٹ۔ نمبر ۲۲ سے نمبر ۳۴ تک ساری کتابیں اعلیٰ حضرت کی اردو تصانیف ہیں۔ تاج الشریعہ نے عربی زبان میں ان کا ترجمہ فرمایا ہے جب کہ نمبر ۳۵۔ اعلی حضرت کی عربی تصنیف ہے اور تاج الشریعہ نے اس کا اردو میں ترجمہ فرمایا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کا خلاصہ اور نچوڑ

موضوع: ۔قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا ناجائز ہے۔

حضور تاج الشریعہ شروع ہی سے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق، ترجمہ وتعریب، فقہ وافتاء جیسے اہم علمی کاموں میں مصروف رہے، بین الاقوامی مبلغ اور عالمی شہرت یافتہ پیر ہونے کے سبب دنیا کے بیشتر ممالک میں بیعت وارشاد کی خاطر تبلیغی سفر کرنے کے باجود لکھنے پڑھنے کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا، صحت کی نامساعدت اور حالات کی ستم ظریفی کے باوجود سفر وحضر ہر جگہ دین کی نشر واشاعت بالخصوص دنیا بھر سے آئے ہوئے دینی سوالوں کے جوابات، درس بخاری اور حاشیۂ بخاری کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ گزشتہ دنوں حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک آڈیو کیسٹ بعض کرم فرماؤں کے ذریعہ مجھ کو ملی جس میں حضور تاج الشریعہ نے بخاری شریف کا درس دیتے ہوئے مذکورہ بالا موضوع پر ایک تحقیقی اور علمی بحث ریکارڈ کرائی ہے، یہ بحث کئی گھنٹوں پر محیط ہے، دلائل وبراہین کی کثرت، قوت استنباط، طرز استدلال، دیکھ کر امام ابن الھمام کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، تاج الشریعہ نے جس طرح حدیث کی تشریح وتوضیح مختلف مذاہب اوران کے دلائل کی تفصیل، حل لغات، اعراب کی مختلف صورتوں کی وضاحت، متعارض احادیث میں تطبیق، اور اسمائے رجال پر محققانہ بحث فرما کر مذہب حنفی کی ترجیح فرمائی ہے اسے دیکھکر ہر منصف مزاج محقق یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائے گا کہ حضور تاج الشریعہ کا پایہ علم فقہ کی طرح علم حدیث میں بھی بہت

بلند اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک جھلک میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ مسطورہ بالا جملوں کی صداقت کا آپ خود اندازہ کر سکیں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶ پر امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے "باب لاتستقبل القبلة بغائط او بول الا عند البناء جدار او نحوه" پھر اس کے تحت درجہ ذیل حدیث سند کے ساتھ بیان کی، حدثنا آدم قال: ثنا ابن ابی ذئب قال: ثنا الزهريُّ عن عطاء ابن يزيدَ الليثي عن ابی أيوب الأنصاری قال، قال رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا أتی أحدكم الغائط فلا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ولا يُوَلِّهَا ظَهْرَه شَرِّقُوا او غَرِّبُوا۔

حضور تاج الشریعہ نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد، غائط اور بول کی تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے مختلف نسخوں کا ذکر کیا پھر باسانید مختلفہ حدیث کہاں کہاں مذکور ہے اس کو بیان فرمایا، پھر حدیث کی تشریح، بیان لغات و اعراب، حل مغلقات کے بعد فرمایا کہ اس مسئلہ میں کل چار مشہور و معروف مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: مطلقاً عدم جواز چاہے صحراء ہو یا بُنیان۔ یہ مذہب ہے امام اعظم ابو حنیفہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری کا اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور خود راوی حدیث حضرت ابو ایوب انصاری کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ حدیث ابو ایوب کا یہ جملہ اس پر روشن دلیل ہے "فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض قد بُنيت نحو الكعبة فكنا ننحرف عنها ونستغفر الله تعالیٰ" اگر انہوں نے ممانعت کو عام نہ سمجھا ہوتا تو مکان میں قضائے حاجت کے وقت انحراف اور استغفار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا مذہب: فضا اور صحراء میں ناجائز بُنیان اور اماکن میں جائز۔ یہ مذہب ہے امام شعبی، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کا۔ ان حضرات کی دلیل مروان اصفر سے مروی وہ حدیث ہے جس کی ابو داؤد نے تخریج کی "رأيت ابن عمر أناخ راحلته وجلس يبول اليها فقلت: أبا عبدالرحمن أليس قد نهیٰ عن هذا؟ قال: بلیٰ انه نهیٰ عن ذالك فی الفضاء فاذا كان بينك وبين القبلة شئ يسترك فلا باس"

ابن خزیمہ، حاکم، دار قطنی، بیہقی نے بھی اس کی تخریج کی۔ ان کی دوسری مستدل حدیث بھی عبداللہ ابن عمر ہی کی ہے، جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی ہے، ابن عمر فرماتے ہیں: "رقيتُ يوماً علی بيت أختی حفصة فرأيتُ النَّبِیَّ صلی الله عليه وسلم يقضی حاجته مستقبل الشام مستدبر القبلة" اس حدیث کو بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ نے روایت کیا، حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر انتہائی محققانہ اور محدثانہ انداز میں کلام فرمایا ہے اور کثیر وجوہ سے ابو ایوب کی حدیث کو ترجیح دی، ان میں سے کچھ یہ ہیں (۱) ابن عمر کی پہلی حدیث موقوف ہے اور ابو ایوب کی حدیث مرفوع اس لیے حدیث ابو ایوب کو ترجیح ہوگی (۲) ابن عمر کی دوسری حدیث اگرچہ مرفوع ہے مگر وہ فعل رسول کی حکایت ہے اور حدیث فعلی ہے اور ابو ایوب کی حدیث، حدیث قولی، اس لیے حدیث قولی کو ترجیح ہوگی۔ (۳) ابو ایوب کی حدیث حرمت اور ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور ابن عمر کی حدیث حلت و اباحت پر اور شریعت کا قاعدہ ہے "اذا اجتمع

الحلال والحرام رجح الحرام''۔(۴)اگر مکان میں رخصت اس وجہ سے ہے کہ شرم گاہ اور قبلہ کے درمیان دیوار وغیرہ حائل ہے تو جنگل اور صحراء میں بھی رخصت ہونی چاہیے کہ وہاں بھی پہاڑ وغیرہ حائل ہے مگر آپ وہاں حرمت کے قائل ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟(۵)راویٔ حدیث ابوایوب انصاری نے بھی ممانعت کو عام سمجھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر اصول حدیث، اُصول فقہ،فن جرح وتعدیل،اور اسمائے رجال کی روشنی میں ایسی زبردست بحث فرمائی ہے کہ مذہب حنفی آفتاب وماہتاب کی طرح منور ومجلّی ہوجاتا ہے۔

تیسرا مذہب:۔ صحراء اور اماکن میں استقبال قبلہ ناجائز اور استدبار قبلہ جائز۔ہدایہ میں اسے ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا''والاستدبار یکرہ فی روایة لما فیه من ترك العظیم ،ولایکرہ فی روایةلان المستدبر فرجه غیر مواز للقبلة ومایںحط منه ینحط إلی الارض بخلاف المستقبل لان فرجه موازلها وما ینحط منه ینحط الیها۔اس مذہب کی بنیاد بھی ابن عمر کے اسی قول پر ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی۔ابن عمر کی حدیث پر تفصیلی گفتگو مذہب ثانی کے ضمن میں گزر چکی ہے۔اور حدیث ایوب کا راجح ہونا بیان کیا جاچکا ہے۔

چوتھا مذہب:۔مطلق اباحت۔اباحت کے قائلین میں بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے حدیث میں تعارض دیکھکر''اذا تعارض تساقط'' کے تحت اصل کی طرف رجوع کیا اور وہ اباحت ہے ان حضرات نے ابن عمر کی حدیث مذکور نیز ابن ماجہ کی اس حدیث کو جسے عراک نے حضرت عائشہ سے روایت کیا حضرت ابوایوب کی حدیث کے معارض گمان کیا اور تعارض کے سبب اصل اباحت کا قول کیا،عراک کی حدیث یہ ہے''عن عائشة قالت : ذکر عند النبی صلی الله علیه وسلم قوم یکرهون ان یستقبلوابفروجهم القبلة فقال :أراهم قد فعلوها استقبلوا بمقعدی القبلة ''اس حدیث کو بیہقی طیاسی ،دارقطنی ،وغیرہ نے بھی روایت کیا،بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا مگر تاج الشریعہ نے نصب الرایہ سے امام زیلعی کا یہ قول پیش کیا، قال : الزیلعی :قال ابن دقیق العید :قال الأثرم :قال احمد :احسن ما فی الرخصة حدیث عائشة وان کان مرسلا ،فإنّ مَخرَجَه حسن '' تاج الشریعہ نے فرمایا کہ اس کو مرسل کہنے کی بنا اس پر ہے کہ عراک نے حضرت عائشہ سے سماعت نہیں کی پھر تاج الشریعہ نے فتح القدیر کے حوالے سے فرمایا کہ ممکن ہے کہ عراک نے حضرت عائشہ سے سماعت کی ہو کیوں کہ عراک کا حضرت ابوہریرہ سے سماع ثابت ہے،اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ کا وصال ایک ہی سال ہوا۔اس لیے عراک کا حضرت عائشہ سے سماع بعید نہیں جبکہ دونوں ایک ہی شہر میں تھے۔تاج الشریعہ نے اس مقام پر عراک کی دو حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث کو مسلم نے تخریج کی ،دوسری کو دارقطنی نے،دارقطنی کی حدیث میں تحدیث کی صراحت ہے۔مسلم کی حدیث یہ ہے،عراک نے کہا:عن عائشة جاء تنی مسکینة تحمل ابنتین لها'' دارقطنی کی حدیث یہ ہے ۔عراک نے کہا:حدثتنی عائشة رضی الله عنها انه صلی الله علیه وسلم لما بلغه قول الناس أمر بمقعدته فاستقبل بها القبلة ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اباحت کے قائلین میں سے بعض حضرات نے نسخ کا دعوی کیا،ان میں عروہ ابن زبیر، ربیعۃ الرآی ،اور ابوداؤد ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث ممانعت منسوخ ہوچکی ہیں اور ناسخ مجاہد کی وہ

حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے "نہا نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلة او نستدبرھا ببول، ثم رأيته قبل ان يقبض بعام يستقبلها "اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، اور حاکم نے روایت کیا۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، مگر امام بدرالدین عینی نے فرمایا کہ حاکم کا مسلم کی شرط پر صحیح کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ امام مسلم نے ابان بن صالح جو حدیث مجاھد عن جابر کے راوی ہیں انکی کوئی روایت مسلم میں تخریج ہی نہیں کی پھر مسلم کی شرط پر صحیح کیسے ہوگی؟۔ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نہا نا ان نستقبل القبلة او نستدبرها بفروجها اذا هرقنا الماء ثم رأيته قبل موته بعام يبول الى القبلة "اس حدیث کے راوی ابان ابن صالح ہیں، ان کو یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا، امام ترمذی نے "عِلَلِ کبیر" میں فرمایا: سألت محمد ابن اسماعيل: يعني البخاري عن هذا الحديث فقال: صحيح ،والأحوط المنع،لان الناسخ لابد أن يكون في قوة المنسوخ وهذا وان صحّ لا يقاوم ما تقدم ممّا اتّفق عليه الستةُ وغيره مما أخرج كثيراً،مع أنّ الذي فيه حكاية فعله وهو ليس صريحاً في نسخ التشريع القولي لجواز الخصوصية ------------------ تاج الشریعہ نے اس مقام پر طحاوی، فتح القدیر بنایہ، نصب الرایہ اور عینی وغیرہ کے حوالے سے ایک تحقیقی گفتگو فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ یہ حدیث، حدیث ایوب کی ناسخ نہیں ہوسکتی، یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو صحت میں حدیث ابوایوب کے برابر نہیں جس کی تخریج پر ائمہ ستہ کا اتفاق ہے، نیز اس میں فعل رسول کی حکایت ہے جو حدیث قولی کے منسوخ ہونے پر دلیل نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ خصائص نبوت سے ہو اس لیے نسخ پر استدلال نہ صرف ظاہر کے خلاف ہے بلکہ سخت ضعیف ہے ---------------- تاج الشریعہ نے چاروں مذاہب اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد مذہب حنفی کی تائید و ترجیح میں ایک تفصیلی گفتگو فرمائی اور کثیر دلائل سے واضح فرمایا کہ اس باب میں امام اعظم کا مسلک ہی راجح اور محتاط ہے اسی پر عمل کرنے سے بہر صورت کعبہ کی تعظیم اور اکرام قبلہ کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ تاج الشریعہ نے اس مقام پر جو احادیث ذکر کیں ان میں سے بعض پیش کی جاتی ہیں۔ پہلی حدیث عبداللہ ابن حارث کی ہے "أنا أوّلُ من سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لَا يَبُولَنّ أحَدُكم مستقبل القبلة" دوسری حدیث معقل ابن ابی معقل کی ہے۔ "نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلتين ببول وغائط" تیسری حدیث حضرت سلمان فارسی کی ہے۔ "لقد نہانا ان نستقبل القبلة بغائطٍ او بولٍ" چوتھی حدیث ابو ہریرہ کی ھے "انما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم ،فا ذا أتى احد كم الغائط فلايستقبل القبلة ولا يستد برها" تاج الشریعہ نے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کی مذکورہ بالا حدیثوں کے عموم واطلاق سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ "نھی" عام ہے اس لیے صحرا ہو یا مکان قضائے حاجت کے وقت استقبال و استدبار دونوں ناجائز و حرام ہوگا ------------------ تاج الشریعہ نے حدیث کے آخری حصہ "شَرِّقُوا أو غَرِّبُوا" پر ایسی معرکۃ الآرا بحث کی ہے کہ طبیعت باغ باغ ہوجاتی ہے، میں بخوف طوالت اس پر تبصرہ ترک کرتا ہوں اور نفس مفہوم پر اکتفا کرتا ہوں۔ تاج

الشریعہ نے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خطاب اہل مدینہ، اہل شام، اہل یمن، اور ان حضرات سے ہے، جن کا قبلہ جہت مشرق ہے، نہ مغرب، اور جن کا قبلہ جہت مشرق یا مغرب ہو ان کے لیے حکم یہ ہے کہ قضائے حاجت کے وقت وہ شمال جنوب کی طرف منہ یا پیٹھ کریں .... تاج الشریعہ نے درس بخاری کے دوران حضرت ابو ایوب انصاری کے حالات بھی بیان کیے جس میں ان کا نام، کنیت، قبیلہ، خاندان، حضور سے رشتہ داری، عقیدت و محبت، میزبان رسول بننے کا شرف، غزوات میں شرکت، قسطنطنیہ میں وصال اور دفن کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ تاج الشریعہ نے درس بخاری کے درمیان حدیث بخاری پر "ماله وما عليه" بحث کے بعد آداب خلاء سے متعلق بھی بڑی مفید گفتگو فرمائی اور تفصیل سے بیان کیا کہ کس چیز سے استنجا کرنا چاہیے اور کس چیز سے استنجا ممنوع ہے، اس مقام پر یہ مسئلہ بھی بیان فرمایا کہ جس طرح بالغ کے لیے قضائے حاجت کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ ناجائز ہے اسی طرح اس کے لیے یہ بھی ناجائز ہے کہ بچوں کو قبلہ رخ بٹھا کر پیشاب، پاخانہ کرائے۔ اس پر مزید یہ افادہ فرمایا کہ اگر بھول کر قبلہ رخ بیٹھ گیا تو بقدر امکان گھوم جائے اور انحراف کرے ثبوت میں آپ نے درج ذیل جزئیات کا حوالہ دیا اور زبانی پڑھ کر سنا بھی دیا، عالمگیری میں تبیین سے ہے

"وكره استقبال القبلة بالفرج في الخلاء واستدبارها وان غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له ان ينحرف بقدر الامكان كذا في التبيين - "ويكره للمرأة ان تمسك ولدها للبول والغائط نحو القبلة كذا في السراج الوهاج" ۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۰) فتح القدیر میں ہے

"ولو نسي فجلس مستقبلا فذكر يستحب له الانحراف بقدر ما يمكنه لما اخرجه الطبري مرفوعاً من جلس يبول قبالة القبلة فذكر فتحرف عنها اجلالا لها لم يقم من مجلسه حتى يغفر له وكما يكره للبالغ ذالك يكره له ان يمسك الصبي نحوها ليبول (ج ۱ ص ۵۹)

بلاشبہ تاج الشریعہ کا درس بخاری جس کی آڈیو کیسٹ میں نے سنی، علوم و معارف کا انمول خزانہ ہے۔ تاج الشریعہ نے مذہب حنفی کے اثبات و اظہار میں دلائل و براہین کے انبار لگا دیے ہیں، جو کچھ فرمایا اصول روایت و درایت کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہر بات کو مستند حوالوں سے مزین کیا ہے۔ کتابوں کو دیکھے بغیر محض ایک مرتبہ سن کر لمبی لمبی حدیثوں کے متن کو بیان کرنا۔ اس کے راویوں پر جرح و تعدیل کی روشنی میں کلام کرنا، شارحین حدیث کے اقوال کو سامنے رکھ کر فنی اور اصولی انداز میں بحث کر کے ترجیح راجح کو ظاہر کرنا اور پھر درجنوں کتابوں میں پھیلی ہوئی دقیق اور طویل بحثوں کو سمیٹ کر آسان الفاظ میں پیش کرنا کوئی معمولی کام نہیں یہ کام وہی کر سکتا ہے جو تبحر علمی، کمال استحضار، مجتہدانہ بصیرت اور فقیہانہ شان رکھتا ہو۔ اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ کو سلامت رکھے اور ان کا فیضان علمی ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

حضور تاج الشریعہ اور حاشیۂ بخاری

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے عربی، اردو میں جہاں کئی اہم کتابیں تصنیف کیں، اعلیٰ حضرت کے مختلف دینی علمی رسالوں کا دونوں زبانوں میں ترجمہ کیا، ہزاروں ہزار کی تعداد میں تحقیقی فتاوے تحریر فرمائے وہیں بخاری شریف جلد اول پر عربی زبان میں انتہائی مفید، معلومی اور تحقیقی حواشی بھی تحریر فرمائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے جو بخاری شریف چھپی ہے اس کے اخیر میں یہ حواشی "تعلیقات زاهرة لفضيلة الشيخ اختر رضا خان الأزهري البريلوي على صحيح البخاري" کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں، علماء کرام اسے پڑھیں اور تاج الشریعہ کی وسعتِ علم، دقتِ نظر، طریقۂ استدلال، کثرتِ مطالعہ، قوتِ استحضار اور دیوبندی شارحین کا تعاقب اور ان کی مضبوط گرفت کا جلوہ دیکھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں اس مقام پر بخاری شریف جلد اول کے پہلے باب سے متعلق کچھ حواشی بطور نمونہ نقل کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امام بخاری نے بخاری شریف میں جو پہلا باب باندھا ہے وہ اس طرح ہے "باب كيف كان بدؤ الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقول الله عزّ وجلّ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّيْنَ مِنْ م بعدِهٖ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر اس کے بعد سند کے ساتھ درج ذیل حدیث ذکر فرمایا ہے۔ إنما الأعمال بِالنِّياتِ وإِنَّما لِامْرِئٍ مَانَوىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلىٰ دُنيايُصِيبُها أو إلى اِمْـــرأةٍ يَنكحُها فهِجْرَتُهٗ إلى ما هَاجَرَ إليه ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امام بخاری نے باب مذکور کی شروعات "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے کی ہے اور اس مقام پر حمد باری نہیں ذکر کیا ہے جب کہ عام مصنفین کا طریقہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں کے شروع میں بسم اللہ اور حمد باری دونوں ذکر کرتے ہیں تاکہ حصول برکت کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کی پیروی بھی ہو جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تاج الشریعہ نے شارحین حدیث کے اقوال کی روشنی میں اس مشہور و معروف اعتراض کا پانچ طریقوں پر جواب نقل فرمایا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ پہلا جواب: ۔حدیث "كُلُّ أمرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فيه بِحَمْدِ اللهِ فَهُوَ أَقْطَع" امام بخاری کی شرط پر مروی نہیں اس لیے اس پر عمل نہیں کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تاج الشریعہ نے اس جواب کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرمایا: امام بخاری نے بارہا ایسی حدیثوں پر عمل کیا ہے جو ان کی شرط پر نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تاج الشریعہ کے الفاظ میں "أقول: وقد ظهر ظهوراً جداً مافِي هذا الجوابِ مِنَ الضُعفِ والسقمِ إِذْ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ البُخَارِي عليه رحمة الباري إِلْتَزَمَ مراراً أن يعمَلَ بأَحَاديث لَيْسَتْ عَلى شَرْطِهٖ فَاحْفَظْ

دوسرا جواب: ۔حدیث تحمید ابتداء خطبہ کے سلسلے میں وارد ہے کہ کیوں ایک اعرابی نے خطبہ شروع کیا اور اللہ کی حمد بیان نہ کی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "كُلُّ أمرٍ ذِي بَال الخ

تیسرا جواب: ۔اس بات کا بھی احتمال ہے کہ حدیث تحمید منسوخ ہو کیوں کہ حضور علیہ السلام نے حدیبیہ کے صلح نامہ پر صرف بسم اللہ تحریر فرمایا حمد اللہ نہیں، صلح حدیبیہ کے قرطاس کا عنوان تھا "بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما صالح عليه محمد رسول الله الخ

چوتھا جواب :۔ ممکن ہے مسودہ میں امام بخاری نے بسم اللہ کے بعد حمد ذکر کیا ہو جس طرح اپنی دوسری تصانیف کے مسودہ
میں ذکر کیا ہے مگر مبیضہ کرنے والوں میں سے کسی نے ساقط کر دیا ہو اور پھر اسی طرح کتاب جاری ہو گئی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔
پانچواں جواب :۔ حدیث حمد پر عمل نہ کرنے کا اعتراض صرف امام بخاری ہی پر کیوں ہے؟ جب کہ امام مالک نے مؤطا میں
، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ، امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں ، امام عبد الرزاق نے اپنی مُصنّف میں ، امام ترمذی نے اپنی
جامع میں حمد ذکر نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس لیے ان تمام بزرگوں کی طرف سے یہ جواب دیا جائے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے زبان سے
حمد باری بیان کر لیا ہو اور کتابت سے صرف نظر کر لیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس لیے ان پر حدیث حمد پر عمل نہ کرنے کا اعتراض صحیح نہیں۔
تاج الشریعہ اس جواب پر اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :هذا الجواب عندنا وعند
الجمهور مرضیٌ، مقبولٌ، صحیحٌ، سالمٌ به أشعر فی القسطلانی وبشیر القاری۔۔۔۔۔۔۔ لفظ "باب" کی اعرابی حالت کو بیان
کرتے ہوئے تاج الشریعہ رقم طراز ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قوله "باب" يحتمل بناء و إعرابا ثلاثة
إحتمالات(۱)هو مبنى على السكون ولا محلّ له إعرابا لأنه من قبيل أسماء معدودات، وأمّا ماقال المولوی أنور
شاه فی فیض الباری من أنّ لفظ الباب مضاف أو مبنی کمثنیٰ وثلاث فمبنى على الغفلة ،فإن مثنیٰ وثلاث
ليس من المبنيات كما لا يخفىٰ على الطلبة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أو خبر مبتدإ محذوف فهو مرفوع مُنَوَّنًا كان أو
غير مُنَوَّنٍ لأنه مضاف إلى مابعدهٗ تقديرهٗ فی الوجهين هذا باب أو هذا باب كيف كان الخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
وهذه الوجوه الثلاثة تَجُوزُ أيضا فی نظائره يعنی كل لفظ الباب فی التراجم مابعدهٗ مبنى على السكون أو
مرفوع مع التنوين أو بغير التنوين كما عُلِمَ من العينی والكرمانی وغيرهما من الشروح (حاشية الأزهری
على البخاری ص ۲۲)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قوله، كيف كان بدؤ الوحی، البدءُ مصدر مهموز اللام من البداية
على وزن الفعل (بالفتح وسكون الدال المهملة) معناه الابتدا. قوله الوحی هو لغة . الإعلام الخفی
وشرعا هو كلام بلغ من الله تعالىٰ بواسطة مّا أو بلا واسطة إلى نبی من الأنبياء الكرام عليهم الصلاة والسلام
وقد يطلق أيضا فی الشرع على الشئ الموحی به وعلى الإلهام والقذف فی القلب يقظة أو مناما ومعنىٰ بدء الوحی
هٰهُنا إبتداء إيحاء الله تعالىٰ إلى خاتم النبوّة سيد الأنبياء والمرسلين أفضل الخلق سيدنا ومولانا محمد
المصطفىٰ المجتبىٰ المرتضىٰ عليه وعليهم الصلاة والسلام ۔ (ملخصا من بعض الشروح العينی والقسطلانی)
حاشیہ مذکورہ ص ۲۲۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قوله :(وقول الله عزّ وجلّ) قال العلامة العينی :يجوز فيه
الوجهان الرفع على الابتداء وخبره "إنّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ إلخ"
والجرّ عطفاً على الجمة التی أضيف إليها لفظ الباب والتقدير "باب كيف كان ابتداء الوحی" وباب معنىٰ
قول الله عزّ وجلّ الخ ...... أقول: إنّ الآية على تقدير الجرّ داخلة أيضا فی ترجمة الباب وعلى تقدير الرفع لم
تكن ترجمة الباب. فإن قُلتَ: فلِمَ أتىٰ بها المصنف؟ وأی فائدة حصلت من نقلها ؛ قُلتُ: إنّ الإمام البخاری
عليه الرحمة ربما يأتی بآية أو آيات لمناسبة مّا بالتراجم وإن كانت غير داخلة فی التراجم والمناسبة هٰهُنا تذكرة

لفظ الوحی فی الباب والآیة ۔ وھذہ المناسبة هُهُنا ظاھرة جداً ولکن الغرض الأھم هُهُنا تعیین معنی لفظ الوحی فی الباب، کأنّہُ أشعر بأن المراد بالوحی فی الباب ما ھو المراد بالوحی فی ھذہ الآیة یعنی وحی الرسالة کما تستفاد من أداة التشبیہ فی الآیة ۔ (تلخیصا وتعریبا من بشیر القاری بتصرف یسیر) ص ۶۲ ۔۔۔۔۔ کی ساری گفتگو باب سے متعلق تھی، اب باب کے تحت درج ہونے والی حدیث "إنّما الأعمال بالنیات" پر حضور تاج الشریعہ کا معرکۃ الآرا حاشیہ دیکھیں، تاج الشریعہ فرماتے ہیں: أرشد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ "إنّما الأعمال بالنیات إلخ" إلی أنّ الأعمال لا تتأتی إلّا من ارادة قلبیة وأنّہ لیس للمرء إلّا ما نویٰ، عام شارحین حدیث نے اس حدیث کی تخریجات میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابونعیم، دارقطنی، ابن عساکر، وغیرہ کا نام ذکر کیا ہے مگر حضور تاج الشریعہ نے اپنی وسعت مطالعہ کی بنیاد پر یہ افادہ فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے بھی اس حدیث کی روایت کی اور امام اعظم کی سند امام بخاری کی سند سے اعلیٰ ہے، آپ فرماتے ہیں: قُلتُ: و کذا رواہ الإمام ابو حنیفة بمثل الإسنادی الذی ساقہُ البخاری عن شیخہ الحُمیدی غیر أنّ إسناد الإمام أعلی من إسناد البخاری ولفظہ" ابوحنیفة عن یحی عن محمد بن إبراھیم التیمی عن علقمة بن وقاص اللیثیعن عمر بن خطاب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : ألأعمال بالنیات ولکل إمرئٍ مّانویٰ فمن کانتْ ھجرتُہُ إلی اللہ ورسولہ فھجرتہ إلی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ إلی دنیا یُصیبھا أو إمرأة ینکحھا فھجرتہ إلی ما ھاجر إلیہ (مسند الإمام الأعظم ص ۲)

حضور تاج الشریعہ اس حدیث کی بنیادی حیثیت کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ھذا الحدیث أصل عظیم فی الدین فیہ الترغیب للمرأ والتلقین لحسن النیّة والإخلاص لاسیما الطالب لعلم الحدیث کأنّ الدخول فی منھج الطلب لھذا العلم الشریف لہ حکم الھجرة إلی اللہ ورسولہ صلی اللہ علی وسلم فکما أنّ الإخلاص شرط فی الھجرة إلی اللہ والرسول کذالك ھو شرط هُهُنا ۔ حاشیہ مذکورہ ص ۶۲ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر نیت سے متعلق بڑی تفصیل سے بحث فرمائی ہے، اور اچھی نیت کے فوائد و برکات اور بری نیت کے برے اثرات پر دلائل کے ساتھ محققانہ کلام فرمایا ہے، تفسیر روح البیان کے حوالے سے آپ نے ایک حکایت بھی نقل فرمائی ہے، جو حد درجہ نصیحت آموز ہے "ایک مرتبہ نوشیرواں بادشاہ شکار کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور ایک باغ میں داخل ہوگیا، وہاں ایک لڑکے سے ایک انار مانگا، لڑکے نے انار دیا، نوشیرواں نے انار توڑا تو اس میں خوب رس نکلا، نوشیرواں سیراب ہوگیا، اسے اس باغ پر بڑا تعجب ہوا، ارادہ کیا کہ باغ کے مالک سے یہ باغ چھین لے گا، پھر اس لڑکے سے دوسرا انار مانگا، مگر اس مرتبہ انار کے دانے سوکھے تھے اس لیے رس بہت کم نکلا، نوشیرواں نے لڑکے سے پوچھا، ایسا کیوں؟ لڑکے نے جواب دیا: شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا اس لیے انار سوکھ گیا، بادشاہ نے یہ جواب سن کر ظلم کا ارادہ ترک کر دیا اور پھر لڑکے سے تیسرا انار مانگا، لڑکے نے انار دیا، یہ انار پہلے انار سے بھی زیادہ رسیلا نکلا، لڑکے نے کہا: لگتا ہے بادشاہ نے ظلم کا ارادہ ترک کر دیا ۔۔۔۔۔۔۔ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد تاج الشریعہ نتائج کا استخراج کرتے ہوئے تحریر

فرماتے ہیں: عُلِمَ من هنا أن للنية آثاراً تترتب عليها بكل حال إن كانت النية حسنة ظهرت آثارها حسنة وإن كانت سيئة بدت آثارها سيئة. انظروا الكافر نوشيروانحصلت له الفائدة من حسنة نِيَّتِهٖ وإذا كان هذا شان مُجرّد النية فإذا وجد العمل مقرونا بها فلا بد أن تبدو نتائجها. العمل الصالح بنية صادقة ينتج نتيجة حسنة وما كان من عمل عن نية فاسدة فإنه يؤدى أثراً سيّئا وعُلِمَ من هذه الحكاية أيضاأنّ الطاعة سبب لصلاح العالَم وإن الكافر وإن لم يكن أهلاً للطاعة ولايصح له العمل لكن لمّا ظهر لحسن نيته فى الدنيا هذاالأثر المعلوم ظاهراًمن هذه الحكاية فما ظنك بالأولياء الكرام الذين هم صور مجسّمة لطاعة الله ورسوله صلى الله عليه وسلم كيف لا يؤثر أفعالهم الحسنة فى صلاح العالم لا جرم لأعمالهم الصالحة شأن وأى شأن فى صلاح الدنيا فهذا ظاهر من هذه الحكاية (حاشیہ ص ۶۳)

تاج الشریعہ اعمال کی دو قسمیں کرتے ہوئے مذہب حنفی کی ترجیحات پیش فرماتے ہیں:

ثم إنّ الأعمال قسمان. القسم الأول مقصود لذاته مثل الصلاة وغيرها من العبادات البدنية والمالية هذاالقسم لايتأتى فيه الثواب بغيرنِيّةٍ صَحيحةٍ ولا يصح العمل بدونها .... والقسم الثانى عمل يكون وسيلة إلى عمل آخر كالوضوء يجوز بغير النية وتصح الصلاة بهذاالوضوء وهذا هو مذهبُ إمامِنَاالأعظم........ وعند غيره من الأئمة لا يصح الوضوء بدون النية ولا تجوز الصلاة بمثل هذا الوضوء والحق فى هذه المسئلة وفى كل مسئلة مع إمامنا الأعظم رضى الله تعالىٰ عنه لأنّ القرآن أطلق الأمر بالوضوء ولم يقيد بالنية ومن قواعد الأصول أنّ المطلق يجرى على إطلاقه والمقيد يجرى على تقييدهٖ و ظاهر مفهوم الحديث يشمل الحكم الأخروى يعنى الثواب والحكم الدنيوى وذالك بطريق المقتضى وتقدير مضاف قبل قوله "ألأعمال" فيكون تقدير العبارة حكم الأعمال وهذا لأنّ صحة الكلام تتوقف على هذا المقصود قال فى الأشباه : وعلى هذا قرروا حديث إنما الأعمال با لنيات أنّهٗ من باب المقتضى:إذ لايصح بدون التقدير لكثرة وجود الأعمال بدونها. فقدروامضافاً اى حكم الأعمال وهو نوعان : أخروى وهو الثوا ب وإستحقاق العقاب ، ودنيوى وهو الصحة والفساد.وقد أريد الأخروى با لإجماع للإجماع على أنّه لاثواب.ولا عقاب إلّا بالنية (حاشیہ ص ۶۴)

اس مقام پر تاج الشریعہ نے مذہب حنفی کی تائید وترجیح میں انتہائی محققانہ انداز میں کلام فرمایا ہے جو کئی صفحات پر مشتمل ہے ،ان سب کا خلاصہ اگر بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے اور میری مختصر کتاب اس کا تحمل نہیں رکھتی ....''فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى إمرأة ينكحها فهجرته إلى ما هجر إليه'' پر بھی بحث معلومات سے لبریز اور مواد سے پُر ہے ....سب سے پہلے تاج الشریعہ حدیث کے سبب اور ارشاد رسالت کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ويذكر أنّ سبب هذا الحديث حكاية ذكرها الطبرانى وغيره وهى أنّ رَجلاً خطب إمرأة بالمدينة فأبت وأرسلت

إليه تقول: إنّها لَنْ تتزوجه حتى يهاجر إلى المدينة فهاجر هذا الرجل من أجلها وعرض صلى الله عليه وسلم بالرجل تنفيراً له عن مثل هذا القصد ولم يُسمّه ستراً عليه، لأنّ قصده هذا لم يكن ظاهراً بل كان الرجل مضمراً له في نفسه، حاشیہ ص ٦٦ پھر تاج الشریعہ نے حدیث کی تشریح وتوضیح اور اس کے مفہوم ومعنیٰ پر زبردست بحث رقم کی اور اس بات کا افادہ بھی کیا کہ یہ حدیث اخلاص کی اصل ہے اور حضور علیہ السلام کے جوامع الکلم سے ہے۔ حاشیہ کے الفاظ ہیں:۔۔

وهذا الحديث أصل في الإخلاص عظيمٌ ومن جوامع كَلِمِه صلى الله عليه وسلم لا يشذ منه عمل أصلاً ---------- من أجل ذالك يؤثر عن أئمة الدين تواتراً أنّ نفع هذا الحديث عميم ووقعه عظيم قال ابو عبيد: ليس في الأحاديث حديث أكثر جمعاً وأعم فائدة من هذا الحديث۔ (حاشیہ ص ٦٧)-----

---------- اس بحث کے دوران حضور تاج الشریعہ نے لفظ ''ھجرۃ'' کی جو شرعی تحقیق فرمائی ہے اور اس کے اقسام واحکام پر جس طرح محققانہ انداز میں کلام فرمایا ہے وہ آپ کے عظیم فقیہ اور محدث ہونے پر روشن دلیل ہے۔۔ میں اس مقام پر ایک لمبی عبارت مِنْ وعَنْ نقل کرنا چاہتا ہوں تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ الفاظ وعبارات کی فصاحت وبلاغت کے ساتھ ساتھ تاج الشریعہ کی بحث وتحقیق کا معیار کس قدر ارفع واعلیٰ ہے۔--------------

تاج الشریعہ رقم طراز ہیں: ''والهجرة'' وهي في عرف الشرع تحول من أرض إلى أرض لمرضاة الله تعالىٰ كما تقدمت الإشارةُ إليه۔ نوعان: الأول. ألإنتقال من دار مخوفة إلى دار الأمن كما هاجر بعض الصحابة في ابتداء الإسلام إلى الحبشة لِكَيْ يأمَنُوا شرَّ مُشْرِكِي مكةَ وكما هاجر بعضهم قبل هجرته عليه الصلاة والسلام من مكة إلى المدينة والثاني: أن يهاجر من دار الكفر إلى دار الإسلام وهذه الهجرة وقعت لمّا استوطن النبي صلى الله عليه وسلم المدينة وفي ذالك العهد كان استعمال الهجرة غالباً في الهجرة من مكة إلى المدينة خاصة وإن كانت الهجرة إلى المدينة من بلد آخر غير مكة بعد هجرته عليه الصلاة والسلام عين القسم الأخير من الهجرة وإطلاق الهجرة بهذا المعنى المذكور كان قبل فتح مكة، وبعد فتح مكة لم يَبْقَ هذا الإستعمال خاصاً بما ذكر من كون الهجرة نقلاً من مكة، وما ورد في حديث من أنّه لا هجرة بعد الفتح فالمراد به الهجرة من مكة. لأنّ مكة أصبحت دار الاسلام وحكم الهجرة من دار الكفر إلى دار الإسلام في حق من يقدر على الهجرة باقٍ إلى قيام الساعة وهو المراد بقوله عليه الصلاة والسلام لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة والمراد بالهجرة في هذا الحديث الإنتقال من موطن إلى غير موطن سواء كان من مكة أو من بلد آخر إلى المدينة أو بلد آخر من بلاد الإسلام. حاشية الأزهري على البخاري ص ٦٦ ----------

---------- ابتک جو کچھ آپ نے پڑھا یہ تاج الشریعہ کے حاشیۂ بخاری کے صرف اس حصے پر تبصرہ ہے جو بخاری شریف کے باب اول سے متعلق ہے وہ بھی صرف چند عبارتوں پر۔ اگر باب اول کے تمام حواشی پر تبصرہ کیا جائے اور شرح کے ضمن میں جو فوائد ونکات تاج الشریعہ نے بیان فرمائے ہیں اگر ان کا بھی احاطہ کر لیا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے ---------- اور اگر جلد کے تمام متعلقہ حواشی پر روشنی ڈالی جائے تو کئی ضخیم

جلدیں تیار ہو جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاشیۃ الأزہری علی البخاری کی چند عبارتوں پر یہ مختصرہ تبصرہ اس لیے کر دیا گیا کہ اہل علم پر یہ بات واضح ہو جائے کہ باقی حواشی بھی اسی طرح تحقیقی، تفصیلی، اور معلوماتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔
بخاری شریف کا درس دینے والے علما و مدرسین اگر تاج الشریعہ کے حواشی کا مطالعہ کر کے درس دیں تو بلا شبہ ان کی تقریر انتہائی مفید اور طلبا کے لیے کارآمد ہو سکتی ہے اور حدیث کے معانی و مطالب کی تعیین و تشریح میں انہیں کوئی دقت بھی نہ ہوگی کیوں کہ یہ کہنے کے لیے صرف حاشیہ ہے ورنہ حقیقت میں یہ بخاری شریف کی مفصل شرح ہے، جو کئی عربی اردو شرحوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہم تمام مسلمانوں کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ تاج الشریعہ کو اتنی صحت و عافیت اور اتنی عمر مل جائے کہ بخاری کی دونوں جلدوں کے مابقیہ ابواب پر بھی یہ حاشیہ مکمل ہو جائے۔

حدیث قُلَّتَیْن پر حضور تاج الشریعہ کی تحقیقی بحث

تھوڑے پانی میں نجاست پڑنے سے ناپاک ہو گایا نہیں؟ ناپاک ہو گا تو کب ہو گا؟ یہ فقہ کے اہم ترین مسائل سے ہے، فقہا و محدثین اور علماء دین میں ہمیشہ سے معرکۃ الآرا رہا ہے، اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ پانی کی تین قسمیں ہیں، اول: جاری، جیسے دریا یا نہر کا پانی، یہ قلیل ہو یا کثیر اگر اس میں نجاست پڑ جائے تو صرف اتنا ہی حصہ ناپاک ہو گا جتنے میں نجاست کا اثر ظاہر ہو، وہ بھی صرف اس وقت تک جب تک نجاست کا اثر باقی رہے پھر سب پاک ہو جائے گا۔ دوم: کنویں کا پانی جس میں پانی جمع رہتا ہے اور جیسے جیسے خرچ ہوتا رہتا ہے نیچے سوتے سے پانی آتا رہتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ نجاست گرنے سے کنویں کا کل پانی ناپاک ہو جائے گا، مگر کنویں میں موجود پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا، اس لیے کہ ناپاک پانی کی جگہ پاک پانی آگیا۔ سوم: تالاب، حوض، وغیرہ کا پانی جو اپنی حد میں محدود رہتا ہے اس میں سے نکلنے کے بعد اس کی جگہ دوسرا پانی نہیں آتا ہی دونوں قسمیں متنازع فیہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام شافعی فرماتے ہیں اگر پانی دو قلے سے کم ہو تو ناپاک ہو جائے گا اگر چہ نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو۔ دو قلے یا اس سے زائد ہو تو ناپاک نہ ہو گا جب تک کہ نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو۔۔۔۔۔۔احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر پانی قلیل ہے تو نجاست گرتے ہی سب کا سب ناپاک ہو جائے گا، اور اگر پانی کثیر ہے تو جب تک نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو پانی پاک رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت امام شافعی نے حدیث قلتین کو مستدل بنایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔جسے ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن حبان حاکم وغیرہ نے روایت کیا، اور اسی حدیث کو حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث مرفوع "الماءُ لا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ" کا مخصص قرار دیا۔ امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری میں اس پر قدرے تفصیل سے بحث کی اور فرمایا "وھو مُخَصِّصٌ لمنطوق حدیث الماءُ لا یُنَجِّسُہٗ شیءٌ" (قسطلانی ج ۱ ص ۴۶۴) حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے امام قسطلانی کے قول مذکور کو محل نظر قرار دیتے ہوئے حدیث قلتین پر مختلف حیثیتوں سے ایسا شاندار محققانہ کلام فرمایا ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد ارباب علم و فن و صاحبان فکر و نظر کی روح جھوم

اٹھے گی، حضور تاج الشریعہ نے آٹھ وجہوں سے حدیث قلتین پر تحقیقی بحث فرمائی ہے اور ہر وجہ کے ضمن میں کثیر علمی حقائق و کمالات وفوائد ونکات کا افادہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اقول فیہ نظر من وجوہ"

الأول: إن حدیث "الماءُ لا یُنَجِّسُہٗ شيءٌ" محمول علی الماء الکثیر دون القلیل لأن القلیل یتنجس وفاقاً بین الفریقین فلا یشملہ الحدیث وإذا کان الحدیث محمولاً علی الماء الکثیر باتفاق من الفریقین فلا عموم، وإذ قد انتفی العموم فلا تخصیص فاندفع قولہ "وھو مخصص" مذکورہ بالا حاشیہ سے اگر ایک طرف تخصیص مذکور کا بطلان ظاہر ہوتا ہے تو دوسری طرف حضور تاج الشریعہ کی دقتِ نظر، وسعت مطالعہ اور استحضار علمی کا بھی پتہ چلتا ہے اور اسلوب نگارش کی دلکشی اور الفاظ وعبارات کی سلاست وروانی اس پر مستزاد ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری اور تیسری وجہ میں حضور تاج الشریعہ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ حدیث قُلَّتَین کا متن اور اس کی مقدار حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا حدیث قُلَّتَین متن کے لحاظ سے صحیح نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ قسطلانی نے حدیث قُلَّتَین کے متن کے عدم ثبوت کا خود اعتراف فرمایا ہے، لیکن پھر "لکنہٗ رواتہٗ ثقاتٌ" فرما کر یہ اَثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حدیث سنداً صحیح ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس مقام پر حضور تاج الشریعہ نے ارشاد الساری، فتح الباری، عمدۃ القاری، فتح القدیر، طحاوی وغیرہ میں پھیلی ہوئی طویل بحثوں کا محققانہ جائزہ لیتے ہوئے علامہ عینی کی تحقیق کا لب لباب چند سطور میں نہایت اختصار وجامعیت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے، اور دلائل قاہرہ سے یہ واضح فرمایا ہے کہ حدیث قُلَّتَین متناً سنداً کسی بھی طرح ثابت نہیں بلکہ دونوں اعتبار سے اس میں اضطراب ہے اور حدیث مضطرب قابل استدلال نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ سمجھنا کہ امام بخاری نے اسی وجہ سے امام بخاری نے حدیث قلتین کی تخریج نہ فرمائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محض اختلافِ سند کے سبب اس کی تخریج سے صرف نظر کیا صحیح نہیں، کیوں کہ بہت سی جگہوں پر امام بخاری نے اختلاف سند کی صورت میں ایک سند کو دوسری پر ترجیح دیکر حدیث کو تعلیقاً ذکر کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس مقام پر کسی سند کو ترجیح نہ دیکر مکمل طور پر حدیث کی تخریج سے اجتناب کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وجہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث کسی بھی طرح ثابت نہ تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس مقام پر حضور تاج الشریعہ نے دعویٰ مذکورہ کے اثبات کے لیے علمی وتحقیقی ابحاث کا نتیجہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔ "ولم یاتِ الإمام البخاری فی ھذا المقام بشيء من ذٰلك کما تریٰ فلا ذکر الحدیث سنداً ولا تعلیقاً ولا استشھاداً أولیس ھذا دلیلاً علی أنّ الامام البخاری لم یصحّ عندہ السند ولا المتن ولولا ذٰلك لمّا خالف عادتہ کما لا یخفیٰ"۔ (حاشیہ ص ۲)

وجہ رابع:۔ میں حضور تاج الشریعہ نے امام قسطلانی کے اس قول "لَمْ یُخرِج المؤلّف حدیث قُلَّتَین لاختلاف الواقع فی اسنادہٖ" پر زبردست گرفت فرمائی ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ ان کا یہ قول خود انہی کے قول سابق کے مناقض اور معارض ہے، آپ رقم طراز ہیں۔

"یوھم أنّ الحدیث ثابت وان کان سندُہٗ مختلفاً فیہ، وھذا کما تریٰ أمر غیر معقول لیس عند

الحنیفة فحسب بل هو مردودٌ حتیٰ عند من یذهب مذهبه فی الماء من أنه لا ینجسهٗ شئ مالم یُغَیِّرہٗ طَعْمٌ أو لَوْنٌ أو رِیْحٌ وهو مذهب البخاری فی ما یبدو"۔

ولذلك قال العلامة القسطلانی نفسه فی ما یاتی :وایراد المؤلف لهذا کله یدل علی أنَّ عنده انَّ الماء قلیلاً کان او کثیراً لاینجس الّا بالتغیر کماهو مذهب مالك علی أنَّ هذا مناقضة من العلامة القسطلانی لنفسه بنفسه ودفع للسابق با لاحق حیث اعترف اولاً بعدم ثبوت المتن کماسبق منا التنبیه علیه وانطلق اخراًیصحّحهٗ"(حاشیہ ص ۲)

مذکورہ بالا تحقیقی بحث کے پیش نظر وثوق سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تاج الشریعہ کلام شارحین کے سیاق وسباق پر نہ صرف گہری نظر رکھتے ہیں بلکہ ان کی متنوع بحثوں کا مکمل استحضار بھی ہوتا ہے جو آپ کی غیر معمولی ذکاوت وقابلیت کی روشن دلیل ہے۔

وجہ خامس :۔ میں تاج الشریعہ نے امام شافعی کی روایتوں اوران کی مستدل حدیثوں پر اصول روایت ودرایت کی روشنی میں تفصیل سے کلام فرمایااورفن حدیث واسمائے رجال کے مقتضیات وآداب کو مدنظر رکھتے ہوئے نقدونظر، بحث وتحقیق کا حق ادا کردیاہے اہل علم کی ضیافت طبع کے لیے حاشیہ کایہ حصہ پیش خدمت ہے، پہلے تاج الشریعہ نے ابن دقیق العید کی کتاب"ال إمام" سے یہ اقتباس نقل فرمایا قال الشافعی رحمة الله تعالیٰ :أخبرنی مسلم بن خالد عن ابن جریج لایحضرنی ذکرہ:أنَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال:"اذا کان الماء قُلَّتَیْن لم یحمل خُبثاً" وقال فی الحدیث: بقلالِ هجر "قال ابن جریج "وقد رأیت قلال هجر فالقُلَّة تسع قربتین او قربتین وشیئاً" اس پر تاج الشریعہ کی علمی وفنّی گرفت ملاحظہ فرمائیں ۔وهذافیه أمران أحدهما:ان الإسناد الذی لایحضرہ مجهول الرجال فهو کالمنقطع لا تقوم به حجة عند الخصم'

والثانی : أن قوله :"وقال فی الحدیث " بقلال هجر "قد یتوهم أنه من لفظ النبی صلی الله علیه وسلم " اس مقام پر تاج الشریعہ نے کتب احادیث سے کثیر روایتوں کوجمع فرماکرانتہائی اصولی انداز میں گفتگو کی ہے،اور احادیث وآثار کاسنداًومتناًعلمی جائزہ لیکر دلائل نقلیہ سے یہ ثابت فرمایاہے کہ"قلال هجر"کالفظ رسول اللہ سے ثابت نہیں بلکہ راوئ حدیث یحییٰ بن عقیل کے ہیں جیساکہ بیہقی کی روایت میں بطریق عدیدہ مروی ہے،قال محمد:قلت لیحیی بن عقیل :ایُّ قلال؟قال:قلال هجر....... کثیر الجهات بحثوں کے بعدتاج الشریعہ نے نتیجۂ بحث کوان الفاظ میں بیان کیاہے۔

قُلتُ"محمد بن یحیی "هذا یحتاج الی الکشف عن حاله, فهذان الوجهان لیس فیهما رفع هذه الکلمة الی النبی صلی الله علیه وسلم ولو کان، کان مرسلاً.فان یحیی بن عقیل لیس بصحابیٍ ولاتقوم حجة بقول یحییٰ اِلّا أن یثبت رفعهٗ وروایتهٗ مسنداً، لاسیما مع مخالفة غیرہ له علی ماسیاتی ان شاء الله تعالیٰ (حاشیہ ص ۴)

وجہ سادس :۔ میں آپ نے علامہ قسطلانی کی اس حیثیت سے گرفت فرمائی کہ کیوں انہوں نے صرف حدیث قُلَّتَیْن

کے ذکر پر اکتفا کیا جس سے اس بات کا اثر ملتا ہے کہ اس باب میں صرف حدیث قلتین ہی وارد ہے جب کہ متعدد طرق سے الفاظ مختلفہ کے ساتھ بہت سی روایتیں وارد ہیں جو خود آپس میں متعارض ہیں نیز "إذا ولغ الکلب فی إناء أحد کم الخ اور "ولا یبولنّ احد کم فی الماء الدائم" جیسی حدیثوں کا تعارض اس پر مستزاد ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر باعتبار نقل ان کی صحت تسلیم بھی کرلیا جائے تو ان پر عمل متعذر رہے، اس مقام پر حاشیہ کی درج ذیل عبارت علمی کمالات اور فنی محاسن پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر رواں اور شستہ ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عالم عرب کا کوئی فصیح و بلیغ اور قادر الکلام مصنف یہ عبارتیں تحریر کررہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ فرماتے ہیں "ومن خلال هذا الاضطراب وتعارض بعض الأحاديث مع بعض و معارضتها لأحاديث أ خر تستطيع أن تعلم أنّ الروايات المتعارضة ليس لها دلالة معتبرة يؤخذ بها، فا لروايات من هذه الجهة غير صحيحة ولا ثابتة لأنه تعذر العمل بها وان صحت من جهة النقل (حاشیہ ص ۷۲)

وجہ سابع:۔ میں محشیٔ علام تاج الشریعہ نے مقدار قلّتین کے تعارض کو ذکر فرمایا ہے اور اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ قلتین کی مقدار نہ صرف مجہول ہے بلکہ مختلف روایات اور اس کی تعیین وتحدید میں منقول کثیر اقوال نے اس کو مجہول در مجہول بنا دیا ہے اس مقام پر حاشیہ کی عبارت گو کہ نہایت مختصر ہے مگر فقہا و محدثین کی کتابوں میں مذکور طویل ومبسوط بحثوں کو جامع ومحیط ہے محشی علام نے اس مقام پر بھی علامہ قسطلانی کی مضبوط گرفت فرمائی ہے اور ان کے کلام میں واقع تعارض کو کئی جہتوں سے واضح فرمایا ہے۔

اور اخیر میں یہ بھی افادہ فرمایا ہے کہ اگر قلتین کی کوئی مقدار تسلیم بھی کرلی جائے تو بھی حدیث خبر واحد ہے اجماع کے درجے تک نہیں پہونچ سکتی جب کہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ ابن زبیر کے اس فتویٰ پر صحابہ کا اجماع قائم ہو چکا ہے جس میں ان دونوں بزرگوں نے چاہ زمزم میں حبشی کے گرنے پر پورے پانی کے نکالنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امام قسطلانی نے مقدار قلتین کے سلسلے میں حدیث کو مجمل قرار دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا "إنّ مقدار القُلّتَين من الحديث لم يثبت و حينئذٍ فيكون مجملاً لكن الظاهر أنّ الشارع إنما ترك تحديدهما توسّعاً وإلّا فليس بخاف أنه عليه السلام ماخاطب أصحابه إلّا بما يفهمون و حينئذٍ فينتفي الاجمال لكن لعدم التحديد وقع بين السلف في مقدارهما خلف"

اس پر تاج الشریعہ کا تعاقب ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولو تأملت في صدر العبارة وعجزها يمكنك الوقوف على ما انطوت عبارتهٗ من الاعتراف الصريح بالاجمال أوّلاً والدلالة الواضحة على استقراره على مادفعه في وسط الكلام آخراً حيث قال: لكن لعدم التحديد وقع بين السلف في مقدارهما خلف" وهذا كما ترىٰ اقرار بما نفاه كما لا يخفىٰ. ثم قصارىٰ ما يفيد كلامه أنّه لا إجمال عند من خاطبهٗ النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الحديث وهم الصحابة، وهذا لا يستلزم انتفاء الإجمال

عند من جاء بعدهم من التابعين، على أنَّ اٰخِرَ كلامه وهو قوله "لكن لعدم التحديد وقع بين السلف في مقدارهما خلفٌ" إن أُخِذَ السلف على العموم وهو الظاهر فيشمل الصحابة ويُعطى كلامه أنّه كما وقع خلف في تحديد المقدار بين التابعين كذالك جرى بين الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين وهذا يُؤدِّي إلى أن الحديث لم يشتهر بين الصحابة فلم يعرفوه فضلا أن يكونوا قد تلقّوه بالقبول، فيعود اٰخر كلامه نقضا لمرامه ،فيكون الحديث مجملا عند الفريقين من الصحابة والتابعين (حاشیہ ص ۸)

وجہ ثامن :۔ میں حضور تاج الشریعہ نے علامہ عینی کی عمدۃ القاری سے کئی اقتباسات نقل فرمائے ہیں اور قُلَّتَیْن کی بحث کو نقطہ کمال تک پہونچادیا ہے پھر امام ابوجعفر طحاوی کی شرح معانی الآثار سے طویل بحثوں کو نقل فرمایا اور مخالفین کی طرف سے ان پر وارد کیے گئے کئی شبہات و اشکالات کا تحقیقی جواب دیکر ایک جلیل القدر حنفی امام کے دفاع کا حق ادا کردیا آپ رقم طراز ہیں : اَقول: لا يخفى مافي غضون هذا المقال من تعامل على الإمام الطحاوي ونسبتهٖ إلى ترك الحديث أصلاً والأمر ليس كذالك فإنَّ الإمام الطحاوي رضي الله عنه لم يترك ما تمسّك به الشافيعة ولا تشبّث به المالكية أصلاً بل ذكر لما تمسَّكوا به محامل صحيحة تتوافق بها الآثار وتجتمع بها الأخبار وتبعُد بها عن الاضطراب ويتحقق بها القبول لكل حديث على وجه معقول كما لا يخفى على من تابع النظر في كلماته في معاني الاٰثار (حاشیہ ص ۱۰)

بلاشبہ تاج الشریعہ کا یہ عربی حاشیہ علوم ومعارف کا حسین گلدستہ اور فنی محاسن وعلمی کمالات کا خوبصورت مجموعہ ہے حاشیہ کو پڑھنے کے بعد آپ کی دقتِ نظر، وسعت علم، کثرت مطالعہ، جودت طبع، استحضار علمی اور قوت استدلال کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ حاشیۂ مذکورہ میں جس طرح تاج الشریعہ نے تحقیق مباحث، تنقیح مسائل، فتح مغلقات، اور ازالۂ شبہات فرمایا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تاج الشریعہ عصر حاضر کے عظیم محقق، حاضر دماغ محدث، متون وشروح پر گہری بصیرت رکھنے والے، بالغ نظر محشی اور عربی زبان وادب پر غیر معمولی قدرت رکھنے والے ایک بلند پایہ مصنف ہیں آپ کے علمی کمالات، تحقیقی جوابات اور وقیع مقالات کو دیکھ کر بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ امام اہل سنت، اعلی حضرت قدس سرہ کے علوم کے سچے وارث ہیں۔-----------------

راویٔ حدیث ''اسماعیل بن عیاش'' کی ثقاہت کی بحث

امام ترمذی نے ایک حدیث بیان کی :حدثنا علی بن حجر والحسن بن عرفة قالا: حدثنا اسماعیل بن عیاش عن موسی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال:لایقرأ الحائض ولا الجنب شیأً من القرآن ،قال :وفی الباب عن علی ،وقال ابو عیسی حدیث ابن عمر حدیث لا نعرفه الا من حدیث اسماعیل بن عیاش عن موسی ابن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال:لایقرأ الحائض ولا الجنب وهو قول اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ التابعین ومن بعد هم مثل سفیان الثوری وابن المبارك والشافعی واحمد واسحاق قالوا لا تقرأ الحائض ولاالجنب من القرآن شیأً الا طرف الآیة

والحرف ونحو ذالك ورخصو اللجنب والحائض فى التسبيح والتهليل (ج ا ص ۳۴)

اس حدیث کے رواۃ میں ایک مشہور راوی اسماعیل بن عیاش بھی ہیں جن پر کلام کیا گیا ہے۔ اور حدیث کو نا قابل احتجاج ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے کل تیرہ وجہوں سے اسماعیل بن عیاش کی ثقاہت اور حفظ و اتقان کو ثابت فرما کر حدیث کو قابل حجت قرار دیا ہے، بحث کے دوران اصول روایت و درایت اور قواعد جرح وتعدیل کا پورا پورا لحاظ فرمایا ہے اور ائمہ جرح وتعدیل کے کلام سے استناد و استدلال کرتے ہوئے نہایت حزم واحتیاط کے ساتھ اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے، بلا شبہ تاج الشریعہ کا علمی وتحقیقی حاشیہ اس دور کے تحقیق طلب علما کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ----------------------

-------۔ تاج الشریعہ نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اسماعیل بن عیاش کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے قطع نظر، حدیث مذکور کی اصل ہے اور صحابہ وتابعین میں اکثر اہل علم کے نزدیک حدیث، معروف و مقبول ہے اور علماے فحول کی ایک جماعت نے اس سے احتجاج فرمایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ متن حدیث صحیح اور ثابت الاصل ہے ---------------۔ اس حیثیت سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جب امام ترمذی نے اس حدیث کی تخریج فرمائی تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا ''وهو قول اكثر اهل العلم من اصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والتابعين ومن بعدهم مثل سفيان الثورى وابن المبارك والشافعى واحمد واسحاق' یہ امام ترمذی کی طرف سے صراحت نہیں تو مثل صراحت ضرور ہے کہ حدیث، صحیح اور اہل علم کے نزدیک متعدد طرق سے مروی ہے اگر چہ اس مقام پر ایک ہی طریق سے مروی ہے مگر اس قسم کی مشہور روایتوں میں راوی کا تفرد حدیث کے ضعف کو مستلزم نہیں، بالخصوص جبکہ راوی ثقہ ہو اور اسماعیل بن عیاش ثقہ ہیں کیوں کہ ائمہ اربعہ اور طحاوی نے ان کی توثیق فرمائی۔------------------------------

بعض افاضل کو امام ترمذی کے اس قول ''سمعت محمد بن اسماعيل يقول: إنّ اسماعيل بن عياش يروى عن أهل الحجاز و أهل العراق أحاديث مناكير كأنّه ضَعّف روايته عنهم فيما ينفرد به وقال: إنّما حديث إسماعيل بن عياش عن أهل الشام. وقال: أحمد بن حنبل :إسماعيل بن عياش أصلح من بقية ولبقية أحاديث مناكير عن الثقات '' سے اسماعیل بن عیاش کے ضعف کا شبہ ہوا لیکن تاج الشریعہ کا کمال فہم وفراست دیکھیں کہ امام ترمذی کے اسی قول سے اسماعیل بن عیاش کی توثیق پر استدلال فرما رہے ہیں، تاج الشریعہ کی دقت نظر اور قوت استدلال کی ایک ہلکی سی جھلک دکھانے کے لیے میں حاشیہ کا یہ حصہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں،

تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں: أمعِنِ النّظر وفكِّر كيف نقل عن البخارى ما نقل. ثم عقبه فحكى عن احمد بن حنبل ما حكى وهو قوله "إنّ إسماعيل أصلح من بقية" وأقر الإمام احمد على ما قال. فتحصل من هذا أن توثيق إسماعيل بن عياش هو المعتمد عند الترمذى وأنه لم يسلّم ما حكىٰ عن البخارى --------

تاج الشریعہ نے امام ترمذی کے قول سے اسماعیل بن عیاش کی توثیق پر نہ صرف استدلال فرمایا بلکہ انہیں کے قول سے پیدا ہونے والے شبہ کو خود انہیں کے قول سے دفع فرمادیا، حاشیہ کا اقتباس دیکھیں اور تاج الشریعہ کی وسعت علم، قوت نظر، اور طریقۂ استدلال کی داد دیں، "وإذ قد استقر آخر کلام الترمذی علی توثیق إسماعیل بن عیاش کما تری فلا علیك من قول الترمذی فیه"حدیث ابن عمر حدیث لا نعرفه إلّا من حدیث إسماعیل بن عیاش عن موسی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: لایقرأ الجنبُ ولا الحائضُ" کیف وقد هوّن الأمر فی ذالك الترمذی نفسه حیث جاء بما ینفی النکارة عن حدیثه ویُعلن أنّه لم یاتِ بحدیثٍ مُنکرٍ أبداً، وإنّما جاء بما هو معروف عند أهل العلم مستفیض ،فهم یعلمونه ولا ینکرونه---------- بهذا ظهر أنّ حدیث إسماعیل بن عیاش هذا لیس بمُنکرٍ بل هو معروف لدی أهل الحجاز و العراق جمیعاً، فانتفت عنه التهمة فی الجملة بانه یروی عن أهل الحجاز وأهل العراق أحادیث منا کیر (حاشیہ تاج الشریعہ ص ۲/۱)

تاج الشریعہ نے اس نکتہ پر بھی تفصیلی بحث فرمائی ہے کہ امام ترمذی کے اس قول "حدیث ابن عمر حدیث لانعرفه إلّا من حدیث اسماعیل ابن عیاش،" سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ حدیث، مُنکَر اور اسماعیل ابن عیاش ضعیف ہیں، اگر قول مذکور نکارۂ حدیث اور ضعف راوی کو مستلزم ہو تو لازم آئے گا کہ اُن تمام جگہوں پر حدیث، منکر اور راوی ضعیف ہو جائے جہاں جہاں امام ترمذی نے قول مذکور کا اطلاق کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ امام ترمذی کی عادت ہے کہ جابجا اس قول کا اطلاق کرتے ہیں، ترمذی شریف میں بیشتر مقامات پر دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ "غریبٌ" کے فوراً بعد فرماتے ہیں "صحیح" ------تاج الشریعہ نے عمدۃ القاری سے اس کی ایک نظیر بھی نقل فرمائی ہے جو درج ذیل ہے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث ہے "کانت النفساء تجلس علی عهد رسول الله ﷺ أربعین یوماً "وقال الحاکم صحیح الإسناد وقال الترمذی لانعرفه إلّا من حدیث سهیل عن مسّة الازدیة عن أم سلمة وحَسَّنَه البیهقی و الخطابی وقال الأزدی حدیث مسة أحسنها ـ انتهی۔ (عمدۃ القاری ۳/ص۲۶۴)

تاج الشریعہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اپنے موقف پر انتہائی محققانہ انداز میں استدلال فرماتے ہوئے مخالفین پر معارضہ بھی قائم فرمادیا ہے، حاشیہ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں "وهذا أدل دلیل علی أنَّ مجرَّد التفرد لا یستلزم ضعفاً فی الراوی ولا فی الحدیث لا سیّما إذا جاء الراوی بما یعرفه أهل العلم کماهو الشأن فیما نحن فیه ،ولو کان مُجرَّد التفرد أوِالإغراب یوجب الضعف فماعسیٰ أن تقول فی غرائب مالک وفی أحادیث فــردة وردت فی صحیح البخاری وغیره لم یتابَع علیها ------------------------

تاج الشریعہ نے بحث کے اخیر میں اسماعیل بن عیاش کے بارے میں میزان الاعتدال اور تذکرۃ الحفاظ کے حوالے سے ائمۂ جرح وتعدیل کے بیانات کو تفصیل سے نقل کرنے کے بعد ان کا زبردست علمی وتحقیقی جائزہ لیا ہے اور ائمۂ جرح وتعدیل کے کلام سے اسماعیل بن عیاش کی توثیق پر محققانہ انداز میں استدلال فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ائمۂ کرام

کے ان کلمات کا جواب بھی تحریر فرمایا ہے جس سے راویٔ حدیث کے ضعف کا شبہ پیدا ہو رہا تھا بعض بعض جگہوں پر انداز بالکل مناظرانہ ہو گیا ہے جس سے بحث میں اور جان پیدا ہو جاتی ہے ضیافت طبع کے لیے کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں۔۔۔۔۔۔

قوله :وقال النسائی ضعیف ۔أقول:قد مَرَّ أنّه روی له الأربعةُ ،ورواية هٰؤلاء ومن بينهم النسائی توثيق لحديثه وتوثيق له فی ضمن توثيق مروياته وعلیٰ هذا فقولُهُ عنه "ضعيف"يشبه الاضطراب، فالمصير الی ماجریٰ علیٰ وفق الأصيل ووافق الظاهر ووهو التوثيق ۔قوله :قال ابو حاتم ليّن:قلتُ :الأمر هيّن وانت خبيرٌ بأن التعبير إنما ينبئ عن ضعف يسير واليسر من الضعف وقلة الضط ينبئ علی کثير ضبط يضمحلّ دونه اليسر، قوله :قال يحيی بن معين :"ليس به بأس فی أهل الشام "قُلتُ:هذا اعتراف منه رحمة الله تعالیٰ بأنه ثقة فی أهل الشام ،فانه رحمة الله تعالیٰ إذا قال فی رجل ليس به بأس فانما يريد أنّه ثقة کما حکی عنه ابن الصلاح فی مقدمته.وقوله :قال ابن عرفة :هذا الحديث تفرد به اسماعيل بن عياش وروايته عن أهل الحجاز ضعيفة لا يحتج بها،أقولُ أمّا مُجَرّدُ التفرد فليس بقادح کما فصلنا ۔وقوله :وروايته عن اهل الحجاز ضعيفة لا يحتج بها ۔أقول:لايقوم به حجة عند من صحّح حديثه وروی له کا لأربعة والطحاوی واصحاب أبي حنيفة کما مرّ مفصلاً ۔قال ابن عدی فی "الکامل" هذا الاسناد لهذا الحديث لا يروی عن غير اسماعيل بن عياش وضعّفه أحمد والبخاری وغيرهما "۔ أقول هذا تصريح بأن السند ضعيف دون المتن۔وقوله :ضعّفه أحمد والبخاری وغيرهما ::أقول :قد مَرّ عن الامام أحمد ما يشعر بتوثيقه وکذا تقدم من الإمام ما يقاربه ،فما ذکره عنهما ممنوع، وعلی تقدير أَنَّهُمَا ضعّفاه فکلامهما مضطرب لا يقوم به حُجَّةٌ ۔ قوله: وصوّب أبو حاتم وقفه علی ابن عمر رضی الله عنهما"،أقول: کلا الوجهين صواب قد مرّ الجواب (حاشیہ تاج الشریعہ ص ۵/۶/۷/۸)

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل :عَرَضتُ علی أبي حديثا حدثنا ه الفضل بنُ زياد الطستی،حدثنا ابن عياش عن موسی بن عقبةعن نافع عن ابن عمر . مرفوعا:لاتقرأ الحائض ولاالجنب شيأمن القرآن،فقال أبي :هذاباطلٌ، يعنی أن إسماعيل وهم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضور تاج الشریعہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

أقولُ:منشؤه أنّه لَمْ يَعرفُ حديثه فإنّماحکم علی المنکر،ونظيره ماوقع من ابن حزم حيث حکم علی حديث"أَصْحَابِي کالنجوم "بأنه موضوع بناء علی أنه لم يَعْرِفْ۔ وقوله"وهم "نشأمن نفسِ المَنشأ وقد مرّأنّه عرف من غيره فالرواية بالاخریٰ اعتضدت والی الرفع بالاخریٰ استندت فالتهمة بالوهم هوت أووهت ۔(حاشیہ ص ۱۰)

حضور تاج الشریعہ نے اس پر یہ معرکۃ الآرا حاشیہ تحریر بھی فرمایا ہے ''تفکر مرة اخریٰ فيما نقله الإمام الترمذی

من قول الإمام أحمد "إسماعيل بن عياش أصلح من بقية" تجده يفيد أن إسماعيل بن عياش اكثر حديثا صالحا من بقية. ثم انظر فيه مع ما يقابله من قوله "لبقية احاديث مناكير عن الثقات" تعثر على مزيد من التاكيد بتوثيق إسماعيل بن عياش ونفي ما نسب اليه من الضعف وغير خاف عند اولى التحصيل أن قولك في الرجل "صالح" من الفاظ التوثيق و التعديل۔

حضور تاج الشریعہ دوسری جگہ مزید فرماتے ہیں:

قد مرّ عن الإمام أحمد ما يشعر بتوثيقه و كذا تقدم من الإمام البخاري ما يفيد فما ذكره عنهما ممنوع. وعلى تقدير أنهما ضعّفاه فكلامهما مضطرب لا يقوم به حجة (حاشیہ ص۸) اس قسم کی مثالیں حاشیہ تاج الشریعہ میں بے شمار ہیں جن کو بخوف طوالت ذکر کرنے سے میں گریز کرتا ہوں، بلا شبہ تاج الشریعہ کا یہ حاشیہ آپ کے دوسرے حواشی کی طرح نہایت وقیع، فکر انگیز اور معلومات افزا ہے، جس میں آپ نے نقد و نظر، بحث و مناظرہ اور جرح وتعدیل کے اصول وضوابط کی روشنی میں اپنے موقف کا نہایت محققانہ او رمحدثانہ انداز میں اثبات واظہار فرمایا ہے، آپ نے جس اختصار وجامعیت کے ساتھ کثیر مفاہم ومطالب اور علمی وتحقیقی مباحث کو بیان فرمایا ہے وہ آپ کے علمی کمالات اور فنی مہارت پر شاہد عدل ہے، حاشیۂ تاج الشریعہ سے بعض اقتباسات جونقل کیے گئے ہیں وہ اس سے بہت کم ہیں جو چھوڑ دیے گئے ہیں مگر انہیں مختصر حواشی کو پڑھکر ایک منصف مزاج قاری کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگے گی کہ محشّی علام، علم حدیث، اصول حدیث، فن جرح وتعدیل اور اسمائے رجال کے مباحث ومسائل کے فہم وادراک اور ان کی تشریح وتوضیح پر نہ صرف مہارت تامہ رکھتے ہیں بلکہ ائمۂ جرح وتعدیل کے کلام کی باریکیوں پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ نہایت فصیح وبلیغ عربی زبان میں اپنے مطالب اور مافی الضمیر کی ادائیگی پر اس درجہ قدرت رکھتے ہیں کہ ذرہ برابر عبارت میں شکستگی وبے ربطی کا احساس نہیں ہوتا، آپ کے حواشی میں اگر ایک طرف معانی کا تلاطم ہوتا ہے تو دوسری طرف الفاظ وعبارات میں اس قدر سلاست وروانی اور فصاحت وبلاغت ہوتی ہے کہ آپ کی تحریر پر امام اہل سنت، اعلی حضرت قدس سرہٗ کی تحریر کا گمان ہونے لگتا ہے۔ اللہ رب العزۃ حضور تاج الشریعہ کو صحت وسلامتی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ علمی وتحقیقی کاموں کی توفیق عطا فرمائے اور پورے عالم اسلام میں آپ کے فیضان کو جاری وساری فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

سرکار تاج الشریعہ اور ترجمہ نگاری

(مولانا) ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی شاگرد و خلیفہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ، سابق صدر المدرسین جامعۃ الرضا بریلی شریف

بلندیوں اور شہرتوں کی ساری حدوں کو توڑنے والی عالمی و عبقری ذات وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم عالم، شہزادۂ مفسر اعظم، **قاضی القضاۃ، فقیہ اعظم، اکمل الکملاء، افصح الفصحاء امام الفقہاء، فرید العصر قطب الدہر**، استاذنا الکریم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ نے جس میدان میں قدم رکھا کامیاب رہے اور زمانے نے کامیابی کی مبارک باد پیش کی آپ نے جہاں علوم وفنون کے سمندر بہائے وہیں آپ نے ترجمہ نگاری پر بھی طبع آزمائی فرمائی، ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی حضرت کی گراں قدر خدمات ہیں۔ درحقیقت ترجمہ نگاری ایک فن ہے، ایک آرٹ ہے، اس کو ایک عام اور آسان کام سمجھ لینا عقل مندی نہیں۔ محض دوزبانیں جاننا ترجمہ نگاری کے لئے کافی نہیں، ہمارے ملک میں تقریبا ہر پڑھا لکھا شخص کم سے کم دو تین زبانیں جانتا ہے۔ لیکن ان میں سے ہر شخص ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کوئی بھی فن بہ آسانی نہیں آتا، اس کے لئے مشق اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے کہ قاری کو یہ احساس تک نہ ہو کہ عبارت بے ترتیب ہے۔ یا عبارت میں پیوندکاری کی گئی ہے۔ کماحقہ ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ نگینہ جڑنے کا فن ہے۔ ترجمہ میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب جوں کا توں باقی رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ترجمہ محض ایک بے روح نقالی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں اصل کا پورا خیال اور مفہوم اس لوچ اور نرمی یا اس درشتی اور سختی، اس جاذبیت اور دل کشی یا اس بے کیفی اور بے رنگی کے ساتھ، اسی احتیاط کے ساتھ آئے اور زبان و بیان کا بھی ویسا ہی معیار ہو۔

صحیح معنوں میں کماحقہ ترجمہ نگاری کے لئے کم از کم تین شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جس زبان سے ترجمہ کیا جارہا ہے اس زبان کی لغت سے، اصطلاحات اور محاوروں سے، کسی قدر ادبیات سے اور تھوڑی بہت تاریخ سے واقفیت اور نکھرا ہوا ذوق ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس زبان کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اس زبان پر بھی ترجمہ کرنے والے کو ماہرانہ عبور حاصل ہو۔ یا وہ اصل عبارت یا اصل تصنیف والی زبان میں خود بھی اسی طرح بے تکلف اور بے تکان لکھ سکتا یا بول سکتا ہو، بلکہ اس زبان کا صرف کتابی علم کافی ہے۔ اصل عبارت یا اصل تصنیف کی زبان کا علم صرف کتابی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تو اور اچھا ہے۔ جتنا زیادہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ اور اگر کتابی علم بھی نہ ہو تو زبان کی باریکیاں اور اصل قلم کار کے خیال کی نزاکتیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، اصل عبارت کی نوک پلک پر ترجمہ کرنے والے کا دھیان نہیں جائے گا۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اس پر ماہرانہ عبور حاصل ہو، اصل تصنیف کی زبان سے کہیں زیادہ

قدرت اس زبان میں ہونی چاہئے جس میں ترجمہ کرنا مقصود ہے۔ یہاں تک کہ اس زبان میں خود لکھ لینے کی اچھی خاصی مشق اور اس زبان کا پہلودار علم ہونا چاہئے۔ پہلودار علم سے مراد یہ ہے کہ اس کے ماخذ کا، جہاں جہاں سے وہ سیراب ہوئی ہے ان سرچشموں کا، اس کے نشیب و فراز کا علم ہو، الفاظ کہاں سے آئے، کس طرح آئے، ان کے لغوی معنیٰ کیا تھے، اصطلاحی معنی کیا ہوگئے اور ان کے حقیقی معنی کیا تھے، مجازی معنی کیا ہوگئے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ان کے روزمرہ اور محاورے کیوں کر بنے ان میں مختلف اوقات میں کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک لفظ اپنے دامن میں کتنے معانی رکھتا ہے اور ایک مادہ سے کون کون سے الفاظ کس کس طرح بن سکتے ہیں۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ جس عبارت یا تصنیف کا ترجمہ کرنا مقصود ہے اس کے موضوع اور فن سے مناسب حد تک واقفیت ہو کیوں کہ موضوع اور فن کے بدلنے سے بسا اوقات بہت سے الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ یا ایک ہی ترکیب کے ادب میں کچھ اور معنی ہوتے ہیں، نحو میں کچھ اور ہوتے ہیں اور صرف میں کچھ اور، اور منطق میں کچھ اور معنی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ کلمہ کو لے لیجئے لغت میں بات، خطبہ اور قصیدہ کے معنی میں آتا ہے۔ نحو و صرف میں اس کا مطلب ہوتا ہے وہ لفظ جو معنی منفرد رکھتا ہو، اور اہل منطق کی اصطلاح میں کلمہ کا وہی معنی ہے جو نحویوں کے نزدیک ''فعل'' کا ہے۔ اب اگر ترجمہ کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ کا کس فن میں کیا معنی ہے تو وہ لغت کی مدد سے ترجمہ کر دے گا تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عبارت کا سارا مفہوم غارت ہو جائے اور وہ ترجمہ، ترجمہ کے بجائے ''رجم'' (عبارت کی سنگساری اور قتل وخون) کا باعث ہو جائے۔

موضوع اور فن کی واقفیت سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ اگر عبارت علم معاشیات کی ہے تو معاشیات کی چند اصطلاحیں جان لی جائیں، یا اگر ادبی موضوع ہے تو پہلے سے تھوڑی بہت ادبی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے، بلکہ اصل موضوع سے واقفیت کے معنی کچھ اور بھی ہیں۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اگر کسی صاحب طرز ادیب یا مخصوص رجحان اور خاص ذہنیت کے مصنف کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہو تو اس ادیب یا مصنف کے طرز فکر سے، رجحان اور خاص ذہنیت سے آگاہی ہو۔ ضروری نہیں کہ پہلے سے اس کی تمام تصانیف کا مطالعہ ہو، بلکہ یہ کافی ہے کہ اس کی سوانح عمری یا زندگی کے خاص خاص حالات اور اس کے طرز بیان کے متعلق دوسروں کی رائیں معلوم کر لی جائیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم شرط یہ ہے کہ جس تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اسے خوب غور سے ایک بار اول تا آخر پڑھ لیا جائے، اور اگر زیر ترجمہ تصنیف پر دوسروں کی رائیں، تبصرے یا تنقیدیں یا تعارف مل سکیں تو ان پر ایک نظر ڈال لی جائے، اس کے بعد ترجمہ کا کام شروع کیا جائے۔ یہ اچھی ترجمہ نگاری کے لئے ضروری اور بنیادی باتیں ہیں، مترجم ترجمہ نگاری کے دوران ان کا جس حد تک لحاظ کرے گا اور خود اس کی ذات ان اوصاف و شرائط پر جس حد تک پوری اترے گی۔ اس کا ترجمہ اتنا ہی عمدہ، شاندار اور اصل عبارت یا تصنیف کے مفہوم کو ادا کرنے والا ہوگا۔

اب اس کی روشنی میں جب ہم حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک ان اوصاف و شرائط کا جامع پاتے ہیں۔ بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں۔ اردو تو ان کی مادری زبان ہے اور عربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت رکھتے ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں وہ بلا جھجھک اور برجستہ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لئے ترجمہ نگاری کے باب میں آپ کی نوک قلم سے کئی اہم اور شاندار کام عالم وجود میں آئے ہیں۔

جب ہم اس حیثیت سے آپ کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو کئی کارنامے ہمارے سامنے آتے ہیں اور قلب و نگاہ کے لئے

سامان تسکین فراہم کرتے ہیں۔ سردست ہم ان کے عربی سے اردو تراجم کا مختصر نمونہ دو کتابوں ترجمہ ''المعتقد المنتقد'' و ''المستند المعتمد'' اور ترجمہ ''الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقیٰ'' سے پیش کرتے ہیں:

ا۔ المعتقد المنتقد، والمستند المعتمد بناء نجاة الأبد:

''ومنهم المرزائية ونحن نسميهم الغلامية، نسبةً الی غلام أحمد القادیانی، دجال حدث فی هذا الزمان، فادعی اوّلاً مماثلة المسیح، وقد صدق والله، فانه مثل المسیح الدجال الکذاب، ثم ترقی به الحال فادعی الوحی، وقد صدق والله، لقوله تعالیٰ: ''وان الشیطین لیوحی بعضهم الی بعضٍ زخرف القوم غروراً''، أما نسبة الایحاء الی الله سبحانه وتعالیٰ وجعله کتابه، البراهن الغلامیة، کلام الله عز وجل فذالک ایضاً مما أوحی الیه ابلیس أن خذمنی، وانسب الی اله العالمین۔

ثم صرح بادعاء النبوة والرسالة، وقال: ''هو الله الذی أرسل رسوله فی قادیان'' وزعم أن مما نزل الله علیه انا انزلناه بالقادیان وبالحق نزل'' وزعم انه هو احمد الذی بشر به ابن البتون وهو المراد من قول تعالیٰ عنه مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمهٗ أحمد: انک انت مصداق هذا الآیة هو الذی أرسل رسوله بالهدیٰ ودین الهق لیظهره علی الدین کله ثم أخذ یفضل نفسه اللئیمة علیٰ کثیر من الأنبیاء والمرسلین۔ صلوٰت الله تعالیٰ وسلامه علیهم اجمعین۔ وخص من بینهم کلمة الله وروح الله ورسول الله عیسیٰ صلیٰ الله تعالیٰ علیه وسلم فقال:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

أی اترکو اذکر ابن مریم فان غلام اهمد أفضل منه۔

واذقد أوخذ بأنک تدعی مماثلة عیسی رسول الله علیه الصلوٰة والسلام فاین تلک الآیات الباهرة التی أتی بها عیسیٰ کاحیاء الموتیٰ۔ وابراء الاکمه الأبرص، وخلق هیئة الطیر من الطین، فینفخ فیه فیکون طیرا باذن الله تعالیٰ فاجاب بأن عیسی انما کان یفعلها بمسریزم اسم قسم من الشعوذة بلسان انکلتره، قال ولو لا أنی أکره أمثال ذالک لأتیت بها واذ قد تعود الانبیاء عن الغیوب الأتیة کثیرا، ویظهر فیه کذبه کثیرا بشیرا، داوی داء ه هذا بان ظهور الکذب فی اخبار الغیب لاینافی النبوة، فقد ظهر ذالک فی اخبار أربع مائة من النبیین، واکثر من کذبت أخباره عیسیٰ، وجعل یصعد مصاعد الشقاوة حتیٰ عد من ذالک واقعة الحدیبیة۔ فلعن الله من أذیٰ رسول الله صلیٰ الله تعالیٰ علیه وسلم، ولعن من أذی احدا من الأنبیاء وصلیٰ الله تعالیٰ علیٰ انبیاء وبارک وسلّم''۔ [المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد بناء نجاة الابد (عربی)، ص ۲۳۳-۲۲۴، رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۱ئ۔]

ترجمہ: ''اور انہیں میں سے مرزائی فرقہ ہے اور ہم ان لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرکے ''غلامی'' کہتے ہیں یہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں نکلا تو پہلے اس نے حضرت عیسیٰ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم اس نے سچ کہا وہ جھوٹے مسیح دجال کے مثل ہے پھر اس کی حالت نے ترقی کی، تو اس نے اپنی طرف وحی کا دعویٰ کیا اور بے شک وہ خدا کی قسم سچا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وان الشیطین لیوحی بعضهم الیٰ بعضٍ زخرف القوم غروراً''

(سورۃ الانعام آیت ۱۱۲) آدمیوں اور جنوں میں شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (کنز الایمان) رہا اس کا دعویٰ (عزم) وحی کو اللہ کی طرف کرنا اور اپنی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو کلام اللہ عزوجل قرار دینا تو یہ بھی ان باتوں سے ہے جو ابلیس نے اس سے چپکے سے کہہ دیں: ''کہ تو مجھ سے لے لے اور الہ العالمین کی طرف منسوب کر دے''۔

پھر کھل کر اس نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا اور کہا: وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا اور اس نے یہ کہا کہ اللہ نے جو اتارا اس میں یہ آیت ہے کہ ہم نے اس کو قادیان میں اتارا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا۔ اور یہ گمان کیا کہ یہ وہی احمد ہے جس کی بشارت مریم کے بیٹے نے دی اور وہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے جس میں اللہ نے فرمایا اسے رسول کی خوش خبری دیتا آیا جو میرے بعد ہوگا اس کا نام احمد ہوگا اور اس کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، بے شک تم اس کے مصداق ہو: آیت ''ھو الذی أرسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' (سورۃ الفتح آیت ۲۸) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (کنز الایمان) پھر اپنی کمین ذات کو بہت سارے انبیاء مرسلین صلوٰت اللہ علیہم وسلامہ سے افضل بتانے لگا اور نبیوں اور رسولوں میں کلمۃ اللہ وروح اللہ کو خاص کر کے کہا ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے اور جب اس سے مؤاخذہ کیا گیا کہ تو عیسیٰ رسول اللہ علیہ الصلوٰت والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کہاں ہیں وہ ظاہر نشانیاں جو عیسیٰ علیہ السلام لائے، جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، اور مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا پرندہ ہو جاتا، تو اس نے جواب دیا عیسیٰ یہ کام مسمریزم سے کرتے تھے (مسمریزم انگریزی زبان میں ایک قسم کا شعبدہ ہے) تو اس نے کہا اور اگر یہ نہ ہوتا کہ میں ان جیسی باتوں کو ناپسند کرتا ہوں تو میں بھی ضرور دکھاتا اور جب مستقبل میں ہونے والی غیب کی خبریں بہت بتانے کا عادی ہوا اور ان پیشن گوئیوں میں اس کا جھوٹ بہت زیادہ ظاہر ہوتا۔ اپنے مرض کی اس نے دوائیں کی کہ غیبی خبروں کا جھوٹ ہونا نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ بے شک یہ چار سو نبیوں کی خبروں میں ظاہر ہوا اور سب سے زیادہ جن کی خبریں جھوٹی ہوئیں عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور بد بختی کے زینوں میں چڑھتے چڑھتے اس درجہ کو پہنچا کہ واقعہ حدیبیہ کو انہیں جھوٹی خبروں میں شمار کیا، تو اللہ کی لعنت ہو اس پر کہ جس نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی، اور اللہ کی لعنت اس پر ہو کہ جو انبیا میں سے کسی کو ایذا دے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ انبیاو بارک وسلم۔

۲-الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقی: (فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق)

اور حضرت ایک دوسری کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قلت و لمناقش أن يناقش فيه بأربعة وجوه ينتظمها وجهان، الأول انا لا نسلم أن أبا بكر لم يكن عليه لأحد نعمة تجزى فان من أعظم المنعمين على الانسان والديه قال تعالى: {أن اشكر لي ولوالديك} ومعلوم أن لا شكر الا بمقابلة النعمة ونعمة الوالدين من النعم الدنيوية التي تجرى فيها المجازاة دون الدينية التي قال الله تعالى فيها {قل لا أسألكم عليه أجراً، إن أجرى إلا على رب العالمين} على إنا نعتقد أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قد تمت له خلافة الله العظمى ونيابته الكبرى، فيده الكريمة اعلى، وأيدى العالمين سفلى، جعل سبحنه وتعالى خزائن رحمته

ونعمه وموايد جوده وكرمه طوع يديه ومفوضة اليه، صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم ينفق كيف يشاء وهو خزانة السرور وموضوع نفوذ الأمر، فلا تنال بركة الا منه ولا ينتقل خير الا عنه، كما قال صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم: إنما انا قاسم والله المعطى، فهو الذى يقسم الخيرات والبركات وسائر النعماء والآلاء فى الارض والسمائ، والملك والملكوت والأول والآخر والباطن والظاهر، أيقنت بها جماهير الفضلاء العظام ومشاهير الأولياء الكرام كما حققته فى رسالتى الملقبة بسلطنة المصطفىٰ صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم وفيها من المباحث الفائقة والمدارك الشائقة، ماتقر به الأعين وتلذ به الأذان وتنشرح به"۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کسی کو مجال ہے کہ اس میں چار وجہ سے بحث کرے جن کو دو وجہیں گھیرے ہیں پہلی وجہ یہ کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ ابوبکر پر کسی کا ایسا احسان نہ تھا جس کا بدلہ دیا جائے اس لئے کہ انسان پر بڑے محسنوں میں اس کے ماں باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا اور یہ معلوم ہے کہ شکر نعمت کے مقابل ہی ہوتا ہے اور والدین کے احسانات ان دنیوی احسانات سے ہیں جن میں بدلہ دینا جاری ہے اور یہ دینی احسانات نہیں ہیں۔ جن کے بابت اللہ کا فرمان ہے۔ اے محبوب تم فرماؤ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو جہانوں کے پروردگار پر ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی خلافت عظمیٰ اور نیابت کبریٰ کامل ہو چکی تو ان کا دست کرم بالا اور سب جہانوں کے ہاتھ پست اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض و کرم کے خوان ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دیئے اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں اور وہ راز الٰہی کا خزانہ اور اس کے حکم کی نفاذ ہیں تو برکت انہیں سے ملتی ہے اور خیر انہیں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تو بانٹتا ہوں اور اللہ دیتا ہے تو وہی خیرات و برکات اور ساری نعمتیں آسمان و زمین و ملک و ملکوت اول و آخر باطن و ظاہر میں بانٹتے ہیں اس پر فضلاء عظام اور مشہور اولیاء کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ اپنے رسالہ سلطنۃ المصطفیٰ میں تحقیق کی اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور کان لطف اندوز ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں"۔ [فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۴۴-۴۵، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور۔]

حضرت ترجمہ کی تمام ترخوبیوں سے لیس نظر آتے ہیں، مولانا عربی اردو ادب کے ماہر ادیب ہیں مندرجہ ذیل عبارت دیکھئے، عربی اشعار کا ترجمہ آپ نے اردو اشعار میں کیا ہے۔

فوالله لم يبلغ ثناى كماله		اس کے کمال تک نہ پہنچا مرا بیاں
ولٰكن عجزى خير مدح لماله	ترجمہ	پر بہترین مدحت ہے عجز کی زباں
فلذا البحر لولا أن للبحر ساحلاً		ساحل اگر نہ ہو تو وہ بحر بیکراں
وذا البدر لولا البدر يخشىٰ ماله		کھٹکا نہ ہو غروب کا تو بدر ہر زماں

[فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۱۶، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور۔]

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں:

اذا لم يكن فضل فما النفع بالنسب
وهل يصطفىٰ خبث وان كان من ذهب
ولٰكنني أرجو الرضا منك يا رضا
وأنت عليٰ فاز ولي عالي الرتب

ترجمہ

معدوم ہو کرم تو کس کا نسب نسب
زر کا بھی میل ہو تو مقبول ہو وہ کب
لیکن امید وار رضا تجھ سے ہوں رضا
اور تو علی ہے مجھ کو دے عالی قدر رتب

[فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۱۷، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور۔]

مذکورہ بالا ترجمے کی فصاحت وسلاست ظاہر ہے، اگر متن عربی کو الگ کر دیا جائے تو ترجمہ محسوس نہیں ہوگا جس کی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ اردو اسلوب ہی میں کیا گیا ہے جو ترجمہ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت کے ترجمہ کا انداز یہی ہے اور یہ ترجمہ کا بہت بڑا کمال ہے کہ لفظ و معنیٰ کی رعایت ہو جائے اور ساتھ ہی مقصد بھی واضح ہو جائے۔ آپ انتہائی دل نشیں انداز میں مختصر اور سلیس عبارت میں مافی الضمیر کو بڑی خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔

میں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں سرکار تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری اور تصانیف وتراجم پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ یہ ایک معمولی جھلک ہے۔ فقیر نے سترہ سال سرکار تاج الشریعہ کی کفش برداری کا شرف حاصل کیا ہے۔ سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب جب کعبہ مقدسہ کے اندر تشریف لے جارہے تھے فقیر بھی مطاف ہی میں موجود تھا جو انوار وتجلیات سرکار تاج الشریعہ کے چہرۂ پرنور سے عیاں تھے وہ بیان سے باہر ہے ساتھ ہی وہ رحمت وانوار جو پورے حصے پر سایہ کناں تھے اس کی تجلی کو بھی الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ اس وقت میں ماہنامہ سنی دنیا کا اڈیٹر تھا۔ اس حوالے سے میں نے اداریہ لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں۔ ذہن ودماغ پر حضور تاج الشریعہ کی رحلت سے جو اثر ہوا اسے کیا بیان کروں بالکل ذہن ودماغ پر سرکار کی یادیں اور رحلت کا غم پیوست ہے بعد میں تفصیل سے حضرت کی روحانی وعلمی شخصیت اور ضرورت پر لکھوں گا ان شاءاللہ۔ افسوس علم وعمل کا یہ کوہ ہمالیہ اور تحقیق وتدقیق کا جبل شامخ، تقوی وطہارت کا سلطان، اہل سنت کا دستگیر ہم سے رخصت ہو گیا یعنی ۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ، ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو موت سے گلے مل کر وصال حبیب سے ہمکنار ہو گئے انتقال کی صبح سے لیکر تدفین تک کا ماحول کس کیف واضطراب کا رہا اسے دیکھنے والوں نے مشاہدہ کیا ہے کما حقہ اسے الفاظ کی زنجیروں میں جکڑا نہیں جاسکتا۔ سرکار کا مشن ہمارے سامنے ہے ہمیں چاہئے کی اس کی ترویج واشاعت میں کوشاں رہیں اور ہمارے حضرت کے جانشین حضرت علامہ عسجد رضا قادری مدظلہ العالی کے علمی وعملی، دینی وملی کاموں میں کاندھا سے کاندھا ملائیں مولیٰ تعالیٰ ہمارے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے فیضان سے ہمیں مالامال فرمائے۔

(مولانا) محمد نذیر القادری مصباحی استاذ دارالعلوم قادریہ نوریہ بگھاڑ وسون بھدر

مت سہل نہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے ذروں سے انسان نکلتے ہیں

اس خاکدانِ گیتی پر آنے اور جانے کا سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے۔ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک نہ جانے کتنے ہی لوگ آئے اور چلے بھی گئے دنیا نے نہ کسی کا آنا یاد رکھا، نہ کسی جانا، مگر اسی زمین کے اوپر اور اسی آسمان کے نیچے کچھ آنے والے ایسے بھی آئے جن کا آنا اللہ کا عظیم احسان تھا تو جانا کسی قیامت کے مترادف۔

انہیں نفوس قدسیہ میں ایک نام، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتئ اعظم ہند، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے، جن کا وجود اہل عالم کے لئے کیا تھا؟ نہ یہ بتانے کی ضرورت ہے، اور نہ ان کے جانے سے عالم اسلام پر کیا گذری اس کا بیان ممکن۔

دل پہ نذیر کیسی گذرتی ہے کیا کہوں
جب سے سنا ہے مرشد اعظم نہیں رہے
(نذیر مصباحی)

بلا شبہ حضور تاج الشریعہ کی رحلت پاک ایک ایسا سانحہ ہے جس نے پوری دنیائے اسلام کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

کیسے ہمارے دل میں بھلا غم نہیں رہے
دنیا میں جب وہ مرشد اعظم نہیں رہے

ہر گھر میں ہے بپا یہی ماتم، نہیں رہے
ہاں! جانشین مفتی اعظم نہیں رہے
نذیر مصباحی

۶/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت شام اس دار فانی کو آپ الوداع کہنے کی خبر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی۔جس نے جہاں سنا جس حال میں تھا اسی حال میں سوئے بریلی روانہ ہو گیا۔اور پھر دنیا نے دیکھا کہ آسمان کے ستارے اور آپ کے جنازے میں شرکت کے لئے ملک گیر بلکہ عالمی پیمانے پر آپ کے ماننے اور چاہنے والوں کا سیلابی ہجوم ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے۔اور بریلی کا ذرہ ذرہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

موت ہے اسکی کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو آتے ہیں دنیا میں سبھی جانے کی لئے

یہ تھا موت العالم موت العالَم کا دل سوز منظر جہاں ہر شخص کی زبان پہ یہی تھا۔

کیوں کر نہ اشک بار ہو عالم مرے حضور!
رحلت نہیں ہے آپکی عالم کی موت ہے
(نذیر مصباحی)

حضور تاج الشریعہ، وارث علوم اعلیٰ حضرت اور جانشین حضور مفتئ اعظم کی شکل میں اس نابغہ روزگار ہستی کا نام ہے جس

پر افضال الٰہیہ کا سحاب کرم از اول تا آخر تسلسل کے ساتھ برستا رہا ہے۔ علم وفضل، شرف وکمال اور زہد وتقویٰ جیسی وہ کون سی خوبی تھی جو بارگاہِ رب العزت سے آپ کو ورثے میں نہ ملی ہو۔

وہ تاج الشریعہ جن کے پردادا مجدد اعظم امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی، دادا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، نانا مفتئ اعظم مولانا مصطفٰے رضا خاں اور والد ماجد مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں جیسے دین کے ستون ہوں تو ان کی آغوشِ تربیت میں پلنے والے تاج الشریعہ کیا ہوں گے اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

حضور تاج الشریعہ اپنے وقت کے عظیم عالم دین، مفتئ یگانہ، مرشد کامل، مصنف بے مثل، شاعر بے بدل اور اردو، عربی اور انگرزی سمیت کئی زبانوں کے ماہر، تقریباً چالیس علوم وفنون کے کوہِ ہمالہ تو ہیں ہی ساتھ ساتھ سب سے زیادہ جو وصف آپ کو اپنے ہم عصروں کے درمیان مقامِ انفرادیت کی بلندیوں سے ہم کنار کرتا ہے وہ ہے آپ کا بے مثال تصلب فی الدین اور مذہب ومسلک پر آپ کی بے لچک استقامت آپ نے دین کا سودا اور مسلک کی شبیہ داغدار کرنے والوں سے کبھی کسی حال میں سمجھوتہ نہیں فرمایا۔

مقصد تھا زندگی کا رہے سر بلند حق
باطل کے ساتھ وہ کبھی تا دم نہیں رہے
نذیر مصباحی

حالات زمانہ اور ماحول کی ناسازگاری کی دوہائیاں دیکر مذہب ومسلک کی نئی توضیح وتشریح کرنے کے لئے لوگوں نے کہاں کہاں نہ آپ کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی مگر آپ کی زبان وقلم پر ہمیشہ بس یہی ایک نعرہ رہا۔

بلاتے ہیں بہت اپنی طرف دنیا کے میخانے
بحمد اللہ کہ مجھکو اپنی منزل یاد ہے ساقی

پلیٹ فارم چاہے سیاسی رہا ہو یا مذہبی جہاں کہیں سے بھی کسی نے دین کا وقار اور مسلک وجماعت کا تشخص مسخ کرنے کی کوشش کی تو سب سے پہلے حضور تاج الشریعہ اس کے سامنے سینہ سپر نظر آئے اور اپنے چاہنے اور ماننے والوں اور سنیت و بریلویت کے علم برداروں کو ہمیشہ یہ سبق یاد دلاتے رہے۔

جب بھی کبھی ضمیر کا سودا ہو دوستو!
قائم رہو حسین کے انکار کی طرح

وہ لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا ہو یا پھر چلتی ٹرین پر نماز، وہ ویڈیو اور ٹیلیویژن کی افادیت کا تصور ہو یا پھر تصویر کشی کی ضرورت کی نئی تشریح، ہر مسئلہ میں آپ نے نہ صرف اپنے اسلاف واکابر کا محتاط موقف اختیار فرمایا بلکہ دلائل قاہرہ اور براہینِ لامعہ کے ذریعہ تحقیق وتدقیق کے وہ دریا بہائے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ اور ایسے عالم میں، ماحول سازگار رہا ہو یا ناسازگار، آپ نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا کہ میری پشت پر کسی کا ہاتھ ہے یا پھر گردن پر کسی کی تلوار۔

پتھراؤ کر رہا ہے حریفوں کا اک ہجوم
شیشہ بدست راہ میں تنہا کھڑا ہوں میں

حضور تاج الشریعہ کی زیارت مجھے پہلی بار تب نصیب ہوئی جب میں دار العلوم علیمیہ دامودر پور مظفر پور میں درجۂ ثالثہ کا طالب علم تھا یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے آج اس واقعہ کو ۳۸؍سال ہو چکے ہیں جب کہ اُس وقت حضور تاج الشریعہ کی عمر شریف بھی ۳۸؍سال تھی۔ نیپال کے ایک قصبہ کنہواں کے ایک جلسے میں

حضرت کی تشریف آوری ہوئی تھی اور یہ خاکسار بھی اپنے ہم درسو ں کے ساتھ نیاز حاصل کرنے کو حاضر ہوا تھا۔ جلسے کی صبح قیام گاہ میں دیگر علماء کے ساتھ حضور تاج الشریعہ تشریف فرما تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے اس زمانے میں بھی زیارت کرنے اور مصافحہ و دست بوسی کی تمنا رکھنے والوں کا ایک ہجوم تھا جو نہ کسی کے ہٹائے ہٹتا تھا اور نہ کسی کے سمجھائے سمجھتا تھا۔ اسی اثناء میں ایک خادم نے آکر اطلاع دی۔ ''حضور! کچھ خواتین داخل سلسلہ ہونا چاہتی ہیں'' اس وقت حضرت کی پشت دروازے کی طرف تھی'' ٹھیک ہے'' یہ کہتے ہوئے آپ دروازے کی طرف مڑے تب تک عورتیں دروازے کے اندر داخل ہو چکی تھیں۔ آپ نے نہایت کرخت آواز میں اپنی ناراضگی کا اظہار یوں فرمایا'' لاحول ولاقوۃ الا باللہ! انہیں اندر آنے کو کس نے کہا '' یہ ڈانٹ اتنی تیز اور سخت تھی کہ خادم صاحب کی سٹی پٹی تو بند ہوئی ہی۔ عورتیں ڈر کے مارے اتنی تیز بھاگیں کہ شاید سو دو سو میٹر سے پہلے نہ رکی ہوں گی۔

یہ تھی حضور تاج الشریعہ کے تبلیغی اسفار کے ابتدائی دور میں احکام اسلامیہ پر کاربند رہنے کی ایک مثال

ہزاروں پھول ہیں گلشن میں ہر جانب کھلے لیکن
چمن کو ناز ہے جس پہ، کلی اختر رضا تم ہو

نذیر مصباحی

ابرِ رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

مضمون نگار حضرات اپنا مضمون ان Emails پر بھی بھیج سکتے ہیں:
786BAFARUQI@GMAIL.COM
SHAUKATFAREED.F@GMAIL.COM

خراجِ عقیدت

بارگاہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

کیسے ہمارے دل میں بھلا غم نہیں رہے
دنیا میں جب وہ مرشد اعظم نہیں رہے

ہر گھر میں ہے بپا یہی ماتم، نہیں رہے
ہاں! جانشین مفتی اعظم نہیں رہے

مفتی وہ جن پہ مسندِ افتا کو ناز تھا
وہ جانشین مفتی اعظم نہیں رہے

وہ جن کی بارگاہِ میں عالم کا تھا رجوع
تاج الشریعہ مرجعِ عالم نہیں رہے

مقصد تھا زندگی کا رہے سر بلند حق
باطل کے ساتھ وہ کبھی تا دم نہیں رہے

نعم البدل عطا ہو خدا میرے پیر کا
تا کہ خلا یہ دین کا پیہم نہیں رہے

دل پہ نذیرؔ کیسی گذرتی ہے کیا کہوں
جب سے سنا ہے مرشد اعظم نہیں رہے

محمد نذیر القادری مصباحی بگھاڑ وسون بھدر

حضور تاج الشریعہ

منفرد المثال شخصیت

(مولانا) طارق انور مصباحی: مدیر ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، فخر ازہر، قاضی القضاۃ فی الہند، محقق لاثانی، عالم ربانی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک تاریخ ساز، نادر روزگار، منفرد ویگانہ شخصیت اور علم وعمل کے مجمع البحرین کا نام ہے۔ آپ کا ظاہر وباطن ہر دو یکساں تھا۔ حق گوئی وحق شناسی آپ کا وصف خاص تھا۔ آپ نے زندگی بھر دینی وعلمی ،تعمیری وتبلیغی ، اشاعتی وتحریکی خدمات انجام دیں۔ آپ زہد وتقویٰ کے پیکر اور علم وفضل کے کوہ ہمالہ تھے۔ آپ کی طرح عوام وخواص میں مقبول ترین شخصیات بہت کم دیکھنے کوملتی ہیں۔ اب آپ کے کسی مماثل وبدل کے لیے اہل عالم کی نگاہیں نہ جانے کب تک ترستی رہیں گی: لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً

حیات مستعار کا اجمالی خاکہ

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز بروز منگل 14: ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق 23: نومبر ۱۹۴۲ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے

بروز جمعہ بعد نماز مغرب 07: ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق 20: جولائی ۲۰۱۸ء کو واصل الی اللہ ہوئے۔

جب آپ کی عمر چار سال، چار ماہ، چار دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (م ۱۹۶۵ء) نے بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی۔ جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی ۔رسم بسم اللہ خوانی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں انجام پائی۔ حضور تاج الشریعہ نے ناظرہ قرآن مجید اپنی والدہ ماجدہ سے گھر پر ہی مکمل فرمایا۔ اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ درس نظامی کی تکمیل جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کی۔ ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر (مصر) میں داخل ہوئے۔ وہاں ''کلیۃ اصول الدین'' میں تین سال تک تعلیم حاصل فرمائی۔ ۱۹۶۶ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جامع ازہر میں اپنے کلاس میں اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے آپ کو ''جامع ازہر ایوارڈ'' سے سرفراز کیا گیا۔

۱۹۶۷ء میں تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کی۔ ۱۹۷۸ء میں آپ جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس اور رضوی دار الافتا کے صدر مفتی مقرر کیے گئے۔ کثرت مشاغل کے سبب ۱۹۸۰ء میں جامعہ منظر اسلام سے مستعفی ہو گئے۔ آپ طویل مدت تک ''رضا جامع مسجد'' بریلی شریف میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ تبلیغی سفر کی کثرت کے سبب یہ خدمت موقوف ہو گئی۔ بعد میں جب کبھی جمعہ میں آپ حاضر ہوتے تو جمعہ کا خطاب فرماتے اور نماز جمعہ آپ پڑھاتے۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری قدس سرہ العزیز طویل مدت تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔ ۱۹۶۶ء میں جامع ازہر (مصر) سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء سے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے دارالافتا میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے وصال سال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۱ء تک اسی دارالافتا سے منسلک رہے۔ اس طرح آپ قریبا سولہ سال تک حضور مفتی اعظم ہند کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے کچھ دنوں بعد اپنے کاشانہ مبارکہ پر ہی ''مرکزی دارالافتا'' قائم فرمایا اور فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ یہ سلسلہ آپ کے وصال تک جاری رہا۔ آپ اردو، عربی اور انگریزی میں فتاویٰ تحریر فرماتے تھے۔ آپ ہندوستان کے تنہا مفتی تھے، جن کے فتاویٰ تین زبانوں میں ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرمادیا تھا، پھر 19: سال کی عمر میں 8: شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق 15: جنوری ۱۹۶۲ء کو تمام سلاسل طریقت کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ کو برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلما حضرت سید شاہ آل مصطفٰے برکاتی مارہروی، احسن العلما حضرت سید شاہ مصطفٰے حیدر حسن برکاتی مارہروی، والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری علیہم الرحمۃ والرضوان سے بھی سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر کے ساتھ 03: نومبر ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ کو بروز اتوار محلہ کانکرٹولہ، شہر کہنہ بریلی شریف میں عقد نکاح ہوا۔ آپ کے ایک فرزند صاحب سجادہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری ناظم جامعۃ دراسات الرضا (بریلی شریف) ہیں اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔ شہزادۂ گرامی ''آل انڈیا تحریک رضائے مصطفٰے'' کے صدر بھی ہیں، اور اب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جانشیں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین وسنیت کو استحکام عطا فرمائے: آمین

مفتی اعظم ہند کی خلافت وجانشینی

حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفٰے رضا خاں نوری (۱۳۱۰ھ-۱۴۰۲ھ-۱۸۹۲ئ-۱۹۸۱ئ) نے حضور تاج الشریعہ سے بہت سی امیدیں وابستہ کی تھیں۔ آپ فرمایا کرتے: ''اس لڑکے (تاج الشریعہ علامہ ازہری) سے بہت امید ہے''۔

دارالافتا کی ذمہ داری حضرت علامہ ازہری کو سپرد کرتے وقت حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا: ''اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں''۔

حاضرین وسائلین سے مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا: ''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں۔ انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں''۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضور تاج الشریعہ کو تحریری طور پر اپنا جانشیں بنادیا تھا۔ اس

تحریر کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔ بعض الفاظ صاف پڑھنے میں نہیں آتے۔ وہ خط کشیدہ ہیں۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وجمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین وصحبہ الطاھرین اجمعین وبارک وسلم آمین برحمتک یاارحم الراحمین:

میں اختر میاں سلمہ کو قائم مقام کرتا ہوں۔ مولیٰ اس میں برکت دے اور بہت اچھا علم عطا فرمائے۔

آمین برحمتک یاارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہ ۲۶/شوال ۱۳۹۶ھ

حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بختیار کاکی رہے تو قطب الاقطاب بن گئے۔ بختیار کاکی کے دربار میں فرید الدین گنج شکر رہے تو مرجع الاولیا بن گئے، یعنی بڑوں کی صحبت میں رہنے والا بھی بڑا عظیم ہوجاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مولانا مصطفےٰ رضا رہے تو مفتی اعظم بن گئے۔ مفتی اعظم کی خدمت میں مولانا اختر رضا رہے تو تاج الشریعہ بن گئے۔

دنیا بھر کے سنی مسلمانوں سے ربط باہمی کی تدبیر

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے وابستگان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب ربط باہمی کے زیادہ وسائل نہیں تھے ،تب دنیا بھر کے اہل سنت وجماعت کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے آشنا اور کچھ نہ کچھ ربط وتعلق رکھتے تھے۔ آج ذرائع ووسائل بہت زیادہ ہوگئے۔ دور دراز ممالک تک بذریعہ فلائٹ چند گھنٹوں میں پہنچا جاسکتا ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ، الیکٹرانک میڈیا وپرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا کے ذریعہ چند لمحوں میں اپنی بات ساری دنیا تک پہنچائی جاسکتی ہے، یا کسی سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں دنیا بھر کے اہل سنت وجماعت کا باہمی ربط وتعلق انتہائی آسان ہوجاتا ہے۔ ہمیں اس جانب توجہ دینی چاہئے اور ربط باہمی کی کوشش کرنی چاہئے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی مختلف کتابوں اور فتاویٰ پر اس عہد کے علمائے عرب کی تصدیقات وتقریظات ہیں، مثلاً الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ ،فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین، حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین وغیرہ پر علمائے عرب کی تائیدات وتصدیقات موجود ہیں۔ ان علمائے کرام کے وابستگان ومتعلقین، تلامذہ ومعتقدین کچھ نہ کچھ موجود ہوں گے۔ ہمیں ان سے رابطہ کرکے دنیا بھر کے سواد اعظم کے مابین ربط باہمی کو فروغ دینا چاہئے۔ غیروں نے تو ان لوگوں کو قتل کرانے کی کوشش کی، جنہوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی کے فتاویٰ تکفیر کی تصدیق کی تھیں۔ ایسی صورت میں ہمیں اپنے تعلق والوں سے تعلقات کو تازہ کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت شیخ شفیع میاں ابن شیخ سید میاں علوی قادری، ساکن ماتر کھیڑہ گجرات نے حسام الحرمین کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقرظین ومصدقین میں سے جو باقی تھے، یا ان کی اولاد میں سے بچے رہ گئے تھے، ان کو اس بڑھوتی عمر میں خلیل احمد انبیٹھوی علیہ ما یستحقہ نے جا کر اپنے آقائے نعمت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کرادیا: انا للہ وانا الیہ راجعون- واشد مقت اللہ علیٰ کل کافر ملعون“۔

(الصوارم الہندیہ ص ۱۱۷- دار العلوم رضائے خواجہ: اجمیر شریف)

عربی اور انگریزی تصانیف کے اسباب وعلل

اہل ہند اردو زبان سمجھتے ہیں۔ اردو رسائل وکتب سے اہل ہند و پاک بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بہت سی کتابیں اردو زبان میں تحریر فرمائیں، اسی طرح عربی اور انگریزی میں بھی بہت سی مستقل تصانیف ہیں۔ عرب ممالک اور ایشیا کے علاوہ دیگر براعظم سے بھی آپ کے پاس استفتا و دینی ومذہبی سوالات انگریزی زبان میں آتے، آپ انگریزی زبان میں خود سے ان کے جوابات وفتاویٰ تحریر فرماتے۔ آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) کے بہت سے رسائل وکتب کا بھی عربی میں ترجمہ کیا، تاکہ اپنا پیغام عرب ممالک تک بھی پہنچایا جاسکے۔ آپ نے بہت سے راستے بنا دیئے ہیں۔ اب ہمیں اسی راہ پر چل کر مزید آگے تک جانا چاہئے، اور جہاں بھر کے اہل سنت وجماعت سے تعلقات استوار کرنے چاہئے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے عربی ممالک، یوروپین ممالک، افریقی ممالک، امریکہ ودیگر ممالک عالم کے بھی دورے کیے۔ اب ضرورت ہے کہ جن علاقوں میں حضور تاج الشریعہ کی آمدورفت جاری رہی، ان علاقوں کے علما ومشائخ سے ہم اپنا ربط وتعلق قوی ومستحکم کریں اور حسب موقع وہاں پہنچنے کی بھی کوشش کریں۔ اس طرح سارے جہاں کے اہل سنت وجماعت ایک لڑی میں پروئے جاسکتے ہیں۔ دیابنہ اور وہابیہ کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا جاسکتا ہے۔ ہند و پاک کے وہابیہ عرب ممالک اور دنیا کے دیگر ممالک میں امام احمد رضا قادری اور ان کے متبعین کا غلط تعارف پیش کرتے ہیں۔ وہاں ہماری رسائی نہ ہونے کے سبب ان علاقوں کے خالص سنی حضرات بھی ہمیں غلط سمجھنے لگتے ہیں۔

ماہنامہ "الہدیٰ" کی غلط بیانی

ابوظبی سے جاری ہونے والے ماہنامہ "الہدیٰ" میں ہندوستان کے علمائے اہل سنت وجماعت کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی تھی، اور خاص کر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلاف بے سروپا باتیں لکھی گئی تھیں۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے اس کے رد میں رسالہ "الحق المبین"، عربی زبان میں تحریر فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: "فقد مر بنظری کلمة مولمة فی مجلة الهدی الصادرة من ابو ظبی ملأی باکاذیب و افترائات علی اهل السنة و امام اهل السنة مولانا احمد رضا خان قدس سره ، ولا شک ان کل هذه الاکاذیب انما تلقته المجلة من اناس من الهند، همتهم الافتراء علی اهل السنة والجماعة و علمائها، لاسیما امام اهل الاسلام شیخ المسلمین العلامة احمد رضا خان اکرم الله مثواه فی دار المقامة وقد زعم قائل هذه الکلمة مانصه:

"ظهرت فی البلاد بدعة جدیدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمین وهی البریلویة وردا علیه اقول: نسبتنا اهل السنة والجماعة الی البریلویة دیدن الدیوبندیة من اهل الهند"۔ (الحق المبین ص ۳،۴)

ترجمہ: ابوظہبی سے جاری ہونے والے ماہنامہ "ہدیٰ" میں جھوٹ سے بھری ہوئی اور اہل سنت وامام اہل سنت امام احمد رضا قادری پر بہتان سے بھری ہوئی تکلیف دہ بات میری نظر سے گذری، اوراس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام جھوٹی باتیں ماہنامہ نے بعض ہندوستانیوں سے پایا ہے، جن کا مقصد اہل سنت وجماعت اوران کے علما اور خاص کر امام المسلمین، شیخ الاسلام امام احمد رضا خاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو اچھا مسکن عطا فرمائے) پر بہتان تراشی کرنی ہے۔ اوراس بات کے کہنے والے نے جو کہا ہے، وہ یہ ہے۔ اسلام و مسلمین سے خارج جدید جماعتوں کی بدعتوں میں سے ایک نئی بدعت ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہوئی، اوروہ بریلویت ہے، اور اس کا رد کرتے ہوئے میں کہتا ہوں: ہم اہل سنت وجماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنا اہل ہند میں سے دیوبندیوں کا طریقہ ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس رسالہ میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات تحریر فرمائیں، پھر اس کا عربی ترجمہ لکھا، اس کے شرعی احکام بیان فرمائے، تاکہ اہل عرب کو دیوبندیوں کے عقائد وحقائق پر اطلاع ہوسکے۔ ہندوستانی دیوبندیوں نے سارے جہاں میں ہندوستان کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کو بدعتی بنا کر پیش کیا ہے، اور خود کو اہل سنت وجماعت کہتے ہیں، اور جب وہابیوں کے پاس جاتے ہیں تو انہی کی بولی بولنے لگتے ہیں۔ اس قسم کی تحریروں کے جوابات انہی ماہناموں میں شائع ہونے چاہئے، جس میں ہمارے خلاف مضمون شائع ہوا ہو۔ اگر ماہنامہ بدمذہبوں کا ہوگا، تب ہمارے جوابی مضمون کی اشاعت کی امید کم ہے۔ ہاں، ارباب مجلہ سے گفت وشنید کی جاسکتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ جوابی مضمون کی اشاعت کے لیے راضی ہوجائیں۔

استاذ گرامی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ الاقدس ناظم تعلیمات: جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے تحریر فرمایا کہ ہندو پاک کے دیابنہ عرب جاتے ہیں تو وہاں جب اہل سنت وجماعت سے ملاقات ہوتی ہے تو خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور خود کو چشتی، قادری، نقشبندی وغیرہ بتاتے ہیں اور جب وہابیوں سے ملتے ہیں تو خود کو وہابی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) کے طریقے پر ہیں، پس جو لوگ حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں، وہ ان کی باتوں سے فریب میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی قسم کی کیفیت منافقین کی بیان فرمائی ہے کہ وہ مومنین سے ملتے تو خود کو مومن بتاتے اور مشرکین سے ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آج یہی حال ہندو پاک کے دیوبندیوں کا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ} (سورہ بقرہ: آیت ۱۴)

ترجمہ: اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں، ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

استاذ ممدوح نے وہابیہ کی اس تقیہ بازی کا انکشاف انتہائی صریح لفظوں میں کیا ہے۔ علامہ موصوف کی تحریر مندرجہ ذیل ہے۔

{وللديوبندية مذهبان متضادان وضيعان متناقضان-مذهب فى الانبياء والاولياء وهويوافق مذهب الوهابية-و مذهب فى علماءها وكبرائها-اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيَتَصَرَّفُوْنَ فِي الْكَوْنِ وَيَنْجُدُوْنَ فِي الشَّدَائِدِ حَالَ حَيَاتِهِمْ وَ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ وَيَجُوْزُ التَّوَسُّلُ وَالْاِسْتِغَاثَةُ بِهِمْ-فَاِذَا تَوَسَّلَ اَوِاسْتَعَانَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ بِالْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ حَكَمُوْا عَلَيْهِ بِالْاِشْرَاكِ-وَاَتَوْا بِكُلِّ مَا تَمَسَّكَ به الشيخ النجدى فى كتاب التوحيد واسماعيل الدهلوى فى تقوية

الایمان- و اذا ذَهَبُوْا اِلٰی شُیُوْخِهِمْ وَ کُبَرَائِهِمْ او قبورهم، اِسْتَعَانُوْا بِهِمْ فِیْ حَاجَاتِهِمْ،

و کذا صَنِیْعُهُمْ متضاد مع الفریقین- اِذَا لَقُوْا اَحَدًا مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ فِی الْاَقْطَارِ العربیة وغیرها- وله سطوة او ثروة- قَالُوْا لَهٗ: اِنَّا مَعَکُمْ- نَعْتَقِدُ التَّصَوُّفَ وَ الطَّرِیْقَةَ وَ التَّوَسُّلَ وَ الْاِسْتِعَانَةَ بِالْاَمْوَاتِ الصَّالِحِیْنَ وَ نَحْنُ حَنَفِیُّوْنَ مَذْهَبًا- نقشبندیون او جشتیون او قادریون طریقةً- و اذا لقوا الوهابیة قالوا: انا معکم، نوافق شیخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب فی عقیدته- وَ نَرُدُّ عَلٰی اَهْلِ الْبِدَعِ وَ الْخُرَافَاتِ وَ نُقَاوِمُهُمْ دَائِمًا فی شبه القارة الهندیة- فَکُلُّ مَنْ لَا یَعْلَمُ سَرِیْرَتَهُمْ وَ حَقِیْقَتَهُمْ یَنْخَدِعُ بهم- وَ یَعُدُّهُمْ اَهْلَ طَرِیْقِهٖ- فَفِتْنَتُهُمْ اَکْبَرُ وَ خِدَاعُهُمْ اَشَدُّ} (حدوث الفتن ص ۶۱- مبارکپور)

ترجمہ: دیوبندیوں کے دو متضاد مذہب اور دو متناقض طریقے ہیں۔ ایک مذہب حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں ہے اور یہ وہابیہ کے مذہب کے موافق ہے، اور ایک مذہب اپنے علما اور اکابرین سے متعلق ہے کہ وہ لوگ غیب جانتے ہیں اور کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں اور اپنی موت کے بعد مشکلات میں مدد کرتے ہیں، اور ان کو وسیلہ بنانا اور ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے، پس جب اہل سنت و جماعت میں سے کوئی حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے توسل یا طلب مدد کرے تو وہ لوگ اس پر شرک کا حکم لگاتے ہیں، اور وہ تمام دلائل پیش کرتے ہیں جن سے شیخ نجدی نے کتاب التوحید میں اور اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں استدلال کیا ہے، اور جب اپنے شیوخ واکابرین کے پاس جاتے ہیں یا ان کی قبروں کے پاس جاتے ہیں تو اپنی ضرورتوں کے بارے میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں۔

اور اسی طرح فریقین (سنی اور وہابی) کے ساتھ ان کا متضاد سلوک ہے۔ جب یہ لوگ عربی ممالک و دیگر ممالک میں اہل سنت و جماعت کے کسی فرد سے ملاقات کرتے ہیں اور وہ اثر ورسوخ یا دولت وثروت والے ہوں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم تصوف، طریقت، توسل اور صالحین وفات یافتگان سے استمداد کو مانتے ہیں اور ہم مذہب کے اعتبار سے حنفی ہیں اور طریقت کے اعتبار سے نقشبندی یا چشتی یا قادری ہیں، اور جب وہابیہ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم عقیدہ میں شیخ نجدی کے موافق ہیں اور ہم لوگ ہندوستانی علاقوں میں اہل بدعت کا رد کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کی مخالفت کرتے ہیں، پس ہر وہ شخص جو ان کی سرشت وحقیقت سے واقف نہیں، وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ان کو اپنا ہم مذہب شمار کرتے ہیں، پس دیوبندیوں کا فتنہ اور فریب بہت سخت ہے۔

جب سال ۱۹۹۰ء سے قبل کیرلا کے علمائے اہل سنت کے روابط وتعلقات شمالی ہند کے علمائے اہل سنت سے نہیں تھے، اس وقت بھی دیابنہ اور تبلیغی جماعت کی آمد ورفت یہاں جاری تھی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو قبر پرست کی حیثیت سے ان لوگوں نے یہاں متعارف کرادیا تھا۔ یہاں کے بعض سنی علما نے مجھ سے خود کہا کہ پہلے ہم لوگ سمجھتے تھے کہ امام احمد رضا فرقہ قبوریہ کے امام ہیں: (کنا نعتقد ان الامام احمد رضا البریلوی امام القبوریین فی الھند)۔ جب شیخ ابوبکر باقوی بانی مرکز الثقافۃ السنیہ (کالی کٹ: کیرلا) و دیگر علمائے شوافع کے روابط شمالی ہند کے علمائے اہل سنت سے ہوئے، تب یہاں کے علمائے شوافع حقیقت حال سے مطلع ہوئے۔ اب علمائے شوافع کی اکثریت حقیقت حال سے واقف ہے۔ ہاں، بعض کے روابط آج بھی دیوبند وندوہ سے قائم ہیں۔

پندرہویں صدی کا مجدد کون؟

انتالیس کا عدد بھی بہت عجب رنگ دکھلا رہا ہے۔ تیرہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ-۱۲۳۹ھ) تیرہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 07: شوال المکرم (۱۲۳۹ھ) کو واصل الی اللہ ہوئے۔ چودھویں صدی کے مجدد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۳۹ھ) کی وفات چودھویں صدی کے انتالیسویں سال میں 25: صفر المظفر (۱۳۳۹ھ) میں ہوئی۔ حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری (۱۳۶۱ھ-۱۴۳۹ھ-۱۹۴۲ء-۲۰۱۸ء) کا وصال پندرہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 07: ذی قعدہ (۱۴۳۹ھ) کو ہوئی۔ اول الذکر دونوں بزرگوں کو ساری دنیا مجدد تسلیم کرتی ہے

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) کو پندرہویں صدی کا مجدد کہا گیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنے عہد میں مذہب اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں، اس لیے مجددین کی فہرست میں ممدوح گرامی کی شمولیت قابل تسلیم ہونی چاہئے۔ راقم الحروف نے اپنے رسالہ "منصفانہ جائزہ" (مطبوعہ: مئی ۲۰۱۴ء) میں لکھا:

"حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ علمائے ہند میں سرتاج فقہائے احناف، عربی زبان کے ماہر مترجم وانشا پرداز، جزئیات فقہیہ واصول وقواعد فقہیہ میں وسیع الادراک، عربی نظم نویس ونثر نگار، فنون ادبیہ میں حجۃ الاسلام کی یادگار، علوم حدیث میں رفیع المرتبت، انگریزی زبان میں مہارت اور تادیر خطاب کی قدرت، مرجع الافاضل، خیر الاماثل، اتباع سنت وزہد واتقا میں بے نظیر یعنی مفتی اعظم ہند کی زندہ تصویر، متصلب سنی، دنیا سے بے نیاز، بلا خوف وخطر حق گوئی ان کا نشان امتیاز، اتباع اسلاف میں یکتائے زمانہ، حزم واحتیاط میں منفرد ویگانہ، ان کے اقوال نفسیات کی پیداوار نہیں، بلکہ مبنی برحقائق واخبار، شریعت وطریقت کے مجمع البحرین، مرجع الطرفین وسید الحزبین، بعض فتاویٰ سے رجوع بطیب خاطر، یہ حق پسندی کی دلیل ظاہر، دوصدیوں میں علوم شرعیہ کے خادم وناشر، بالیقین ثم بالیقین مجدد صدی حاضر: واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (تحریک دعوت اسلامی کا منصفانہ جائزہ: ص ۱۹-مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی بھٹکل)

میں نے دوسرے رسالہ میں لکھا: "یہ علما وامرا کا خانوادہ ہے۔ امام اہل سنت کے آباواجداد بھی عالم تھے، اوران کے فرزندان واحفاد واسباط میں بھی بہت سے جلیل القدر علما ہوئے۔ مجدد موصوف کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں (۱۲۹۲ھ-۱۳۶۲ھ) ومفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں (۱۸۹۲ئ-۱۹۸۱ء) اپنے عہد میں مرجع خلائق تھے۔ عہد حاضر میں مجدد ممدوح کے احفاد میں سے تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری دام ظلہ العالی علم وفضل اور زہد وورع میں فائق الاقران ہیں۔ ان کے علم وفضل کا شہرہ اور دینی خدمات کا غلغلہ ہر چہار جانب ہے۔ ان کی حق گوئی وحق شناسی نشان منصب تجدید ہے۔ ان کی قبولیت ومحبت اور شہرت وعظمت قابل دید ہے۔ موصوف جہاں کہیں جلوہ افروز ہوئے ہیں، تاحد نگاہ پروانوں کا ایک طویل وعریض مجمع لگ گیا ہے۔ اس گھرانے کا ہر ایک فرد بے نظیر وبے مثال ہے۔

کیا حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان پندرہویں صدی کے مجدد ہیں؟ علمائے کرام کی تحریروں میں جواب تلاش کیا جائے۔ ہم نے اپنا نظریہ پیش کردیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی خدمات دینیہ اوران کے ذاتی اوصاف وکمالات ہمارے نظریہ کی تائید کرتے نظر آتے ہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

چلتی ٹرین پر نماز کا حکم تاج الشریعہ کے فتویٰ کی روشنی میں

مفتی قاضی فضل احمد مصباحی کٹیہار

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں وسائل کی کمی نہیں ہے۔ نت نئی ایجادات نے انسان کیلئے بہت ساری سہولیات فراہم کردی ہیں۔ وسائل کی فراوانی کے ساتھ بے شمار مسائل بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ انہیں میں کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا واضح حکم نہ تو قرآن وسنت کے نصوص میں ہے نہ قدیم فقہاء کے ارشادات میں۔

ان حالات میں پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل نکالنا کوئی آسان کام نہیں اس کیلئے وفور علم اور وسعت مطالعہ کے ساتھ دقت نظر کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ ''چلتی ٹرین پر نماز'' کا مسئلہ بھی انہیں مسائل میں سے ایک ہے۔ قدیم فقہی کتابیں اس کے تذکرے سے خالی ہیں، امام احمد رضا قدس سرہٗ صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری علیہ الرحمہ اور اس دور کے اکابر علماء نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب نماز صحیح نہیں ہوتی وقت نکلتا دیکھے تو پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے۔ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ کے زمانے میں یا اس کے کافی عرصہ بعد تک کسی معتمد ذی علم شخصیت نے اس حکم سے اختلاف کیا ہو کم از کم یہ بات حقیر کے علم میں نہیں ہے۔ پاکستان کے ایک محقق عالم نے مسلم شریف کی شرح لکھی تو اس میں ان کا اختلاف سب سے پہلے دیکھنے کو ملا۔ اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد کا سہرا انہیں کے سر جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ دلیل کی روشنی میں مسئلہ کا صحیح تجزیہ پیش کردیا جائے تاکہ ہمارے ماضی قریب کے فقہاء کے ساتھ حضرت تاج الشریعہ کے فتویٰ کی حقانیت بھی واضح ہو کر سامنے آجائے۔

حقیقت مسئلہ

زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے اتصال، اتصال قرار ہو، استقرار اگرچہ بالواسطہ ہی ہو فرض وواجب میں شرط صحت نماز ہے، البتہ اگر عذر ہو تو یہ شرط باقی نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ دابہ (چوپایہ) پر نماز بلاعذر جائز نہیں اگرچہ چوپایہ ٹھہرا ہو کہ دابہ (چوپایہ) تابع زمین نہیں۔ یوں ہی بیل گاڑی پر جس کا جوا بیلوں پر رکھا ہو اور گاڑی ٹھہری ہو، جائز نہیں کہ استقرار زمین پر تو ہوا مگر بالکلیہ نہ ہوا اس لئے کہ گاڑی کا ایک حصہ غیر تابع زمین پر بھی ہے۔ جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں دابہ (چوپایہ) اور گاڑی (جبکہ جوا بیلوں پر رکھا ہو) پر درست نہ ہوئیں تو چلتی ٹرین پر نماز کیسے درست ہو سکتی ہے جس میں سرے سے استقرار ہی نہیں۔ لہٰذا اگر ریل نماز کے وقت میں نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے تو نماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹرین کے نہ

رکتے ہیں جو عذر ہے کیا وہ اس قابل ہے کہ شرط استقرار کے سقوط میں موثر ہو سکے؟ ذیل میں اسی چیز کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

عذر کے اقسام و احکام

علماء نے عذر کی دو قسمیں بیان کی ہیں (۱) عذر من جہۃ العباد (۲) عذر من جانب اللہ عذر اگر مخلوق کی جانب سے ہو تو سقوط شرائط عبادت میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔ اس کے برخلاف اگر عذر من جانب اللہ ہو تو اس کا اعتبار ہے۔ جس کی مختلف نظیریں موجود ہیں۔ مثلاً۔ (۱) جس شخص کے پاس ستر عورت کے لائق کپڑا نہ ہو اور اس نے ننگے ہو کر نماز پڑھ لی پھر بعد میں کپڑا مل گیا تو کیا اس پر اس نماز کا اعادہ ضروری ہوگا جو اس نے ننگے ہو کر پڑھی ہے؟ علامہ ابن نجیم مصری حنفی فرماتے ہیں کہ اس پر اعادہ اس وقت لازم ہوگا جب کسی آدمی نے کپڑا پہننے سے اسے روک دیا ہو۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں۔

"وینبغی ان تلزمه الاعادة عندنا اذا کان العجز بمنع من العباد کما اذا غصب ثوبه لما صرحوا به فی کتاب التیمم ان المنع من الماء اذا کان من قبل العباد یلزمهٗ الاعادة:- (البحر الرائق ج ۱ ص ۲۸۰)

(۲) کسی شخص نے نماز کیلئے وضو کرنا چاہا لیکن اسے کسی دوسرے شخص نے وضو کرنے سے روک دیا اور قتل وغیرہ کی دھمکی دے ڈالی تو مسئلہ یہ ہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور مانع زائل ہونے کے بعد وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔ اس لئے کہ یہ عذر من جہۃ العباد ہے، من جھة اللہ نہیں۔ علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں۔

"وفی التجنیس رجل اراد ان یتوضأ فمنعه انسان عن ان یتوضأ بوعید قتل ینبغی ان یتیمم ویصلی ثم یعید الصلوٰة بعد ما زال عنه لان هذا عذر جاء من قبل العباد فلا یسقط فرض الوضوء عنه اهم فعلم منه ان العذر ان کان من قبل الله تعالیٰ لا تجب الاعادة وان کان من قبل العبد وجبة الاعادة" (البحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۸)

فتح القدیر میں ہے۔

"لکن هل یعید اذا امن بالوضوء؟ قال فی النهایة قلت جا ز ان تجب الاعادة علی الخائف من العدو بالوضوء لان العذ ر من قبل العباداه یعنی وهم یفرقون بین العذر من قبل من له الحق ومن قبل العباد فیوجبون فی الثانی ولذا وجبت الاعادة علی المحبوس اذا صلّی بالتیمم ثم خلص" (فتح القدیر ج ۱، ص ۱۳۷)

یعنی جب کسی نے دشمن کے ڈرانے دھمکانے پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو کیا دشمن کے خوف سے امن کی صورت میں وضوء کا اعادہ ضروری ہوگا؟ صاحب نہایہ نے فرمایا کہ وضوء کا اعادہ واجب ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ عذر من قبل العباد ہے یعنی عذر من جانب اللہ اور عذر من جانب العباد میں علماء فرق کرتے ہیں اور عذر من جانب العباد کی صورت میں اعادہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب قیدی تیمم سے نماز پڑھ لے تو قید سے آزاد ہونے کے بعد وضوء اور نماز کا اعادہ اس پر ضروری ہوگا۔

(علامہ جلال الدین خوارزمی اس تعلق سے رقمطراز ہیں)

"ذکر المصنف رحمه الله فی التجنیس والامام الولوالجی فی فتاواه رجل اراد ان یتوضاء فمنعهٗ انسان

عن التوضی بوعید قیل ینبغی ان یتیمم ویصلی ثمہ یعید الصلوٰۃ بعد مازال عند ذلک لان ھذا عذ رجاء من قبل العباد فلا یسقط فرض الوضوء کالمحبوس فی السجن اذا وجد التراب الطاھر ولم یجد الماء یتیمم ویصلی فاذا خرج یعید فکذاھذا وفی شرح القدور ی لعلامۃ الزاھدی رحمہُ اللّٰہ بعد مسئلۃ المحبوس فی السجن وکذا الاسیر اذا منعہُ الکفار عن الوضوء والصلوٰۃ یتیمم یؤمی ثم یعید وکذا المقید ثم قال العلامۃ الزاھدی رحمۃ اللّٰہ بخلاف الخائف منھم لان الخوف من اللّٰہ تعالیٰ'' (کفایہ ج۱،ص۱۱۸)

مصنف علیہ الرحمہ نے تجنیس میں اور امام ولوالجی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے وضوع کرنا چاہا مگر کسی دوسرے نے اسے ڈرا دھمکا کر وضوء کرنے سے روک دیا تو وہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے پھر بعد زوال مانع وضوء اور نماز کا اعادہ کرلے کیونکہ یہ عذر بندوں کی طرف سے آیا تو فرض وضوء ساقط نہ ہوگا جیسے قید خانہ میں قیدی جب پاک مٹی پائے اور پانی نہ پائے تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے گا اور قید سے رہائی پانے کے بعد وضوء نماز سب کا اعادہ کریگا۔ اور علامہ زاہدی کی شرح قدوری محبوس (قیدی) کے مسئلہ کے بعد ہے یوں ہی قیدی کو کافروں نے جب وضوع اور نماز سے روک دیا تو وہ تیمم کے بعد اشارہ سے نماز پڑھے گا پھر بعد زوال مانع اعادہ کریگا۔ پھر علامہ زاہدی نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے دشمن کے خوف سے تیمم کرکے نماز پڑھ لی تو وہ خوف کے زائل ہونے کے بعد اعادہ اس لئے نہیں کریگا کہ خوف اللہ کی جانب سے ہے۔ ردالمختار میں ہے۔

''اعلمان المانع من الوضوء ان کان من قبل العباد کا سیر منعہ الکفار من الوضوء ومحبوس فی السجن ومن قیل لہٗ ان توضأت قتلتک جاز لہٗ التیمم ویعید الصلوٰۃ اذازال المانع کذا فی الدر ر والوقایۃ ای واما اذاکان من قبل اللّٰہ تعالیٰ کالمرض فلا یعید'' (ردالمحتار ج۱،ص۱۵۷)

یہ جان لو کہ وضوء سے مانع اگر بندوں کی طرف سے ہو جیسے وہ قیدی جیسے کفار نے وضوء سے روک دیا اور قید خانہ میں مقید شخص یوں ہی وہ شخص جس سے یہ کہا گیا کہ اگر تو نے وضوع کیا تو تجھے قتل کردوں گا تو ان صورتوں میں اس کیلئے تیمم جائز ہے اور مانع زائل ہونے کے بعد نماز کا اعادہ کریگا، اسی طرح درر اور وقایہ میں بھی ہے اور جب عذر اللہ کی جانب سے ہو جیسے مرض تو نماز کا اعادہ واجب نہیں۔

ان تمام فقہی اقتباسات سے جہاں یہ ثابت ہوگیا کہ عذر من جہۃ العباد وعذر من جانب اللہ میں از روئے تاثیر حکم میں فرق ہے وہیں یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عذر کی یہ تقسیم اور اس میں باہم فرق متاخرین کی اختراع اور من گڑھت چیز نہیں ہے جیسا کہ پاکستانی محقق نے اس کا دعویٰ کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''یہاں تو ہم نے اس اعتبار سے گفتگو کی تھی کہ عذر من جانب العباد کی وجہ سے رخصت نہ دینے کا قاعدہ باطل ہے اگر ہم متاخرین کی اس اختراع اور وضع کو تسلیم کرلیں تب بھی ٹرین میں نماز کے دہرائے بغیر جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا'' (شرح صحیح مسلم ج۲،ص۴۰۵)

ظاہر ہے کہ جس کے قائل وقائل علامہ ابن ہمام جیسے محقق ہوں جنہیں علامہ شامی نے درجۂ اجتہاد پر فائز بتایا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”والکمال صاحب الفتح من اھل الترجیح بل من اھل الاجتھاد کما قد مناہ“ (ردالمحتار ج۲، ص۱۷۷) ان کے خلاف نہ تو ہم یہ جرأت و جسارت کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس قسم کی جسارت کو ہم لائق استحسان سمجھ سکتے ہیں ہماری حیثیت بس اتنی سی ہے۔

”اماعلینافاتباع مارحجوہ“

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ بہر حال ثابت ہو گیا کہ عذر کی دو قسمیں ہیں اور ان میں سے ایک قسم یعنی عذر من جہۃ العباد سقوط شرائط نماز میں مؤثر نہیں ہے۔

چلتی ٹرین پر نماز میں عذر منجانب البعاد

جب ٹرین پوری رفتار کے ساتھ چل رہی ہو اور نماز کا وقت نکل رہا ہو تو ٹرین کا نہ رکنا ڈرائیور کی وجہ سے ہے لہذا یہ منع من جانب العباد ہوا جیسے کسی شخص کو وضوء پر قتل کی دھمکی دی گئی تو وضوء سے منع من جہۃ العباد ہوا۔ ٹرین میں استقرار سے مانع ڈرائیور کا ٹرین کو نہ روکنا ہے۔ ٹرین سے چھلانگ لگا کر خود کشی کرنے کا خوف استقرار سے مانع نہیں ہے کیا چلتی ٹرین سے چھلانگ لگا دینے پر ٹرین رک جائے گی؟ کیا استقرار حاصل ہو جائے گا؟ لہذا یہ کہنا۔

”اگر ریل کو چوپایہ پر قیاس کیا جائے تب بھی جان اور مال کی ہلاکت کے عذر کی وجہ سے اس پر فرض نماز جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اور عذر واضح ہے کیونکہ جس وقت ٹرین تقریباً ایک سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہو اور نماز کے پورے وقت میں نہ رکتی ہو ایسے وقت میں ٹرین سے نماز پڑھنے کیلئے اترنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔“

(شرح صحیح مسلم ج۲، ص۳۹۹)

الٹی فکر ہے، کس نے ٹرین سے اتر کر نماز پڑھنے کو ضروری قرار دیا ہے؟ کیا ٹرین کھڑی ہو جائے تو کلیۃً استقرار زمین پر بالواسطہ حاصل نہ ہوگا؟ کیا اس وقت نماز درست نہ ہوگی؟ ہوگی اور یقینا ہوگی۔ بات دراصل یہ ہے کہ جس نے بھی اس قسم کی بات کہی وہ چوپایہ اور ٹرین پر نماز کے فرق کو سمجھ نہ سکے۔ چوپایہ فرض نماز دو وجہ سے درست نہیں (۱) اگر چوپایہ چل رہا ہو (سیر کی حالت میں ہو) تو زمین پر نفس استقرار نہ ہونے کی وجہ سے (۲) اور اگر سیر کی حالت میں نہ ہو تو زمین پر استقرار بالکلیہ نہ ہونے کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ عذر نہ ہونے کی صورت میں چوپایہ پر نماز نہ ہوگی اگر چہ وہ ٹھہرا ہو بلکہ زمین پر اتر کر نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔ چنانچہ بدائع میں ہے۔

”لایجوز اداء الفرض علی الدابۃ مع امکان النزول“

(بدائع وصنائع ج۱، ص۲۹۱)

اس کے برخلاف ٹرین اگر چل رہی ہو تو نماز اس لئے درست نہ ہوگی کہ استقرار نہیں ہے جیسا کہ بدائع میں ہے۔

”لان النسیر مناف للصوٰۃ فی الاصل فلا یسقط اعتبارہٗ الالضروۃ“ (بدائع وصنائع ج۱، ص۲۹۱)

اور اگر ٹرین کھڑی ہوگئی تو نماز اس لئے درست ہو جائے گی کہ استقرار بالکلیہ، بالواسطہ زمین پر حاصل ہے۔ جب ٹرین سے اتر کر نماز پڑھنا ضروری نہیں تو اب منع وعذر صرف ٹرین کے نہ رکنے کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ من جانب العباد ہے من جانب اللہ نہیں لہذا چوپایہ پر قیاس کرتے ہوئے ٹرین سے اترنے کی صورت میں خطرہ کے پیش نظر عذر کو من جانب اللہ قرار دینا انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

عذر من جانب العباد کب ہوتا ہے

عذر من جانب العباد کب ہوتا ہے؟ کیا اس کے تحقیق کی صرف ایک ہی صورت ہے؟ جیسا کہ پاکستانی محقق اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں۔

''عذر من جانب العباد اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص اصل طریقہ پر عبادت کرنے سے ڈرائے اور دھمکائے اور چلتی ہوئی ٹرین سے اتر کر نماز پڑھنے پر چونکہ کسی شخص کی طرف سے ڈرانا یا دھمکانا متحقق نہیں، ہوتا بلکہ مسافر حادثہ اور ہلاکت کے خطرہ اور خوف سے چلتی ہوئی ٹرین سے نہیں اترتا لہٰذا یہ خوف بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس لئے ٹرین پر نماز پڑھنا عذر من اللہ کی وجہ سے ہے عذر من العباد کی وجہ سے اصلاً نہیں۔'' (شرح صحیح مسلم ج ۲، ص ۴۰۶)

یعنی اس قول کے مطابق عذر من العباد صرف ڈرانے اور دھمکانے کی صورت ہی میں متحقق ہوسکتا ہے جبکہ یہ حقیقت کے خلاف اور بے بنیاد بات ہے۔ ہر چیز میں منع وعذر ایک نہیں ہوتا اگر چہ بندہ ہی کی طرف سے کیوں نہ ہوا بھی ابھی فتح القدیر، شامی، کفایہ وغیرہ کے حوالہ سے گذرا کہ محبوس فی السجن کو قید خانہ میں بند کردیا گیا ہو) کو پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا پھر جب قید خانہ سے آزاد ہوجائے تو وضو اور نماز کا اعادہ کریگا۔ اب بتایا جائے کہ اس صورت میں قتل کی وعید کہاں ہے؟ پھر اسے عذر منجانب العباد کیسے مان لیا گیا۔ کیا وہاں بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جیل کی سلاخوں سے سرٹکرا ٹکرا کر جان دے دینے کا خوف اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اور اس خوف کی وجہ سے بلا اعادہ وضوء اور نماز جائز ہوجانا چاہئے۔

بات بالکل واضح اور صاف ہے کہ قیدی قید کئے جانے کی وجہ سے وضو پر قادر نہ ہوسکا لہٰذا وضو سے مانع بندہ ہوا اور یہ عذر من جانب العباد قرار پایا بالکل اسی طرح ٹرین کے نہ رکنے کی وجہ ڈرائیور کا نہ روکنا ہے لہٰذا یہ عذر من جانب العباد ہوا اور حکم اس میں یہ ہے کہ پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے۔

(حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

''چلتی ریلی گاڑی جو مسلسل کئی گھنٹہ'' چلتی ہے اس میں ریل سے اترنے کی نوبت کب آئے گی؟ اور جب یہ نوبت نہ آئے گی تو مال گنوانے یا جان جانے کا خوف کیوں کر متحقق ہوگا؟ (رسالہ چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا حکم ص ۲۷)

ٹرین پر نماز کشتی یا چوپایہ پر نماز کی طرح نہیں

نہیں۔ ٹرین پر نماز نہ کشتی پر نماز کی طرح ہے اور نہ ہی چوپایہ پر نماز کی طرح اور نہ ہی کسی فقیہہ نے ٹرین پر نماز کو ان دونوں میں سے کسی پر قیاس کیا ہے لہذا یہ لکھنا ''ریل کو کشتی پر قیاس کر کے ہم گفتگو کر چکے اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر ریل کو چوپایہ پر بھی قیاس کیا جائے تب بھی جان ومال کی ہلاکت کے عذر کی وجہ سے اس پر فرض نماز جائز ہے''۔ (شرح صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۹۹)

اپنی طرف سے محض ایک فرضی تصویر پیش کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ ٹرین زمین پر چلتی ہے جبکہ کشتی پانی پر۔ چوپایہ رک بھی جائے تو اس پر بلا عذر فرض نماز درست نہیں جبکہ ٹرین رک جائے تو اس پر نماز بلا عذر بھی درست ہے لہذا ان میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس کئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ زمین پر استقرار بالکلیہ شرط صحت نماز ہے اور جس طرح چلتی ٹرین میں استقرار زمین پر نہیں اسی طرح چوپائے پر

نماز پڑھنے کی صورت میں بھی استقرار بالکلیہ زمین پر نہیں ہے خواہ سواری چل رہی ہو یا کھڑی ہو اور اسی بات کو تمام فقہاء نے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے۔

''وفی الظهيرية واذا صلیّ علی الدابة فی محمل وهو يقدر علی النزول لايجوز لهٗ ان يصلی علی الدابة ازاكانت الدابة واقفة الاان يكون المحمل علیٰ عيدان علی الارض اما الصلوة علی العجلة ان كان طرف العجلة علی الدابة وهی تسيراولا تسير فهی صلوٰة علی الدابة تجوز فی حالة العذر ولا تجوز فی غير حالة العذر وان لم يكن طرف العجلة علی الدابة جاز وهو بمنزلة الصلوٰة علی السريرانتهیٰ وهٰذاكلهٗ فی الفرض'' (البحر الرائق ج ۲، ص ۱۱۵)

یہ ظہیریہ میں ہے کہ جب کسی نے چوپایہ پر کجاوہ میں نماز پڑھی حالانکہ وہ زمین میں اترنے کی قدرت رکھتا تھا تو چوپایہ پر نماز اس وقت بھی درست نہیں جبکہ وہ ٹھہرا ہو۔ ہاں کجا وہ ایسی لکڑی پر ہو جو زمین پر ٹکی ہو تو نماز درست ہوجائے گی۔ لیکن گاڑی پر نماز جبکہ گاڑی کا کوئی حصہ چوپایہ پر رکھا ہو خواہ چوپایہ چل رہا ہو یا ٹھہرا ہو، چوپایہ پر نماز کی طرح ہے عذر کی حالت میں جائز ہے، بلا عذر جائز نہیں۔ اور اگر گاڑی کا کوئی حصہ چوپایہ پر نہ رکھا ہو تو جائز ہے اور یہ تخت پر نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ یہ سب احکام فرض نماز کے ہیں۔ اور بعینہ یہ بات الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ بدائع، فتح القدیر، کفایہ، رد المحتار وغیرہ میں بھی مذکور ہے جس سے صاف واضح ہے کہ چوپایہ پر نماز کے مسئلہ پر ٹرین پر نماز کے مسئلہ کا قیاس قطعاً نہیں کیا گیا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ اس مقام پر صاف اور واضح انداز میں لکھتے ہیں۔

''بتایا جائے کہ ریل کی ایجاد سے لیکر اب تک کس عالم فقیہہ اور مفتی نے ٹرین کو رکب برّی کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیا کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب کی ادائیگی درست ہے؟ یا کسی نے یہ فرمایا کہ عذر سماوی کے تحقق کے بغیر استقرار علی الارض اور اتحاد مکان کی شرطو کے فقدان کے باوجود چلتی ٹرین پر نماز جائز ہے اعادہ کی حاجت نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو ثبوت پیش کیا جائے اور اگر جواب نفی میں ہو تو تسلیم کیا جائے کہ اصل اجماعی (کہ منہ من جہتہ العباد تغیر حکم میں مؤثر نہیں) پر جو حکم متفرع ہو وہ بھی اجماعی ہے۔''

(رسالہ چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا حکم ص ۳۷)

اسی طرح کشتی کے مسئلہ پر بھی اس کا قیاس نہیں کیا گیا ہے کہ کشتی جب بھی رکے گی پانی ہی پر رکے گی زمین پر نہیں تو اس کا روکنا نہ روکنا ردکفایہ روکنا دونوں برابر۔ یہی وجہ ہے کہ کشتی بیچ دریا میں نہ ہو بلکہ کنارہ لگی ہو اور یہ شخص اتر کر نماز پڑھ سکتا ہے تو کشتی پر نماز جائز نہیں۔ چنانچہ بدائع میں ہے۔

''وان كانت مربوطة غير مستقرة علی الارض فان امكنه الخروج منهالا تجوزُ الصلوٰة فيها قاعداً لانها اذا لم تكن مستقرة علی الارض فهی بمنزلة الدابة ولا يجوز اداء الفرض علی الدابة مع امكان النزول كذاهذا'' (بدائع الصنائع ج ا ص ۲۹۱)

اس کے برخلاف ٹرین جب بھی روکی جائے گی وہ زمین ہی پر رکے گی اور مثل تخت ہوجائے گی اور اس پر نماز

درست ہوگی لہذا ان دونوں مسئلوں کو ایک قرار دیکر ایک کا دوسرے پر قیاس کرنا عقلاً نقلاً ہر طرح غلط ہے۔

چلتی ٹرین پر پڑھی گئی نماز کا اعادہ باب عبادت میں احتیاط کا یہی تقاضہ:

جو علماء چلتی ٹرین پر صحت نماز کے قائل نہیں ہیں وہ یہ نہیں فرماتے کہ وقت نکلتا دیکھے تو بیٹھا رہ جائے بلکہ وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ وقت کے احترام کے پیش نظر نماز پڑھ لے اور بعد میں اعادہ کرے جیسا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا اور صدر الشریعہ علامہ مجد علی مصنف بہار شریعت اور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ ایسا قطعاً نہیں کہ یہ حضرات چلتی ٹرین پر نماز پڑھنے والوں کو روکتے ہوں جن کی وجہ سے انہیں نماز اور ذکر الٰہی روکنے والا کہا جائے۔ لہذا پاکستانی محقق کا یہ لکھنا ''اس دوران اگر مسافر نماز نہ پڑھیں تو فرض کے تارک قرار پائیں گے اور ان کو نماز سے روکنے والا'' **أريت الذى ينهىٰ عبداً اذا صلّى**'' کی وعید میں داخل ہونے کے خطرہ میں ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۹۸)

بے حد خطرناک ہے۔ آخر کس فقیہہ نے چلتی ٹرین پر نماز پڑھنے سے روکا ہے؟ وہ بھی عین نماز پڑھنے کی حالت میں؟ چلتی ٹرین پر نماز کے صحیح نہ ہونے کا حکم بتانا اور ہے اور نماز سے روکنا شئی دیگر ہے۔ سورج طلوع ہوتے وقت نماز پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ حدیث شریف میں نہیں وممانعت وارد ہے تو معاذ اللہ کیا یہ کہا جائے گا کہ اس حدیث شریف میں نماز سے روکا گیا ہے اور معاذ اللہ کیا روکنے والا ''**أرأيت الخ**'' کی وعید میں داخل ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ اس مسئلہ کو بیان کرنے میں ذرہ برابر علم و دیانت کے تقاضہ کو پورا کیا گیا ہے۔

شمس الائمہ حلوانی سے پوچھا گیا کہ عوام کاہلی وسستی کی بنیاد پر فجر کی نماز طلوع شمس کے وقت پڑھتے ہیں، کیا ہم انہیں اس سے روکیں؟ فرمایا نہیں، اس لئے کہ اگر انہیں روکا جائے گا تو وہ مطلقاً چھوڑ دیں گے۔ اور ایسے وقت میں چونکہ محدثین کے نزدیک نماز درست ہوجاتی ہے اس لئے عوام کا اس طرح نماز پڑھ لینا کہ کسی کے نزدیک درست ہوجائے، مطلقاً چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ اس موقع پر علامہ شامی نے فرمایا کہ صرف روکا نہ جائے گا یہ مطلب نہیں کہ عدم صحت کا حکم ہی نہیں لگایا جائے گا۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

''**افادان المستثنىٰ المنع لا الحكم لعدم الصحة**'' (ردالمختار ج ۱، ص ۲۴۸)

یہی تو وجہ ہے کہ امیر المؤمنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بعد نماز عید نفل پڑھتے تدیکھا۔ (حالانکہ بعد عید نوافل مکروہ ہیں) کسی نے عرض کیا، آپ ایسے وقت میں نماز سے کیوں نہیں روکتے؟ جواباً ارشاد فرمایا کیا میں روک کر اس وعید میں داخل ہوجاؤں جسکا ذکر اس آیت ''**أرأئت الذى ينهىٰ الخ**''میں ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسے وقت میں نماز پڑھنے کو میں مکروہ نہیں قرار دیتا ورنہ وعید میں داخل ہوجاؤں گا۔ بلکہ غور وفکر سے کام لیجئے تو بات واضح ہوکر سامنے آجائے گی کہ احتیاط اسی میں ہے جو مجدد اعظم، صدر الشریعہ اور تاج الشریعہ کے فتاویٰ میں ہے۔ یعنی وقت نکلتا دیکھے تو پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے کہ اگر عند اللہ چلتی ٹرین پر نماز نہ ہوئی تو اعادہ صلوٰۃ کے ذریعہ بالیقین وہ بریٔ الذمہ

ہوجائے گا۔ اس کے برخلاف پاکستانی محقق کے قول میں ذرہ برابر احتیاط سے کام نہیں لیا گیا ہے جبکہ بات عبادت میں احتیاط ہی پرعمل اولیٰ ہے جس کی بے شمار نظیریں فقہی مسائل میں موجود ہیں

نماز خوف میں عذر من جانب العباد یا من جانب اللہ

صلوٰۃ خوف میں جب کہ بندے کی طرف سے وعید وغیرہ ہوتو عذر من جانب العباد ہے من جانب اللہ نہیں اور اس حالت میں پڑھی گئی نماز کا اعادہ بعد زوال مانع ضروری ہوگا البتہ عذر اگر من جانب اللہ ہوتو اعادہ لازم نہیں ہے اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(اولاً) اس باب میں فقہاء کا اختلاف رہا ہے کہ دشمن کا خوف من جانب اللہ ہے یا من جانب العباد۔ صاحب معراج اول کی طرف گئے اور صاحب نہایہ ثانی کی طرف۔ پھر علامہ نجیم مصری نے یہ کہکر دونوں میں تطبیق دی کہ صاحب معراج کی مراد وہ خوف ہے جس میں بندے کی طرف سے وعید نہ ہو اور صاحب نہایہ کی مراد وہ خوف ہے جس میں بندے کی طرف سے کوئی وعید ہو۔ لہذا پہلا من جانب اللہ ہے اور اس میں اعادہ نہیں اور دوسرا من جانب العباد ہے اور اس میں اعادہ لازم ہے۔ ردالمختار میں ہے۔

"ثم اعلم انه اختلف فی الخوف من العدو هل هو من اللّٰه تعالیٰ فلا اعادة او من العبد فتجب ذهب فی المعراج الیٰ الاول وفی النهاية الیٰ الثانی ووفق فی البحر بحملالثانی علیٰ ما اذا حصل وعید من العبد نشأ من الخوف فکان من قبل العباد وحمل الاول علیٰ ما اذا یحصل ذلک اصلاً بل حصل خوف من فکان من قبلالله تعالیٰ عن مباشرة السبب وان کان الکل منه تعالیٰ خلقا وارادة قال ثم رأیت فی الحلیة صرح بمافهمة واقرة فی النهر وغیرة" (ردالمحتار [illegible])

اس سے ثابت ہوا کہ جن فقہاء نے خوف کی وجہ سے پڑھی گئی نماز کا اعادہ لازم نہیں کیا ان کی مراد وہ خوف ہے جس میں بندے کی طرف سے وعید نہ ہو جیسا کہ علامہ شامی نے خود وضاحت کردی ہے۔ لہذا ان فقہی عبارتوں کو جن میں مطلقاً عدم ارادہ صلوٰۃ کا حکم ہے۔ "**هذا اطلاق فی موضع التقیید**" کے قبل سے نماز کرنا چاہئے۔ "**وکم له من نظیر**" جبکہ پاکستانی محقق نے اطلاق والی عبارتوں کو نقل کر کے اپنا تاثر پیش کردیا اور تقیید والی عبارتوں سے صرف نظر کر گئے جو تقاضۂ تحقیق کے خلاف ہے۔

(ثانیاً) دشمن کا صرف خوف ہو اسکی طرف سے کوئی وعید وغیرہ نہ ہوتو یہ عذر من قبل العباد نہیں بلکہ من قبل اللہ ہے کہ دشمن کا خوف دل میں خود بخود (بلا کسی سبب ظاہر ہے) پیدا ہوجاتا اللہ ہی کی جانب سے ہے من جانب العباد قطعاً و یقیناً نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ اس کے برخلاف اگر بندے کی طرف سے وعید کی وجہ سے خوف ہوتو چونکہ مخوِف (ڈرانے والا) ظاہری طور پر بندہ ہے لہذا یہ عذر من جانب العباد قرار پائے گا۔ اسی باریک فرق کی طرف فقہاء نے اپنے کلام میں اشارہ کیا ہے۔ مگر حیرت ہے ہمی پاکستانی محقق پر کہ اتنی ڈھیر ساری کتابوں کی عبارتیں اور حوالے نقل کرنے کے بعد بھی وہ فرق واضح نہیں کر پا رہے ہیں اور الٹے سیدھے مصنف بہار شریعت پر الزام دھر رہے ہیں کہ ان کے

بیان کئے ہوئے قاعدہ کی اصل کتاب وسنت اور ہمارے ائمہ کے اقوال میں نہیں ہے۔کیا وہ فقہی جزئیات جن میں قتل کی دھمکی کے ساتھ وضوء کی ممانعت کے باوجود بعد زوال مانع اعادہ کا ذکر ہے اس قاعدہ کی اصل اور سند نہیں ہے۔

(**ثالثاً**) قرآن مجید میں خوف کی حالت میں جس رخصت کا ذکر ہے اس میں ''**فان خفتم**'' کا لفظ آیا ہے جس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ دل میں خود بخود (بلا کسی سبب ظاہر کے) دشمن کا خوف پیدا ہو تو اس وقت رخصت ہے لیکن اگر دشمن کی طرف سے ڈرانے اور دھمکانے (وہ بھی خاص وضو اور نماز کیلئے) کی وجہ سے یہ خوف پیدا ہو تو اس صورت میں بھی اس معنی کر رخصت حاصل ہے اور چلتے پھرتے پڑھی گئی نماز کا اعادہ لازم وضروری نہیں ہے۔ یہ بات ابھی تشنۂ تحقیق ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں ''**ان خفتم**'' ہے ''**ان خوّفتم**'' نہیں۔ اور دونوں میں جو واضح فرق ہے وہ اہل علم ونظر سے مخفی نہیں ہے۔

(**رابعاً**) یہ پہلے ہی واضح کر دیا گیا کہ دل میں خود بخود دشمن کا خوف ہو تو یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ لیکن اگر دشمن کے ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے ہو تو یہ بندہ کی طرف سے ہے۔ لہذا وہ خوف جو خود بخود دل میں ہوا سے عذر منجانب العباد قرار دینا یا تو اس لئے ہے کہ اس باریک فرق کو یکسر نظر انداز کیا جارہا ہے جو فقہاء نے اس باب میں بیان کیا ہے۔ یا۔ پھر اس لئے ہے کہ ذہن اس باریکی کو قبول کرنے کیلئے تیار وآمادہ نہیں ہو پارہا ہے جیسا کہ پاکستانی محقق کی تحریر سے ظاہر ہے وہ رقمطراز ہیں۔

''میدان جنگ میں کفار کے خوف سے جب مسلمان پیادہ یا سوار نماز پڑھیں گے تو یہ عذر من جہۃ العباد (مخلوق کی وجہ سے) ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ خوف کو شروع فرمایا اور اعادہ لازم نہیں فرمایا۔'' (شرح صحیح مسلم ج ۲، ص ۴۰۲)

یہاں جس کا خوف دل میں ہو وہ تو بندے ہی ہیں لیکن چونکہ اللہ کی جانب سے ہوا بندہ کی طرف سے کوئی ظاہری تخویف نہیں پائی گئی، اس لئے یہ عذر من قبل اللہ ہوا، عذر من جانب العباد نہیں۔ حضرت تاج الشریعہ رقمطراز ہیں۔

''ریل کا روکنا بندوں کے اختیار میں ہے تو رکی ہوئی ریل پر نماز پڑھنا اس اعتبار سے ممکن ہے اس سے مانع وہ خوف نہیں جو بندے کے دل میں اللہ نے براہ راست ڈالا بلکہ وہ خوف ہے جو اس کے دل میں بندے کی وعید سے پیدا ہوا دونوں خوفوں میں فرق ہے اور ایک عذر سماوی ہے مانع من جانب اللہ ہے۔ دوسرا عذر مکتسب ہے بالفاظ دیگر مانع من جہۃ العبد ہے دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، پھر مختلف کو مختلف پر قیاس کرنا کیا معنیٰ؟ (رسالہ چلتی ٹرین پر نماز کا حکم ص ۲۷، ۲۸)

الحاصل! ان تمام ابحاث کی روشنی میں ہم یہ کہنے اور لکھنے میں حق بجانب ہیں کہ چلتی ٹرین پر نماز کی عدم صحت اور بعد زوال مانع، اعادہ کے سلسلہ میں مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ اور مصنف بہار شریعت علامہ امجد علی اور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمہ کے فتاویٰ بے غبار اور حق وصداقت پر مبنی ہیں اور ان کے خلاف پاکستانی محقق کی تحقیق ناقص غور وفکر کی پیداوار ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور ان کی بے مثال شخصیت

مولانا محمد رحمت علی تیغی قادری مصباحی، کولکاتا

فخر ازہر، فخر خاندان، فخر ملت، فخر مسلک، جامع معقولات و منقولات، وارث علوم اعلیٰ حضرت، امین معارف سرکار مفتی اعظم ہند، یادگار حجۃ الاسلام، جگر گوشہ مفسر قرآن، نائب رسول اعظم، مظہر غوث اعظم، مقبول زمانہ، محقق عصر، فقیہ زمن، مفتی بے بدل، افقہ الفقہا، اعلم العلما، اکبر المشائخ، مرجع الخلائق، شیخ اکبر، پیر بے نظیر، روشن ضمیر، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں نوری رضوی قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمتہ الرضوان متولد ۱۹۴۳ء متوفی ۲۰۱۸ کی ذات ستودہ صفات آج پوری دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کو اللہ پاک نے وہ مقبولیت عطا فرمائی جس کی مثال ماضی کی تاریخ میں دور دور تک نہیں ملتی۔ آپ کا وجود سراپا جود جہاں بھی جلوہ فرما ہوتا دیوانوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ خواہ ایر پورٹ ہو، خواہ ریلوے پلیٹ فارم۔ جلسہ گاہ ہو یا قیام گاہ، ہر جگہ پروانہ وار لوگ جمع ہو جاتے۔ ابھی ۲۲ رجولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۸ر ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بروز اتوار بریلی شریف کی سرزمین پر اسلامیہ انٹر کالج میں آپ کی نماز جنازہ ہوئی اس موقع پر انسانوں کی جتنی بھیڑ اکٹھا ہوئی آج تک کسی کے جنازے میں اپنے ہوں غیر کبھی نہیں ہوئی۔ بڑے سے بڑے بزرگ کے جنازے میں ایک دو ملک کے لوگ بمشکل شریک ہو پاتے ہیں لیکن واہ رے تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ کی نماز جنازہ میں ترسٹھ ۶۳ ممالک کے لوگوں نے شرکت کی۔ عوام تو عوام لاکھوں کی تعداد میں علماء و مشائخ جنازہ میں موجود تھے۔ وصال کی خبر پھیلتے ہی بلا تفریق مشرب، اہلسنت و جماعت کے تمام مدارس اور خانقاہوں اور انجمنوں میں تعزیتی جلسوں کا انعقاد ہونا شروع ہوا جس کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ اہلسنت و جماعت کے علاوہ غیر فرقہ کے لوگوں نے بھی الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر تعزیتی کلمات نشر کئے۔ اور آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان نظر آئے۔ آپ کی حیات طیبہ میں جو لوگ آپ کی عظمت و بزرگی کے معترف نہیں تھے ان کو بھی دیکھا گیا اور سنا گیا کہتے ہوئے کہ حضور تاج الشریعہ کی ذات اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تھی۔ آپ نے حق بیانی میں کبھی کسی کی رعایت نہیں کی۔ آپ کا وجود سراپا جود اہلسنت کے لیے ایک عظیم پناہ گاہ اور بھاری بھرکم قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی بھی نزاعی اور اختلافی مسئلہ میں آپ کا قول حرف آخر اور قول فیصل ہوتا تھا۔ تمام علوم متداولہ میں درک کامل رکھتے تھے۔ خاص کر فقہ میں آپ کا بڑا اونچا مقام تھا۔ مشکل سے مشکل مسائل کو بڑی آسانی کے ساتھ حل فرما دیتے تھے۔ آپ کے فتووں میں حوالوں کا انبار موجود ہے۔ آپ کی تصنیفات میں اعلیٰ درجے کی تحقیق کا عنصر پایا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر مسائل میں آپ نے احتیاطی صورت کو ترجیح دی ہے شرعی اصول و قوانین کی پابندی میں کبھی آپ نے لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کی اور نہ کبھی آپ

اس بات کے خواہاں رہے کہ کوئی آپ کی تعریف کرے اور اعلیٰ القاب سے پکارے۔ خاکساری اور انکساری آپ کے رگ و پے میں رچی بسی تھی۔ کلام اعلیٰ حضرت اور کبھی خود اپنا کلام بہت خوبصورت لب ولہجہ، حسین اور اچھوتے انداز و آواز میں گنگناتے۔ آپ کا سینہ عشق رسالت سے لبریز اور عقیدت غوث اعظم سے مالا مال تھا۔ آپ کی ذات قدسی صفات میں اتنی جاذبیت اور کشش تھی کہ اللہ اکبر۔ ہر ملک اور شہر کے سنی اور بریلوی لوگ آپ سے تاریخ لینے کے لیے ہمیشہ تمنائی اور آرزومند رہتے قسمت سے اگر تاریخ مل گئی تو پھر ان کی عید ہو جاتی اور حضرت کا قدم اگر پہنچ گیا تو عید بالائے عید ہو جاتی۔ ایک مرتبہ الحمد للہ تلچلہ کی پیغام رضا کانفرنس میں بھی حضرت کی تشریف آوری ہوئی نوری مسجد تلچلہ کے پاس ہی ہادی حسین رضوی صاحب کے گھر میں حضرت کا قیام تھا بہت دیر تک حضرت کے ساتھ رہنے کا موقع ملا تھا ہادی صاحب اور ان کے صاحبزادے وہیں اپنے گھر میں مرید ہوئے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے جبکہ مریدین کی تعداد کروڑوں کو چھوتی ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں آپ کے مریدین ہیں الحمد للہ آپ کی ذات میں اعلیٰ درجے کی علمی وجاہت تھی۔ جس جلسہ، محفل یا سیمینار میں تشریف رکھتے صدر مجلس اور میر کارواں ہی رہتے۔ شریعت وسنت اور نماز و دیگر فرائض کی پابندی میں نمونہ اسلاف تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ٹرین چھوڑ دینا تو گوارا فرمایا لیکن نماز چھوٹ جائے آپ نے گوارا نہیں فرمایا۔

بقول مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنیوی صاحب، پورنیہ کے ایک پروگرام میں حضور مفتی اعظم ہند کی تشریف آوری ہوئی اس پروگرام میں حضور تاج الشریعہ کو بھی تشریف لانا تھا مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ ہو کر پورنیہ تشریف لے آئے اور سرکار تاج الشریعہ مقررہ تاریخ کی صبح میں کوہائی میل سے کشن گنج پہنچنے والے تھے۔ استقبال کے لیے سیکڑوں علماء وعوام ٹرین آنے کے وقت سے پہلے ہی اسٹیشن پر پہنچ گئے ٹرین آئی دوسرے لوگ ٹرین سے اترے لیکن تاج الشریعہ کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ لوگ حیران و پریشان ہیں کہ آخر تاج الشریعہ کہاں رک گئے ٹرین کے مسافروں نے پلیٹ فارم پر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر پوچھا کہ آپ لوگ کس کا انتظار کر رہے ہیں اور کس کو کھوج رہے ہیں بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے لیکن ان کا تو پتہ ہی نہیں چل رہا ہے مسافرین نے بتایا کہ مظفر پور اسٹیشن پر سورج ڈوبنے کے بعد ٹرین پہنچی تو دیکھا کہ ایک بزرگ جن کی کی شکل وصورت ایسی ایسی تھی ٹرین سے اترے اور نماز پڑھنا شروع کر دیا ابھی وہ نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ٹرین کھل گئی اور وہ وہیں رہ گئے۔ یہ ان کا سامان ہے آپ لوگ لے لیجئے لوگوں نے سامان اتار لیا۔ اور حضور تاج الشریعہ ٹرین بدل کر شام کو کشن گنج پہنچے سبحان اللہ یہ ہے حضور تاج الشریعہ کی پابندی نماز کا عالم۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر بہت سے کافر مسلمان ہو جاتے تھے، وہابی سنی بن جاتے تھے، بد دین خوش دین بن جاتے تھے، اور بد عقیدہ خوش عقیدہ ہو جاتے تھے۔ اس کی زندہ مثال ہمارے تلچلہ روڈ کولکاتا کے انور حسین رضوی صاحب تھے۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ ان کا پورا گھرانہ جماعتی تھا۔ خود بھی جماعت میں جایا کرتے۔ غالباً ۱۹۸۵ یا ۱۹۸۶ میں کل ہند رضوی کانفرس پارک سرکس میدان

کولکاتا میں بہت ہی شان وہاں کے ساتھ ہوئی تھی۔ خانوادہ رضویہ کے اکثر وبیشتر علما تشریف لائے تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی سرپرستی میں جلسہ ہوا تھا۔ اس جلسے میں جہاں بہت سے لوگ مرید ہوئے وہیں انور حسین بھی حضور تاج الشریعہ کے چہرے کی نورانیت کو دیکھ کر بے قابو ہو گئے۔ وہابیت سے توبہ کرلی۔ اور حضور تاج الشریعہ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ کل تک وہ تبلیغ میں جایا کرتے تھے۔ سنیوں کے خلاف آواز کستے تھے۔ مذاق اڑاتے تھے۔ لیکن حضور تاج الشریعہ کے چہرے کو دیکھنے کے بعد مرید ہو کر ایسے متصلب رضوی ہو گئے کہ اپنے تمام بال وبچوں کو سلسلہ عالیہ رضویہ میں مرید کروادیا۔ اور تازندگی وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے خلاف سینہ سپر رہے۔ اور رضویت وبریلویت کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مشغول ومصروف رہے۔ کولکاتا میں توپسیا سے پہلے چار نمبر پل کے پاس ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ بنام پیغام رضا کانفرنس منعقد کیا جس میں حضور تاج الشریعہ بھی تشریف لایے۔ انور حسین رضوی مرحوم جہاں سنت کے بڑے علمبردار تھے وہیں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمتہ والرضوان کے زلف گرہ گیر کے سچے اسیر بھی تھے۔ ان کے دل میں بلا کی محبت تھی حضور تاج الشریعہ کی۔ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۷ر ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب بریلی شریف میں حضور تاج الشریعہ کا وصال ہوا۔ وصال کی خبر سن کر انور حسین رضوی غم سے نڈھال ہو گئے۔ پیر کی جدائی کی تاب نہ لا کر یہ کہتے ہوے کہ میرا پیر اب دنیا میں نہیں رہا۔ میرا پیر اب دنیا میں نہیں رہا، اسی دن رات کے ۱۲ بجے انہوں نے دم توڑ دیا اور واصل بحق ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون سبحان اللہ، بے شک تاج الشریعہ علیہ الرحمتہ والرضوان ایک بے مثال پیر تھے ان کے بہت سے مرید بھی الحمد للہ بے مثال تھے اور ہیں۔ انور حسین رضوی مرحوم کی وصیت تھی کے میری نماز جنازہ کولکاتا میں موجود رہنے پر (مفتی) محمد رحمت علی تیغی قادری مصباحی پڑھائینگے اگر یہ موجود نہیں ہوں تو کوئی دوسرا پڑھائے گا۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ جس شیخ کامل پیر بے نظیر روشن ضمیر کی محبت میں انہوں نے اپنی جان قربان کیا انہیں کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے فقیر بذریعہ ہوائی جہاز وایا دہلی بریلی کے لئے روانہ ہو چکا تھا۔ اس لئے میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھانے سے قاصر رہا۔ البتہ مجھ سے اجازت لیکر میرے مدرسہ کہ ایک استاذ حافظ محمد صابر صاحب سے ان کے وارثین نے نماز جنازہ پڑھوائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اسیر تاج الشریعہ جناب محمد انور حسین رضوی کولکتوی مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ ان کی قبر پر رحمتوں کی برسات فرمائے اور سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمتہ والرضوان کے درجات ومراتب میں روز فزوں ترقیاں عطا فرمائے۔ اور ان کے وسیلہ سے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ہر طرح کی بلاوں، آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے...... آمین ....

جانشین مفتی اعظم ہند
تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ
کا سانحۂ ارتحال

مولینا مبارک حسین مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور

۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء کو ہم عزیز المساجد میں مغرب کی نماز ادا کر کے اپنی قیام گاہ پر آئے، طبیعت میں قدرے بے سکونی تھی، چند منٹ کے بعد بریلی شریف سے محب گرامی وقار الحاج ابرار احمد ایڈوکیٹ کی بیل آئی، ہم نے سلام کے بعد خیریت دریافت کی تو انھوں نے قدرے اضمحلال کے ساتھ ارشاد فرمایا: ”حضور تاج الشریعہ ابھی بعد نمازِ مغرب وصال فرما گئے“۔ ہم نے کلمۂ استرجاع پڑھنے کے بعد پھر عرض کیا، کیا واقعی ان کا وصال ہو گیا؟ ہاں مولانا، وصال کے بعد جیسے ہی ہمارے پاس فون آیا سب سے پہلے ہم نے آپ کے پاس کال کی، یہ ایک عظیم سانحہ تھا، ایسے مواقع پر صبر و شکر اور ایصالِ ثواب ہی غم و اندوہ کو دور کرنے کا ایک راستہ ہے۔ ہم نے اسی وقت شہزادۂ عزیز ملت حضرت مولانا شاہ محمد نعیم الدین عزیزی کو یہ الم ناک خبر سنائی، انھوں نے بھی چند لفظوں میں اپنے غم کا اظہار فرمایا، اس کے بعد ڈاکٹر فہیم عزیزی اور حضرت مفتی زاہد علی سلامی دام ظلہ العالی کو یہ الم ناک خبر سنائی، پھر ہم نے محترم جناب پرویز انجینئر صاحب سے بریلی شریف اور جامعہ منظرِ اسلام بریلی شریف کے صدر المدرسین حضرت مولانا محمد عاقل رضوی دام ظلہ العالی سے مزید رابطے کیے، اس کے بعد مسلسل موبائل پر مصروف رہا۔ عام طور پر بیش تر مقامات سے اس حادثہ فاجعہ کی تصدیق چاہتے تھے، ہم ہر ایک کو یہ افسوس ناک خبر دیتے رہے۔

عشا کی نماز کے بعد باضابطہ عزیز المساجد میں قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کیا گیا، بعد نمازِ فجر اور پھر ۸ر بجے صبح کو بھی قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کیا گیا، یہ خبریں ملک کے مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں اور اس شمارے میں بھی چند تعزیتی خبریں شاملِ اشاعت ہیں۔ لگ بھگ ۱۵۰ر طلبہ تو اسی شب غریب نواز ایکس پریس سے نکل گئے، قریب ایک درجن بسیں اور متعدد فور ویلر بھی گئیں۔ اساتذۂ اشرفیہ بھی بڑی تعداد میں شریکِ جنازہ ہوئے، خاص طور پر شہزادۂ حضور حافظِ ملت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ اور صدر المدرسین سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ، دو یوم کی جامعہ اشرفیہ میں تعطیل کر دی گئی، ہر طرف غم و اندوہ کا ماحول تھا۔

یہ ایک سچائی ہے کہ کم از کم ہماری نگاہوں نے آج تک کسی کی نمازِ جنازہ میں اتنا کثیر شیدائیوں کا ہجوم شوق نہیں دیکھا، بلا شبہہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی نمازِ جنازہ میں کثیر مجمع تھا، اس وقت بھی شیدائیوں کا ایک ریکارڈ تھا، اس کے بعد سے بریلی شریف میں ۲۲ر جولائی کو دلوں کو ہلا دینے والا جو منظر دیکھا اس نے بھی دل و دماغ کو بے پناہ متاثر کیا، یقیناً قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول ترین ولیِ کامل تھے۔ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ عشقِ رسول ﷺ سے سرشار رہتا تھا، انھوں نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس تحقیق اور فتویٰ نویسی، رشد و ہدایت اور دعوت و تبلیغ میں گزاری، ان کا دائرۂ فکر و عمل صرف برصغیر تک ہی محدود نہیں تھا، بلکہ محسوس دنیا کے بیش تر ممالک تک پھیلا ہوا تھا۔ انھیں فخرِ ازہر ایوارڈ بھی ملا اور خانۂ کعبہ کے معزز مہمان ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے نام ور شہزادے جانشینِ حضور تاج الشریعہ عظیم مرشد و خطیب حضرت مولانا شاہ محمد عسجد رضا رضوی دام ظلہ العالی نے پڑھائی، آپ کی شخصیت میں بھی کثیر اوصاف موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل مقبولیت و خدمت کے ہفت آسماں طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بلا شبہہ آپ آج مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سچے داعی اور بلند بانگ ترجمان ہیں۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد برصغیر کے مختلف علاقوں اور کثیر ممالک میں صفِ ماتم بچھ گئی، آپ کی برکت و کرامت ہے کہ جہانِ اہل سنت میں اتحاد کی لہر دوڑ گئی، ترکی، شام، مصر، دبئی، کویت، سعودیہ عربیہ، ساؤتھ افریقہ، ماریشش، لبنان، نیپال، انگلینڈ، ہالینڈ، امریکہ،

انڈونیشیا، پاکستان، بنگلہ دیش، ڈربن، ہرارے، جنوبی کوریا اور تھائی لینڈ وغیرہ ممالک میں عقیدت واحترام سے یاد کیا گیا، یہ ایک طویل فہرست ہے۔ اس وقت ہم بات کریں گے ہندو پاک کی چند خانقاہوں، درس گاہوں اور عظیم تحریکوں کی، خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری کی مقدس درگاہ، خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، خانقاہ غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی، خانقاہ قادریہ بدایوں شریف، خانقاہ قادریہ نقش بندیہ حضوریہ سریا شریف، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، ضلع بستی اور دیگر تمام مدارس اہل سنت، عالم اسلام کی غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کراچی اور اس کی ہزاروں شاخوں کی، سنی دعوتِ اسلامی ممبئی اور اس کی تمام شاخوں کی۔ اخبارات سے معلوم ہوا کہ آپ کے وصالِ پرملال پر دارالعلوم دیوبند اور دیوبند کی درس گاہوں اور اس سے متعلق ملک کے دیگر لوگوں کی، حاصل یہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد سے الیکٹرانک ذرائع سے منظوم مناقب بھی سیکڑوں لکھے گئے، اسی طرح کثیر تعداد میں آپ کی کرامات بھی پیش کی جارہی ہیں۔ اس وقت ہمیں یہ شعر یاد آرہا ہے۔

مرے جنازے پہ رونے والو فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں، غمِ نبی میں لباسِ ہستی بدل گیا ہے

اب اپنے چند مشاھدات:

بریلی شریف ہم سب سے پہلے کب حاضر ہوئے یہ تو ہمیں یاد نہیں، مگر اتنا یقین ہے کہ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کی نمازِ جنازہ میں ۱۹۸۱ء میں شرکت کا شرف حاصل ہوا تھا، شاید یہی ہماری اولین حاضری تھی، اس وقت ہم حفظ وقراءت کے بعد اعدادیہ یا اولیٰ میں پڑھتے تھے، اس وقت ہماری معلومات کا دائرہ بھی محدود تھا، ان دنوں سنبھل کے ایک معروف مفتی محمد حسین مناظر اہل سنت علیہ الرحمہ کے بڑے صاحب زادے حضرت علامہ مناظر حسین علیہ الرحمہ منظرِ اسلام میں ایک بڑے استاذ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے۔ ہم چند طلبہ حضرت مفتی ارشاد احمد اشرفی مصباحی کی معیت میں بریلی شریف حاضر ہوئے تھے، حضرت مفتی ارشاد احمد مدظلہ العالی، حضرت علامہ مناظر حسین علیہ الرحمہ کے تلمیذ تھے، ہم انھیں کے ساتھ حضرت علامہ مناظر حسین کی درس گاہ میں تھے۔ ان کی درس گاہ منظرِ اسلام کی بالائی منزل پر کارنر پر تھی، یعنی خانقاہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشیں مرشدِ اہل سنت حضرت علامہ سبحان رضا رضوی (حضرت سبحانی میاں) دامت برکاتہم القدسیہ کی نشست گاہ کے ٹھیک سامنے۔

ہم نے بہت سے مناظر حضرت کی درس گاہ سے دیکھے، نمازِ جنازہ میں شرکت کا شرف حاصل کیا اور پھر حضرت کے چہلم شریف میں بھی حاضری کی سعادت حاصل کی، اسی موقع پر شاید حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس کے بعد ہم مسلسل بریلی شریف حاضر ہوتے رہے۔

۱۹۸۵ء میں ہم جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے، غور وفکر اور مطالعہ ومشاہدہ کے مزید راستے کھلے۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا میں ہمیں عرس امام احمد رضا محدث بریلوی کے موقع پر اجلاسِ عام میں باضابطہ اعلان کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد ہمیں باضابطہ خلافت نامہ سے بھی نوازا گیا۔ اسی موقع پر جامعہ اشرفیہ کے استاذ مفتی حضرت مفتی محمد معراج القادری دامت برکاتہم العالیہ کو بھی خلافت سے سرفراز کیا گیا۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہمیں خوب نوازتے تھے، ایک بار ہم نے اطلاع کرائی کہ فلاں تاریخ میں حاضرِ بارگاہ ہو کر شرفِ نیاز حاصل کریں گے۔ ہم نے اپنے وطن شاہ آباد ضلع رام پور سے حاضر ہونے میں بالقصد تاخیر کی کہ شاید صبح صبح حضرت سے ملاقات کرنا درست نہیں۔ کچھ تاخیر سے جب ہم نے ہاتھ چوم کر شرفِ نیاز حاصل کیا تو حضرت نے فرمایا: ہم تو صبح ہی سے منتظر تھے، آپ نے تاخیر کردی، اس وقت ہم نے کیا جواب دیا یہ تو بروقت ہمیں یاد نہیں آرہا ہے، مگر حضرت نے اس وقت بھی بڑی مفید باتیں ارشاد فرمائیں۔ ہم نے اس موقع پر حضور کی خدمت میں عرض کیا، حضور! پڑھنے کے لیے کوئی وظیفہ عنایت فرمادیجیے، حضور نے حسب ذیل درود شریف پڑھنے کا حکم دیا:

اللہ رب محمد صلیٰ علیہ وسلم ☆ نحن عباد محمد صلیٰ علیہ وسلم

کئی بار حضرت نے ہم سے ارشاد فرمایا: اعلیٰ حضرت کے عرس کے موقع پر دو ایک روز قبل آجایا کرو۔ عرس کے موقع پر جامعۃ الرضا کے اسٹیج پر متعدد بار بیان کرنے کا شرف حاصل کیا اور دو ایک بار مختصر نظامت کرنے کا شرف بھی حاصل کیا اور اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے اسٹیج پر تو متعدد بار بیان کرنے کا نیاز حاصل کیا۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے کثیر جلسوں میں شرفِ نیاز حاصل ہوتا رہا، ایک بار مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن، بڑا چاند گنج لکھنؤ میں حضرت تاج الشریعہ کو بڑے اہتمام سے مدعو کیا گیا تھا، ان کے ساتھ ان کے محبین اور معتقدین بھی تھے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سربراہِ اعلیٰ عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی دامت برکاتہم العالیہ بھی تھے، بفضلہ تعالیٰ ہمیں بھی بلایا گیا تھا، ہم لوگ جامعہ حنفیہ ضیاء القرآن میں نیچے والے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، سب موجودہ حضرات نے حضرت سے شرفِ نیاز حاصل کیا، پھر حضرت تاج الشریعہ نے ہمیں اپنے قریب بلایا، حضرت تخت پر جلوہ گر تھے، ہم حضرت سے متصل فرش پر بیٹھ گئے، حضرت نے فرمایا عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر دو ایک روز قبل آجایا کرو، وہاں آپ کی ضرورت ہوتی ہے، اسی کے ساتھ اور بھی بہت کچھ فرمایا، ہم سر جھکائے جی حضور، جی حضور کہتے رہے۔ یہ حضرت کی بے پناہ شفقت تھی جو ہر موقع پر فرماتے تھے اور زبانِ اقدس سے خوب دعائیں دیتے تھے۔

ایک بار ہم کرلا ممبئی میں موجود تھے، وہاں معلوم ہوا کہ حضرت تاج الشریعہ بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، حسنِ اتفاق، حضرت جس عقیدت مند کی قیام پر شام کے طعام کے لیے مدعو تھے۔ اسی مجلس میں ہمیں بھی دعوت ملی، خیر وقت پر ہم پہنچے تو حضرت جلوہ گر ہو گئے تھے، ہم نے سلام عرض کیا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا تو حضرت نے ہمیں حکم دیا، آئیے! ہمارے قریب بیٹھ جائیے، حکم کے مطابق ہم داہنی جانب دو زانو مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور بائیں جانب حضرت کے ایک داماد محترم جلوہ گر تھے، بروقت ہمیں ان کا اسم گرامی یاد نہیں آرہا ہے، موجودین میں سے ایک صاحب نے مسکراتے ہوئے اس پر تبصرہ بھی فرمایا، جس پر حضرت بھی اپنی شانِ کریمانہ کے مطابق مسکرائے اور دیگر حضرات نے بھی خاموش تبسم فرمایا۔ اس موقع پر بھی حضرت نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں اور رخصت ہوتے وقت خوب خوب دعاؤں سے نوازا۔

حضرت تاج الشریعہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور تو مسلسل تشریف لاتے تھے، ہم نے ان کی اعراس کے موقع پر بھی زیارت اور خدمت کی اور فقہی سیمیناروں پر بھی ان سے ملاقاتوں کا شرف حاصل کیا۔ ہم نے بہت سے مواقع پر مسائل پر تکلم فرماتے ہوئے بھی دیکھا، ان کی کچھ باتیں اس وقت بھی ہمارے حافظے میں محفوظ ہیں، مگر اس مختصر تحریر میں ان کی گنجائش نہیں۔ ایک بار ہم اور دیگر حضرات حضور حافظِ ملت کے مزارِ اقدس پر حضور تاج الشریعہ کو فاتحہ پڑھوانے کے لیے لے جا رہے تھے، اس موقع پر حضرت نے دریافت فرمایا تھا کہ جامعہ اشرفیہ کی زمین کتنی ہے؟ ہم نے اس وقت کی زمین کے بارے میں حضرت سے عرض کر دیا۔

ایک بار ہم نے حضور تاج الشریعہ کی زیارت محلہ دیپا سرائے سنبھل میں کی تھی، یہ اجمل العلما حضرت علامہ شاہ مفتی اجمل شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس کا موقع تھا، اسی سال عرس کے موقع پر "فتاویٰ اجملیہ" کی رسم اجرا ہونا تھی، ان فتاویٰ کو بریلی شریف کے نام ور عالم دین حضرت علامہ محمد حنیف رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے مرتب فرمایا تھا، اس عرس میں اہلِ سنت و جماعت کی متعدد نام ور شخصیات مدعو تھیں۔ اجمل العلما کے شہزادے حضرت علامہ مفتی محمد اختصاص الدین اجملی علیہ الرحمہ نے ہمیں بھی مدعو کیا تھا، شب کے اجلاس میں زبردست مجمع تھا، خیر حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے، یہ کوئی ۱۱ر سے ۱۲ر تک وقت رہا ہوگا۔ حضرت نے "فتاویٰ اجملیہ" کی رسم اجرا فرمائی، اپنے دل کش لہجے میں نعت شریف پیش فرمائی اور کچھ دیر خطاب فرمایا اور حضرت کے خطاب کے بعد اجلاس ختم ہو گیا۔ ہمارا بیان دن میں مدرسہ اجمل العلوم کے قریب ایک مسجد میں ہوا۔ بیان کے بعد دیپا سرائے سنبھل کے ماسٹر معراج احمد مرحوم نے فرمایا تھا کہ مولانا! ایسا بیان ہم نے ۲۰ر یا ۲۵ر سال کے بعد سنا ہے۔ ان کا نام ہم نے اس لیے ذکر کیا کہ وہ سنبھل میں سیاسی اور سماجی طور پر بڑی اہمیت رکھتے تھے۔

ولادت اور تعلیم و تربیت:

حضرت تاج الشریعہ کی ولادت باسعادت ۱۴ر ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ / ۲۳ر نومبر ۱۹۴۲ء میں ہوئی [پاس پورٹ کے لحاظ سے یکم فروری ۱۹۴۳ء/ ۲۵ر محرم الحرام ۱۳۶۲ھ ہے] "محمد" نام پر عقیقہ ہوا۔ والدِ گرامی کا نام مفسرِ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں تھا، اس

لیے آپ کا نام "محمد اسماعیل رضا" رکھا گیا اور عرفی نام "محمد اختر رضا" تھا۔ عرفی نام سے ہی آپ کی شہرت و مقبولیت ہوئی۔ آپ اختر تخلص فرماتے تھے۔ آپ امام احمد رضا محدث بریلوی کے حقیقی پرپوتے یعنی محمد اختر رضا بن حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا بن حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا بن امام احمد رضا قدس اسرارہم۔ اسی طرح آپ تاج دارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند کے حقیقی نواسے تھے اور مفتی اعظم ہند امام احمد رضا محدث بریلوی کے شہزادے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضور مفتی اعظم ہند کی شہزادی تھیں، پیدائش کے بعد سرکار مفتی اعظم ہند نے آپ سے بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا اور اپنی مقدس انگلی سے اپنا لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور بہت سی دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

چار سال، چار ماہ، چار دن کی عمر میں والدِ گرامی نے رسم بسم اللہ خوانی کی مجلس کا انعقاد کیا، متعدد حضرات موجود تھے، سرکار مفتی اعظم ہند نے تسمیہ خوانی کرائی اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔ ناظرہ قرآن عظیم والدہ ماجدہ نے خود مکمل کرایا۔ والدہ ماجدہ باضابطہ تعلیم یافتہ تھیں، ان کے چند مضامین ماہ نامہ اعلیٰ حضرت اور ماہ نامہ سنی دنیا بریلی شریف میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ والد ماجد قدس سرہ العزیز نے اردو کی چند کتابیں پڑھائیں۔

۱۹۵۲ء میں فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں داخل ہوئے، آٹھویں کلاس تک باضابطہ عصری تعلیم حاصل فرمائی، اس کے بعد دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں داخلہ ہوا۔ اکابر اساتذۂ کرام کی زیرِ تعلیم رہ کر آپ نے اعلیٰ نمبروں سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

دار العلوم منظرِ اسلام میں آپ کی طالب علمی کے دور میں عربی ادب کے ذمہ دار استاذ حضرت مولانا عبد التواب مصری خدمات انجام دے رہے تھے، وہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ صبح کو ہر روز اردو، ہندی اور انگریزی کے اخبارات کی اہم خبریں عربی میں سناتے، عہد طالب علمی میں یہ آپ کی زبانوں پر دسترس کی ایک جھلک تھی۔

۱۹۶۳ء میں آپ جامع ازہر، قاہرہ، مصر تشریف لے گئے، وہاں "کلیۃ اصول الدین" میں آپ کا داخلہ ہوا، اس میں تفسیر و احادیث کا تین سالہ بی۔ اے۔ کا کورس مکمل فرمایا۔ وہاں آپ نے جید اساتذہ سے دونوں علوم میں مہارت حاصل فرمائی۔ تحریری امتحانات کے ساتھ معلوماتِ عامہ کا ایک امتحان تقریری ہوا، ممتحن نے ایک سوال علم کلام کا کیا، دیگر طلبہ تو جواب دینے سے قاصر رہے، بعد میں ممتحن صاحب نے وہی سوال آپ سے دوہرایا، آپ نے بہت سکون سے عربی میں اس کا جواب دیا۔ جواب سن کر ممتحن نے حیرت کا اظہار کیا اور وہ کہنے لگے کہ آپ نے تو یہاں حدیث و تفسیر کے علوم پڑھے ہیں، ہم نے آپ سے علم کلام کا سوال کیا، آپ نے اتنی سنجیدگی سے یہ جواب کیسے دیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہم نے علم کلام مدرسہ منظرِ اسلام بریلی شریف میں پڑھا تھا، ممتحن نے خوش ہو کر سب سے زیادہ نمبر آپ کو دیے۔ حضرت تاج الشریعہ نے ۱۳۸۶ھ ۱۹۹۶ء میں اپنی تعلیم مکمل فرمائی۔ وہاں اس وقت مصر کے صدر کرنل جمال عبد الناصر نے تمغۂ ایوارڈ اور بی۔ اے۔ کی سند پیش کی۔

جب آپ واپسی میں بریلی شریف کے اسٹیشن پہنچنے والے تھے تو مختلف مقامات سے شیدائیوں کا ایک جم غفیر موجود تھا، حضور مفتی اعظم ہند کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی بھی تھے، وہ کہتے ہیں کہ:

"آپ (حضور تاج الشریعہ) سے ملنے کے لیے حضرت مفتی اعظم ہند خود بنفس نفیس تشریف لے گئے اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی، آپ اترے تو سب سے پہلے حضرت (مفتی اعظم ہند) نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے، بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ماشاء اللہ۔" (حیاتِ تاج الشریعہ، ص: ۲۴)

آپ کے اساتذہ میں سے چند حسب ذیل علمائے کرام اور مشائخ عظام ہیں:

(۱) حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ (۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں علیہ الرحمہ (۳) حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری، شیخ الحدیث دار العلوم منظرِ اسلام (۴) محترمہ والدہ ماجدہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم علیہا الرحمہ (۵) حضرت مولانا حافظ محمد انعام اللہ خاں تسنیم حامدی بریلی (۶) حضرت مولانا شیخ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر، جامع ازہر مصر (۷) حضرت مولانا شیخ عبد الغفار، استاذ الحدیث جامع ازہر مصر (۸) حضرت مولانا عبد التواب مصری شیخ الادب منظرِ اسلام، بریلی (۹) صدر العلما حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ، بریلی (۱۰) حضرت مولانا محمد احمد جہانگیر اعظمی، استاذ و مفتی منظرِ اسلام، بریلی۔

درس وتدریس:

۱۹۶۷ء میں آپ نے دار العلوم منظر اسلام میں تدریس کا آغاز فرمایا۔ ۱۹۷۸ء میں آپ صدر المدرسین کی حیثیت سے منتخب ہوئے۔ منظر اسلام کا دار الافتا بھی آپ کے سپرد کیا گیا۔ قریب ۱۹۸۰ء میں اپنی کثیر مصروفیات کی وجہ سے اس ادارے سے مستعفی ہوگئے۔ ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند کا وصال پر ملال ہوگیا، اس کے بعد فتویٰ نویسی اور دیگر مصروفیات مزید بڑھ گئیں۔ آپ نے "مرکزی دار الافتا" بریلی شریف میں قائم فرمایا بفضلہ تعالیٰ مفتیانِ عظام کی ایک ٹیم کی شکل میں یہ آج بھی روز افزوں ہے۔ آپ نے اس کے بعد بھی تدریس وتصنیف، تعریب وترجمہ اور فتویٰ نویسی کی خدمات مسلسل جاری رکھیں۔

چند سال بعد آپ نے اپنے دولت کدے پر درسِ قرآن کا سلسلہ جاری فرمایا۔ قرآنی علم وعرفان سے طلبہ اور علما وفضلا نے استفادہ فرمایا، مرکزی دار الافتا میں تربیت یافتگان کو بھی حدیث وفقہ کی منتہی کتابوں کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا، نیز ملک اور دیگر ممالک میں بخاری شریف کا افتتاح اور ختم بخاری شریف کے سلسلے جاری رہے۔

فتویٰ نویسی:

حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز نے ایک بار ارشاد فرمایا: "اختر میاں، اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دے گی، اب تم [فتویٰ نویسی کے] کام انجام دو، میں [دار الافتا] تمھارے سپرد کرتا ہوں، پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا: آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں، انھیں میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔" (حیات تاج الشریعہ، ص:۱۷، ۱۸)

حضرت تاج الشریعہ نے سب سے پہلا فتویٰ ۱۹۶۶ء میں تحریر فرمایا، نکاح، طلاق اور میراث کے چند مسائل پر مشتمل، تھا یہ استفتا مدینہ منورہ سے آیا تھا۔ پہلے یہ فتویٰ حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ کو دکھایا، انھوں نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: اب حضرت مفتی اعظم ہند کو بھی دکھا دیجیے، حضرت مفتی اعظم ہند نے ملاحظہ فرمایا تو دلائل وبراہین سے آراستہ فتویٰ دیکھ کر خوب مسرت کا اظہار فرمایا، اس کے بعد اس رخ سے بھی حضرت ناناجان کی توجہ آپ کی جانب مزید بڑھ گئی۔ فتویٰ نویسی میں حضور مفتی اعظم ہند آپ کے خصوصی مربی ہیں۔ مفتی اعظم ہند کے وصال پر ملال کے بعد حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان مرجع فتویٰ ہوگئے۔ جہانِ سنیت میں آپ کے فتاویٰ سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ تین زبانوں میں فتاویٰ تحریر فرماتے تھے، عربی، اردو اور انگریزی میں، انگریزی میں پہلا فتویٰ ۷ر محرم الحرام ۱۴۱۲ھ/ ۲۰ر جولائی ۱۹۹۱ء میں تحریر فرمایا، یہ استفتا الحاج ہارون قادری رضوی، لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ نے ارسال کیا تھا، موضوع تھا "دار الاسلام اور دار الحرب میں مسلم وکافر ذمی کا شرعی حکم"۔ ڈربن (ساؤتھ افریقہ) سے آپ کے انگریزی فتاویٰ کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

مرکزی دار الافتا بریلی شریف میں جو فتاویٰ لکھے جاتے ہیں، آپ اہم مسائل کو سماعت فرماکر ان پر تصدیق بھی فرماتے تھے۔ آپ ازہری گیسٹ ہاؤس کے ہال میں بھی مغرب تا عشاء جلوہ گر ہوکر سوالات کے جوابات دیتے تھے، اسی طرح آپ عام طور پر نماز مغرب یا نماز عشا کے بعد کسی مسجد میں بیٹھ کر سوالات کے جوابات عنایت فرماتے تھے۔ اسی طرح رات ۹ر بجے سے ساڑھے دس بجے تک دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات بھی عنایت فرماتے تھے۔

اب تک آپ کے فتاویٰ کی پانچ جلدیں مرتب ہو چکی ہیں، نام ہے "المواھب الرضویہ فی الفتاویٰ الازھریہ" المعروف بہ "فتاویٰ تاج الشریعہ"۔

ہم نے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی زیارت مجلس شرعی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے متعدد سیمیناروں میں کی ہے۔ حضرت باں فضل وکمال جلوہ گر ہوتے تو لگتا کوئی علم کا تاج دار جلوہ گر ہے، دیگر مفتیانِ کرام بھی بہت غور وفکر کے بعد ہی زبان کھولتے، مجلس شرعی کے فیصل بورڈ کے بھی آپ ہی سب سے بڑے ذمہ دار تھے۔ مزید برآں حضرت تاج الشریعہ نے شرعی کونسل آف انڈیا بھی قائم فرمائی، جس کے اہتمام میں سالانہ جدید فقہی مسائل کے حل کے لیے فقہی سیمینار منعقد ہوتے رہے۔ ان شاء اللہ اس کا سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

امامت وخطابت:

حضور تاج الشریعہ علم وفضل اور تقویٰ وپرہیزگاری کی بلندیوں پر فائز ہونے کے ساتھ نماز باجماعت کے بھی سخت پابند تھے، والد گرامی

حضور جیلانی میاں قدس سرہ العزیز نے آپ کو رضا جامع مسجد کی امامت و خطابت سپرد فرمادی تھی۔ حضرت مفتیِ اعظم ہند بھی آپ کی اقتدا میں نم[...]
ادا فرماتے، اسفار میں بھی حضور آپ ہی کو امامت کا حکم عطا فرماتے، جامع ازہر، مصر سے واپسی کے بعد بھی آپ منظرِ اسلام میں تدریس کے ساتھ
رضا جامع مسجد میں امامت فرماتے رہے۔ منظرِ اسلام سے مستعفی ہونے کے بعد آپ چند سال ملک پور متصل محلہ کنگراں کی ایک مسجد میں امامت
کے فرائض انجام دینے لگے، بعد میں اس کا نام "ازہری مسجد" رکھا گیا، اس کے بعد پھر رضا جامع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے
لگے۔ کثرتِ مصروفیت اور بیرونی اسفار کی وجہ سے ناغہ ہونے لگا مگر اس کے بعد جب بھی بریلی شریف میں قیام پذیر ہوتے پابندی سے نماز
پڑھاتے، خاص طور پر جمعہ کی نماز میں بریلی شریف ہی میں رہنے کی زیادہ کوشش فرماتے تھے۔ اسی طرح اپنے خاندانی بزرگوں کے بعد محلہ باقر گنج
میں بریلی شریف کی عید گاہ میں پابندی سے عیدین کی نمازیں پڑھاتے تھے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کے خطابات چار زبانوں میں ہوتے تھے، اردو، عربی، فارسی اور انگریزی، نیز ہندی، میمنی، مراٹھی، گجراتی،
پنجابی، بنگالی اور بھوجپوری وغیرہ زبانیں بھی سمجھتے اور بولتے تھے۔

عقد مسنون:

جامع ازہر مصر سے واپسی کے دو سال بعد شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ / ۳؍ نومبر ۱۹۶۸ء میں آپ کا عقد مسنون ہوا، آپ کے ساتھ رشتہ
ازدواج میں منسلک ہونے والی محترمہ "سلیم فاطمہ" عرف "اچھی بی" بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ محترمہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی
علیہ الرحمۃ کی سب سے چھوٹی دختر نیک اختر ہیں۔ آپ دین و سنیت کی پاس دار اور داخلی اور خارجی مسائل پر گہری نگاہ رکھنے والی ہیں۔ حضرت تاج
الشریعہ کے ایک فرزند ارجمند اور پانچ صاحب زادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ صاحب زادہ
والا تبار جانشینِ تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ محمد عسجد رضا خاں رضوی دام ظلہ العالی بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ آپ دینی اور عصری مسائل پر
گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ ضلع بریلی شریف کے قاضی ہیں، مرکزی دار القضا کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ شرعی کونسل آف انڈیا کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ مرکز الدراسات
الاسلامیہ جامعۃ الرضا ایک وسیع اور عظیم مرکزی ادارہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ اس کے بانی اور سرپرستِ اعلیٰ تھے، آپ اس کے بھی ناظم اعلیٰ
ہیں۔ اسی طرح امام احمد رضا ٹرسٹ کے آپ چیئرمین ہیں۔ آپ دینی مسائل پر اہم خطابات فرماتے ہیں۔ اب حضور تاج الشریعہ کے وصال پر
ملال کے بعد آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں، اکابر خانوادۂ رضویہ کے فیوض و برکات آپ پر پہلے ہی سے ہیں۔ اب آپ پر ان کی نگاہِ کرم
مزید بڑھ جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بیعت و خلافت:

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ولادت کے وقت ہی سے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ بھی نیک
سیرت، بلند اخلاق اور زہد و ورع میں اپنی مثال آپ تھے۔ عبادت و ریاضت اور سنت و شریعت کے سخت پابند تھے، سچی بات یہ ہے کہ آپ کے
معمولات دیکھ کر ناظرین شریعت کے عملی مفاہیم سمجھتے تھے۔ آپ اپنوں کے لیے پیار و محبت کا ساون تھے اور دشمنانِ دین کے لیے شمشیر برہنہ۔
آپ کی صورت ہی آپ کے زاہدانہ کردار و عمل کی گواہی دیتی تھی، آپ سے بہت سی کرامات کا صدور بھی ہوا، مگر آپ کی سب سے بڑی کرامت
استقامت علی الدین تھی، ایک بندۂ مومن اگر شریعت و طریقت کے مسائل کا پابند ہو جائے تو یہ اس کی سب سے بڑی بزرگی اور تقویٰ شعاری
ہے۔ آپ فرائض و واجبات کے ساتھ سنن و نوافل کے بھی سخت پابند تھے اور اس میں سفر و حضر کا کوئی فرق نہیں تھا۔ زمانہ آپ کے چہرۂ انور کی
زیارت کرنے کے لیے بے چین و مضطرب رہتا تھا، نہ جانے کون سی طاقت آپ کی آمد سے قبل دلوں کو آپ کی جانب متوجہ کر دیتی تھی کہ آمد
سے قبل ہی ہزاروں اور لاکھوں کے مجمعے جمع ہو جاتے تھے۔ یہ چیزیں صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی ان کی شہرت و
مقبولیت کا یہی عالم تھا۔ اب ہم ذیل میں آپ کے مشائخ طریقت کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہ نے ۸؍ شعبان ۱۳۸۱ھ / ۱۵؍ جنوری ۱۹۶۲ء کو حضرت مولانا ساجد علی خاں بریلوی کو حکم دیا کہ صبح ۸ بجے گھر پر
محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا جائے، اس محفل میں اکابر اہل سنت اور عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کا کثیر مجمع جمع ہو گیا۔ منظرِ اسلام کے تمام طلبہ

اور اساتذہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ میلاد شریف کے بعد حضور مفتی اعظم ہند نے حضرت تاج الشریعہ کو اپنے قریب بلایا، ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے مقدس ہاتھوں میں لیا اور تمام سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ نقش بندیہ اور تمام سلاسل احادیث بالاولیت کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور تمام اوراد و وظائف، اعمال واشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر، تعویذات وغیرہ کی اجازت عطا فرمائی۔

۱۵ر نومبر ۱۹۸۴ء، مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں حضرت احسن العلما مرشد طریقت حضرت سید حسن میاں قادری برکاتی قدس سرہ نے بڑے محبت بھرے انداز سے حضرت تاج الشریعہ کا تعارف فرمایا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہے۔" اس کے بعد تاج الشریعہ کی دستار بندی فرمائی اور نذر پیش فرمائی۔

دیگر چند مشائخ طریقت نے بھی جمیع سلاسل کی خلافتوں سے سرفراز فرمایا۔ خاص طور پر والد ماجد حضرت مفسر اعظم ہند نے بھی قبل فراغت ہی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جانشین مقرر فرمایا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مریدین و اور خلفا دنیا کے متعدد مقامات میں کروروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کے فیوض و برکات کا سلسلہ اس سے بھی زیادہ جاری فرمائے۔ آمین۔

زیارتِ حرمین شریفین:

حضرت تاج الشریعہ ایک سچے ولی کامل اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں چھ بار حج وزیارت کا شرف حاصل فرمایا اور عمرے توکثیر فرمائے۔

دوسرا حج وزیارت کا مقدس سفر آپ نے ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۶ء میں فرمایا، اس سفر میں حضرت کی اہلیہ محترمہ دام ظلہا العالی بھی شریک سفر تھیں۔ عرفات سے واپسی کے بعد رات کے وقت مکہ معظمہ میں قیام گاہ سے آپ کو گرفتار کیا گیا، گیارہ دن آپ کو جیل میں رکھا اور مدینہ منورہ کی حاضری کے بغیر آپ کو واپس انڈیا بھیج دیا گیا۔ مکہ معظمہ میں گرفتاری کی ایک طویل تفصیل ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ حضرت کی گرفتاری پر ہند اور بیرون ہند جہانِ سنیت سراپا احتجاج بن گیا تھا۔ ورلڈ اسلامک مشن نے یورپ میں بھی زبردست احتجاج کیا۔ حضرت نے واپسی پر ممبئی کے عظیم الشان احتجاجی اجلاس میں جو بیان فرمایا اس کا ایک حصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:

"مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں، میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا: تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں۔ اسی لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنھیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی اس وجہ سے میں نماز علاحدہ پڑھتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں، پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا: وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی آئی ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں، میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ، قهر الدیان، السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ "بریلوی" کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم "اہل سنت وجماعت" ہیں۔

مختلف ممالک میں زبردست احتجاجات ہوئے، عالمی تحریکوں کے ذمہ داروں نے سعودی عرب کے ذمہ داروں سے ملاقاتیں کیں اور میمورنڈم پیش کیے۔ ۲۱ رمئی ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عربیہ نے آپ کو زیارتِ مدینہ منورہ اور عمرہ کے لیے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا ہے اور ہم آپ سے گذشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

حضرت ۲۴ رمئی ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائیٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔ سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دے دی تھی۔ سعودی سفیر مسٹر فواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دل چسپی لی۔ مولانا ازہری عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہو کر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔ دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین نے پر جوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔

فتاویٰ، تصانیف اور تراجم:

تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز اپنی تمام روحانی اور اخلاقی اقدار کے ساتھ بلند پایہ قلم کار بھی تھے، مختلف موضوعات پر لکھنے میں بھی آپ اپنی ایک منفرد مثال رکھتے تھے۔ اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں باضابطہ معیاری فتاویٰ اور مضامین لکھنے کی صلاحیتوں سے آراستہ تھے۔ زبان و بیان، فکر و فن اور فصیح اسلوبِ بیان رکھتے تھے۔ دراصل ہر موضوع اپنے اندر زورِ بیان کے ساتھ فنی گہرائی کا متقاضی بھی ہوتا ہے، حدیث و تفسیر پر کامل مہارت کے ساتھ آپ فقہی جزئیات پر بھی ہمہ وقت گہری نگاہ رکھتے تھے۔ جدید و قدیم مسائل پر گہری بصیرت کے حامل تھے۔ آپ نثر نگاری کے ساتھ شعر و سخن میں حمد، نعت اور منقبت نگاری میں بھی گراں قدر فنی صلاحیتوں سے لبریز تھے۔ لب و لہجہ کا بانکپن، اسلوب و انداز کی دلکشی، شعری نغمگی ان کے اشعار کی امتیازی خصوصیت ہے۔ "سفینۂ بخشش" اور "نغماتِ اختر" آپ کو دو مطبوعہ مجموعے ہیں، مزید برآں غیر مرتب کلام بھی ہیں۔

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تاریخ و سیر وغیرہ علوم و فنون پر انتہائی وقیع ساٹھ سے زیادہ کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ فتویٰ نویسی اور جدید مسائل فقہیہ کا حل آپ کا خاص موضوع رہا ہے۔ پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل "المواھب الرضویہ فی الفتاویٰ الازھریہ" بنام "فتاویٰ تاج الشریعہ" باضابطہ مرتب ہو چکی ہے، چند جلدیں چھپ بھی چکی ہیں۔ دیگر موضوعات پر بھی آپ گہری نگاہ اور اپنے موضوعات کے بصیرت افروز حل ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ اردو، عربی اور انگریزی تین زبانوں میں آپ کی کتابیں ہیں۔ ان میں ایک قابلِ ذکر تعداد امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی کتابوں کے تراجم بھی ہیں جنھیں آپ نے اردو سے عربی میں اور عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کرنا کسی کتاب لکھنے کی طرح مشکل ترین فن ہے، اس میں دونوں زبانوں پر یکساں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے بدمذہبوں کی تردید میں بھی گراں قدر سرمایہ چھوڑا ہے، خانقاہ رضویہ کے مشائخ اور قلم کاروں کا یہ ایک مستقل موضوع ہے، اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے عصری مسائل پر بھی اپنے قلم کا گراں قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ اردو، عربی اور انگریزی اور فارسی میں لکھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے، ابھی آپ کا ایک بڑا علمی اور فقہی سرمایہ غیر مرتب ہے۔ اسی طرح کتابوں کے حواشی بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ بخاری شریف پر آپ کی تعلیقات مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے شائع ہو چکے ہیں۔

آخری بات:

قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان بڑی خوابیوں کے حامل تھے، وہ اپنے علم و عمل اور تفقہ و تدین میں دور دور تک اپنی مثال آپ تھے۔ وہ اپنے چہرے، بشرے، انداز حیات اور سیرت و کردار کی بلندی میں سنیت کی ایک شناخت اور اپنے آباو اجداد کی زندہ کرامت تھے۔ وہ اب دنیا سے رخصت ہو گئے مگر اپنی خدمات کا وسیع سرمایہ چھوڑ گئے۔ ان کے فیوض و برکات کا ہمہ گیر روحانی اور علمی سلسلہ بھی ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ انھیں جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے، ان کے پس ماندگان کو صبر و شکر کی توفیق خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆☆☆

تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار

مولینا ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجد پٹنہ، بہار

خانوادۂ بریلی اپنے علمی وجاہت، فقیہانہ کروفر، اور عارفانہ جلال وجمال کے سبب ہر دور میں ممتاز اور یکتائے روزگار رہا، فقہ تصوف اور ادب میں اس خانوادہ کی خدمات کا کوئی بدل شاید ہی کہیں ملے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بعد حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان، مفسر اعظم ہند مولانا شاہ ابراہیم رضا خاں، اور تاج الشریعہ مولانا شاہ اختر رضا خان ازہری میاں قبلہ نے جس طرح گلستان علم وفن کی آبیاری، چمنستان شعروسخن کی سرسبزوشادابی اور میکدۂ عرفان کو آباد رکھنے میں خون جگر صرف کیا ہے اسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

ہمارے عہد کے مردیگانہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری کو پروردگار عالم نے جن خوبیوں کا حامل بنایا ہے اس کی نظیر کہیں اور نظر نہیں آتی آپ علم وفن میں یگانہ، تصوف ومعرفت میں یکتا، خلق وکرم میں ممتاز اور پیروئے سنت میں امام اعظم ہیں، عالم شباب سے عمر کی اس منزل تک اپنے ہر عمل میں رضائے الٰہی کی طلب نے اس مرتبہ کمال تک پہنچا دیا ہے کہ آج ہر آنکھ آپ کی دید کی طالب، ہر دل محبت کیش آپ کا تمنائی اور ہر صالح ذہن فرد آپ کا شیدائی ہے، عالمی سطح پر ابھی جو مقبولیت آپ کی ہے اس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ خلق خدا کے دل میں آپ کی محبت ڈال دی گئی ہے اور یہ یقیناً اللہ کے ولی کی پہچان ہے۔

تاج الشریعہ کی حیات وخدمات کی متنوع جہتیں ہیں اور ہر جہت ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے، چند سطروں میں اسے بیان کرنا ساحل دریا کی سیر کے سوا کچھ نہیں مگر عشق وعرفان کے دریا میں جسے ڈوبنے کا حوصلہ نہ ہو اس کے لئے ساحل کی سیر بھی ”توفیق ایزدی“ ہے اس تناظر میں چند ضروری گزارشات حاضر خدمت ہیں۔

آج بڑے لخلخہ سے تکفیری مہم، تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت“ کے الفاظ رسائل وجرائد اور سوشل میڈیا پہ اچھالے جارہے ہیں، مقصود انتشار کے آزار سے امت مسلمہ کو بچانا نہیں بلکہ اپنے اندر کے بخار اور دوسرے کی مقبولیت سے اپنی پسند کا پابند بنانا چاہتے ہیں اور طبیعت کو شریعت پر غلبہ دینا جن کا مقصود ہے۔ یہ ہنگامہ مختلف حلقوں سے اسی طرح کیا جارہا ہے جس طرح انگریزوں نے افواہ پھیلا کر ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کر دی تھی، انہیں اگر اپنی تاریخ معلوم ہوتی، اپنے گھر کے بزرگوں کے احوال معلوم ہوتے اور عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رچی گئی سازش کا علم ہوتا تو وہ اپنے محسن کے خلاف زبان کھولنے کے بجائے ان کا درد سمجھتے، ان کے مشن کا حصہ بنتے، اور اسلام وسنیت کو بدعقیدگی مداہنت اور صلح کلیت سے محفوظ رکھنے میں ان کی معاونت کرتے۔ مگر جماعتی بغاوت کا جنون، خانقاہی چشمک، خاندانی تعصب اور معاصرانہ منفی رویہ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے۔ یہ نہ حق سن سکتے ہیں

اور نہ اسے قبول کر سکتے ہیں۔ ایسے میں تاج الشریعہ کی حقیقت اور ان کے محاسبانہ روش کو سمجھنا کیسے ممکن ہے

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

ہمارے بعض کرم فرماؤں نے حقائق سے آنکھیں موند کر جس طرح اکابر کی کردار کشی کو بطور مہم اپنا رکھا ہے اس کے نتائج کتنے بھیانک ہوں گے اس کا اندازہ انہیں اس وقت ہوگا جب حضور تاج الشریعہ کے سایۂ کرم سے محروم ہو جائیں گے، انہوں نے یہ دیکھا کہ تاج الشریعہ نے کسی معروف خطیب کے خلاف شرعی محاسبہ کیا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ اس شرعی محاسبہ کے اسباب کیا ہیں؟ بعض سنی تنظیموں کے خلاف تاج الشریعہ کی برہمی دیکھی مگر ان تنظیموں کی قابل گرفت حرکتیں نہیں دیکھیں، بعض اہل خانقاہ سے ان کا اعراض دیکھا مگر ان صاحبان جبہ و دستار کی غیر صوفیانہ روش نہیں دیکھی، ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف ان کا سخت احتجاج اور مجاہدانہ کردار دیکھا مگر طاہر القادری کے پردے میں چھپے دین کے غاصب کو نہیں دیکھا۔ ان تمام سانحات کی تفصیل مختلف کتابوں میں بھری پڑی ہے انہیں دیکھے بغیر علمی و شرعی گرفت کرنے والے کے خلاف واویلا مچانا کہاں کی دانش مندی ہے؟ چور کا ہاتھ کاٹنے والا مجرم مگر چوری کرنے والا متقی؟ سنگساری کا حکم دینے والا مجرم مگر مرتکب زنا مظلوم؟ دین کے باغیوں کی گرفت کرنے والا مجرم مگر دین سے کھلواڑ کرنے والا محبوب؟ کیا اس کا نام دینی شعور اور پختہ ایمانی ہے؟

واویلا مچانے والے اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سب کے سب مجرم ہیں اور تنہا تاج الشریعہ صحیح ہیں؟ ملک میں کسی اور نے ان کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیا؟ ہر معاملہ میں صرف تاج الشریعہ ہی پیش پیش کیوں ہیں؟ ان کرم فرماؤں کو اب کون سمجھائے کہ جو دین کا پیشوا ہوتا ہے اہل علم اور ذمہ داران مشکل معاملات میں انہیں سے رجوع کرتے ہیں اور اس یقین سے رجوع کرتے ہیں کہ یہاں شخص اور شخصیت کی پروا کئے بغیر شرعی حکم سنایا جاتا ہے، ان کا یہ اعتماد اتنا پختہ اور یقینی ہے کہ ان اختلافی مسائل میں بھی سب سے پہلے حکم وہ یہی دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں تاج الشریعہ کا موقف کیا ہے۔ جو ان کا موقف ہوتا ہے وہی حجت اور قول فیصل قرار پاتا ہے۔ ان مذکورہ مسائل میں بھی تاج الشریعہ نے افراد و شخصیت کو دیکھنے کے بجائے تقاضائے شرع پیش نظر رکھا ہے اور دلائل کی روشنی میں حکم شرع سنایا ہے۔ اس ''آئین جواں مرداں'' اور ''حق گوئی و بے باکی'' پہ انہیں کوئی نفس پرست کوستا ہے تو وہ اپنی عاقبت خراب کرتا ہے کرے، مگر یہ یقین رکھے کہ تاج الشریعہ نے اس ''ایضاح حق اور حق گوئی و بے باکی'' سے جہاں کروڑوں افراد کے ایمان و عمل کو بچایا ہے وہیں اپنے ہمعصروں اور اپنے بعد والوں کو حق کے اظہار اور شریعت کی پاسداری کا حوصلہ بھی دیا ہے۔

تاج الشریعہ کے عہد کے فتنے:

یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہندوستان میں مغلوں کے دور سے اسلام کے خلاف فتنوں کے اٹھنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ آج تک قائم ہے، اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی نے اس کی سرکوبی کی، اس دور میں بھی دینی بے راہ روی کے ذمہ دار اکبر کے درباری ملا ابوالفضل اور فیضی ہی تھے مگر حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات و تصانیف اور عملی جدوجہد سے اس فتنہ کا

کامیاب مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ اس وقت ختم تو ہوگیا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے دور میں نئے چہرے کے ساتھ مختلف انداز میں پھر نمایاں ہوا، یہ دور تو گویا فتنوں کے سر ابھارنے کا دور تھا۔ وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت ،غیر مقلدیت، ندویت اور دیگر فتنوں نے اس عہد میں جس طرح دین وسنت پہ حملے کئے اس کی نظیر ماضی قریب میں نہیں ملتی، مگر پروردگار عالم جل مجدہ نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے اس عہد کے علماء ومشائخ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو پیدا فرمایا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح انہوں نے اپنے کردار عمل، تصنیفات وفتاوی اور مکتوبات وملفوظات کے ذریعہ ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا، انہیں فتنوں میں ”تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت“ جیسا فتنہ بھی تھا، جس سے وابستہ ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی اعتبار سے نمائندہ طبقہ بے راہ رو ہو رہا تھا اس طبقہ کی ذہنیت بھی اکبر کے ”دین الٰہی“ سے مستعار تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفاء وتلامذہ اور احباب کے ساتھ ان فتنوں کے خلاف علمی وعملی محاذ آرائی کی اور تاریخی ثبوت کے مطابق اسے وہیں دفن کر دیا۔ ان کی اس پیش قدمی سے کتنے افراد کو توبہ صحیحہ اور رجوع الی الحق کی توفیق مرحمت ہوئی ان تاریخی حقائق کو دیکھنے کے لئے تصانیف رضا کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت (ملک العلماء مولانا سید ظفر الدین بہاری) امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر (مولانا عبد الستار ہمدانی) اور تنقیدات وتعاقبات (پروفیسر مسعود احمد مظہری کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

فتنوں کے ظہور کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ اعلیٰ حضرت کے بعد ان کے شہزادگان حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان اور سرکار مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں کئی فتنوں نے سر ابھارا جس میں ”تحریک شدھی“ بہت نمایاں فتنہ تھا اس کے ذریعہ دین سے نا آشنا مسلمانوں کو تبدیلی مذہب پہ مجبور کیا جارہا تھا کہیں لالچ اور کہیں خوف کے ذریعہ ہندو بنانے کی مہم چل رہی تھی، اس نازک مرحلہ میں اعلیٰ حضرت کے ان شہزادوں کے علاوہ ان کے خلفا وتلامذہ مثلا صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، امام المتکلمین مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، محدث اعظم مولانا سید محمد اشرفی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان پیلی بھیتی، برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری، محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی وغیرہ نے اس فتنہ کے استحصال کے لئے جو قربانیاں دیں اسے تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کرلیا ہے، حالات پڑھ کر جہاں ان کے ایثار وقربانی پہ آنکھیں چھلک پڑتی ہیں وہیں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اگر ان فتنوں کو اس عہد میں دبایا نہیں گیا ہوتا تو ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ یہ اعلیٰ حضرت ہی کے فیض یافتگان کی قربانیاں ہیں کہ یہاں اسلام زندہ وتابندہ ہے۔

تاریخ پہ جن کی نگاہ ہے وہ خانوادہ رضا کی علمی ومذہبی خدمات کے ساتھ ان کی مجاہدانہ کارکردگی کے بھی معترف ہیں، سیف وقلم دونوں سے جہاد واحقاق حق اسی خانوادہ کا طرۂ امتیاز ہے، یہ خانوادہ رضا ہی ہے جس نے ہر دور میں مسلمانوں کے مذہبی وملی حالات پہ نگاہ رکھی ہے۔ اور ان کے دین وایمان کے تحفظ اور اسلام وسنت کی تبلیغ واشاعت کے لئے کوشاں رہا ہے ۔عہد حاضر کا مذہبی ماحول بھی فتنوں سے خالی نہیں اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکبر کا ”دین الٰہی“ ٹکڑوں میں بٹ

کہ آج بھی زندہ ہے اور جب تک ہوا وہوس کا بازار گرم رہے گا یہ فتنے بھی موجود رہیں گے۔

تاج الشریعہ کے دور کے فتنوں میں (۱) سب سے بڑا فتنہ منہاجیت ہے یعنی دین الٰہی کی تجدید، فیورک کی بدلی ہوئی شکل اور عمانزم کا ترجمان اور (۲) دوسرا بڑا فتنہ صلح کلیت ہے جس کا سب سے بڑا مرا کز سرا واں الہ آباد' اور سب سے بڑا آرگن ''ماہنامہ جام نور'' ہے۔ دنیا آج دونوں ''سنیت نما'' فتنوں سے اس طرح دوچار ہے کہ درمیان میں کھڑے افراد کے لئے حق کی شناخت بظاہر مشکل ہوگئی ہے۔ یہ دونوں فتنے بنام اسلام اور بنام اہل سنت ہیں جس کی وجہ سے کل جس طرح تقلید کی بنیاد پر وہابیہ اور دیابنہ کی شناخت مشکل ہوگئی تھی۔ اسی طرح آج معمولات و مراسم کی بنیاد پر اہل سنت و جماعت اور منہاجیت و صلح کلیت کی شناخت مشکل ہوگئی ہے، مگر جس طرح رات کی تاریکی میں صحیح راستہ نظر نہیں آئے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ غلط راستہ بھی صحیح راستہ ہے اسی طرح مراسم و معمولات کی بنیاد پر اگر گمراہیوں سے حق کی تمیز مشکل ہو جائے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ سب جماعت ناجی اور صراط مستقیم پر گامزن ہے۔

برسوں قبل ج تاج الشریعہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے اسلام مخالف نظریات پر ان کی گرفت کی اور اتمام حجت ویقین کامل کے بعد کہ یہ اہل سنت کے خلاف باطل راستہ پہ چل پڑے ہیں آپ نے حکم شرع سنایا تو دنیا حیرت زدہ تھی کہ اتنا قابل عالم اور مشہور خطیب بھلا گمراہ کیسے ہوتا ہے مگر ''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید'' آج دنیا تحقیق مزید کے بعد وہی کہہ رہی ہے جو تاج الشریعہ نے برسوں پہلے کہا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے رد میں تقریبا ۲۰ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو یہی ثابت کر رہی ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا فیصلہ اسلامی اور امت کا اجماعی فیصلہ ہے اک نظر ان کتابوں کو دیکھیں:

کتاب	مصنف
(۱) اسلام میں عورت کی دیت	علامہ احمد سعید کاظمی
(۲) دیت المرأۃ	علامہ عطا محمد بندیالوی
(۳) عورت کی دیت	مفتی عبداللہ قصوری
(۴) فتنہ ظاہری کی حقیقت	مفتی محبوب رضا
(۵) علمی گرفت	مفتی محبوب رضا خان
(۶) اسلام اور وائرس مسیحیت	مولانا محمد بشیر القادری
(۷) خطرہ کی گھنٹی	مولانا ابو داؤد صادق رقوی
(۸) علمی و تحقیقی جائزہ	
(۹) طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟	مفتی ولی محمد رضوی
(۱۰) یہ سب کیا ہے؟	حافظ فریاد علی قادری
(۱۱) متنازع ترین شخصیت	نواز کھرل
(۱۲) سیف نعمان	مفتی فضل رسول سیالوی
(۱۳) قہر الدیان	مولانا عاقب فرید قادری
(۱۴) طاہر القادری عقائد و نظریات	مفتی اختر حسین قادری
(۱۵) طاہر القادری جواد یں	علماء اہل سنت اکاڑہ
(۱۶) اعلام ہلزوم والتزام	مفتی کوثر حسن قادری
(۱۷) ضرب حیدری	مولانا غلام رسول
(۱۸) ڈاکٹر طاہر سنی نہیں	تاج الشریعہ

واضح رہ کہ کسی شخص کے ایمان کی پرکھ کے لئے اس کی خدمات نہیں دیکھی جائیں گی عقائد و نظریات دیکھے جائیں گے اگر خدمات دیکھ کر فیصلہ کیا جائے تو منکرین زکوۃ کی بھی خدمات نکل آئیں گی، خارجی رافضی شیعہ اور قادیانی کی بھی کچھ نہ

کچھ خدمات نکل آئیں گی، وہابیہ دیابنہ کو بھی خدمات کی بنیاد پہ حق پہ ہونے کا دعویٰ ہوگا۔ پھر حق و باطل کے درمیان تمیز کی صورت کیا رہ جائے گی؟ چور، ڈاکو، شرابی برے ہونے کے باوجود کچھ اچھے کام کرتے ہی ہوں گے تو انہیں اس اچھے کام کی وجہ سے اچھا اور شریف کہہ دیا جائے؟ ڈاکٹر طاہر القادری کی جو بھی خدمات ہوں ان سے انکار نہیں مگر اب ان کی فکر ''فکر اسلامی'' نہیں رہی تو ان پر حکم شرع نافذ تو ہوگا۔ ہند و پاک کے ان علما و مشائخ نے اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر عوام اہل سنت کو اس کے دام تزویر سے، بچانے کے لئے ان پر جو حکم لگایا ہے اسے اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے

دین اور بے دینی کے درمیان مصالحت کے لئے بعض اہل ہوا و ہوس نے ''صلح کلیت و ندویت'' کی بنیاد رکھی تھی، ایک صدی قبل اس فتنہ کے خلاف پورے ملک کے علماء مشائخ نے صدائے احتجاج بلند کیا، اس کے خلاف تحریکیں چلائیں، کتابیں لکھیں، اس کے دام فریب سے بچنے کے لئے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجلاس کئے جس کی پیشوائی تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کی، اس وقت کی تقریباً تمام بڑی خانقاہوں کے مشائخ نے بھی اسے وقت کی آواز سمجھتے ہوئے اس کی پشت پناہی کی، اسے اپنے تعاون سے مستحکم کیا اور اپنی دعائے نیم شبی سے اسے اتنا پر اثر کیا کہ وہ فتنہ جو تحریک کی شکل میں اٹھا تھا ایک ''مدرسہ'' میں سمٹ گیا اور مسلمانوں کو اس سے نجات مل گئی، مگر اس وقت کا المیہ ہی کہا جائے گا کہ ایک صدی گزرتے گزرتے پندار نفس کے شکار بعض افراد نے سو سال قبل کی جد و جہد پر پانی پھیرنا شروع کر دیا، انہوں ن اپنے طبعی تقاضے کے تحت ''صلح کلیت'' کا معنی و مفہوم بدل دیا بلکہ اس لفظ سے ہی ان کو انقباض ہونے لگا، اب کوئی ایمان و کفر کو یکجا کر دے، اچھے اور برے کو ایک سمجھے، بدعقیدہ اور خوش عقیدوں کو ایک ہی خانہ میں رکھے، جن سے دور رہنے کا حکم ہے اس سے دوستی کرے اور جس سے سلام و کلام منع ہے اس سے رشتہ داری کرے، معاذ اللہ! ان کے نزدیک وہ سچا مسلمان ہے اور اسی کو مقاصد شریعت کا ادراک نصیب ہوا ہے۔ جدیدیت کے دلدادہ افراد نے بہ یک جنبش قلم کس طرح اپنے گھر کے بزرگ اور جماعت اہل سنت کے اکابر علماء کی قربانیوں کا مذاق اڑایا ہے، دیدہ حیرت سے دیکھنے کے لائق ہے۔

کل کی بہ نسبت آج دین سے بے رغبتی، دین میں مداہنت اور دین کے خلاف بولنے والے افراد زیادہ ہیں اور حق کی آواز بلند کرنے والے کم، دین میں آسانی اور سہل پسندی کے دلدادہ زیادہ ہیں اور تقویٰ و طریقت بلکہ شریعت کے آگے سرخم کرنے والے کم۔ شخصیت سے متاثر ہو کر حکم شرع سنانے والے زیادہ ہیں اور حاکم وقت کے آگے بھی حکم شرع سنان والے کم۔ ایسے میں اگر حق کی کوئی آواز بلند ہوتی ہے تو ''کشتہ تیغ نفس'' یہ یک زبان ''تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت'' کہہ کر اس حق کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بتایا جائے یہ عمل دین کی حمایت میں ہے؟ اور کیا ایسا کرنے والے کو دین کا مخلص کہہ سکتے ہیں؟ وہ لوگ جو کسی اوٹ سے ایسے لوگوں کی خاموش حمایت کر رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ نفس پرستوں کا کوئی دھرم نہیں ہوتا وہ اپنے مطلب کے لئے روز اپنا قبلہ بدلتے ہیں اور بدلتے رہیں گے، آج جو افراد سرکار تاج الشریعہ کی مخالفت اور ان کی کردار کشی پہ کمر بستہ ہیں کل ان کے دامن تقدس تک بھی یہ خون پہنچے گا اور اس وقت سوائے آہ و فغاں کے وہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق ہمیشہ

سرخ رو رہا ہے اور رہے گا، آج حق کی علامت اور صلح کلیت کی یلغار کے مقابلہ میں حق کی آہنی دیوار کا نام ہے تاج الشریعہ یہ دیوار سلامت ہے تو دین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے بھی ناکام رہیں گے اور آج تک ناکام ہیں۔

جانشین مفتی اعظم اور مریدان مفتی اعظم:

جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ ادام اللہ فیوضہ علینا کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ علم عمل تقوی فتوی احتیاط احتساب، عبادت وریاضت اور کشف وکرامت ہر اعتبار سے تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہیں۔ میں ان تمام پہلوؤں پہ حوالہ فراہم کرکے مضمون کو طول نہ دے کر صرف احتیاط کے حوالہ سے چند باتیں عرض کروں۔

آج جماعت اہل سنت میں چند موضوعات پہ علمی اختلافات ہیں اگر بنظر انصاف دیکھیں تو ہر اختلافی مسئلہ میں حضور تاج الشریعہ کا موقف دلائل وشواہد کے علاوہ احتیاط کے اعتبار سے بھی برحق معلوم ہوگا چند شواہد دیکھئے (۱) ٹی وی اور ویڈیو کے مسئلہ میں علمی اختلاف ہوا، جواز وعدم جواز کو لے کر جماعت دو خیمے میں بٹ گئی آپ کا موقف عدم جواز کا تھا جس پر آپ شدت سے آج تک قائم ہیں۔ قائلین جواز ''ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال کا موقف رکھتے تھے جس میں کہیں سے بھی تصویر کشی کی اجازت نہیں تھی، مگر آج ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال کی آڑ میں جس طرح کھلے عام تصویریں لی جارہی ہیں، چھاپی جارہی ہیں اس کا کوئی جواز کہیں سے بنتا ہے؟ اب تو حال یہ ہے کہ تصویر کشی کی حرمت کا تصور بھی ذہنوں سے محو ہوتا جارہا ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، شادی، میت، محفل، ٹرین، بس، ہوائی جہاز جہاں دیکھئے تصویریں لی جارہی ہیں، کون اسے حرام سمجھتا ہے؟ ذرا سوچئے! ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال میں کہیں بھی اس کی اجازت تھی؟ مگر جواز کے پہلو کی آڑ لے کر اس طرح تصویر کی حرمت کو حلت سے بدل دیا ہے کہ تصویر کی مخالفت کرنے والا ہی مجرم سمجھا جاتا ہے۔

ایک دور وہ تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند نے حج کے لئے بھی اس کا احرام کو جائز قرار نہیں دیا پھر باضابطہ بحث ومباحثہ کے بعد اسے ضرورت تک محدود کیا گیا مگر آج کس طرح یہ وبا عام ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب یہاں حضور تاج الشریعہ کے عدم جواز کا موقف دیکھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ امت مسلمہ کو گناہوں سے بچانے کے لئے آپ کا موقف عدم جواز احتیاط کے اعتبار سے بھی کتنا فائدہ مند ہے، ایمان داری سے دیکھیں تو پوری دنیا میں صرف تاج الشریعہ کی ایک ذات ایسی ہے جو آج قول وعمل دونوں اعتبار سے تصویر کشی کے خلاف ہے، گویا تصویر کی حرمت والی حدیث معنوی اعتبار سے اگر کہیں محفوظ ہے تو وہ تاج الشریعہ کی شخصیت اور ان کا کردار ہے۔

اسی طرح لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز وعدم جواز، آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت اور ٹرین میں پڑھی گئی نماز کے اعادہ کے مسئلہ میں آپ کا موقف جہاں دلائل وشواہد کی روشنی میں صحیح ہے وہیں تقاضائے احتیاط بھی تاج الشریعہ کے موقف کی تائید میں ہے۔ غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آجائے گی۔ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے نماز کے صحیح ہونے نہیں ہونے میں اختلاف ہے لیکن اگر اس کا استعمال ہی نہ کیا جائے تو نماز کے ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے اثبات میں اختلاف ہے لیکن جدیدہ کے بجائے قدیم طریقے

پر چاند کے اثبات میں کا کوئی اختلاف نہیں چلتی ٹرین میں پڑھی گئی فرض وواجب نماز کے اعادہ کے حکم میں اختلاف ہے، اگر پرانے موقف پہ قائم رہتے ہوئے اعادہ کرلیا جائے تو کسی کے یہاں کوئی اختلاف نہیں۔اس پہلو کو سامنے رکھ کر سوچیں تو تمام جدید مسائل میں تاج الشریعہ کا موقف صاف شفاف محتاط اور برحق نظر آئے گا اور اسی سے یہ بھی آئینہ ہوجائے گا کہ علم وعمل اور عبارت وریاضت کے علاوہ حزم واحتیاط کے اعتبار سے بھی آپ واقعی جانشین مفتی اعظم ہیں۔

حضور تاج الشریعہ ''جانشین مفتی اعظم'' ہیں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ مریدان مفتی اعظم کے لئے بھی آپ کی شخصیت قابل احترام اور اکتساب فیض کا محور ہے۔ پیری مریدی کے آداب سے جو حضرات واقف ہیں انہیں یہ خوب معلوم ہے کہ پیر کا ادب ان کی شخصیت تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے شہر ان کی اولاد، ان کے خلفاء وجانشین اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا ادب بھی پیر ہی کا ادب ہے اور ان کے شہر، اولاد، خلفاء وجانشین کی ایذا وبے حرمتی پیر کی ایذا اور ان کی بے حرمتی ہے۔اللہ والوں کی سیرت سے اس کی حقیقت اور اس کا عرفان حاصل کیا جاسکتا ہے، سبع سنابل شریف میں ہے:

''ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ) اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ناگاہ کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے حاضرین مجلس نے آپ سے دریافت کیا کہ حضور! کس بنا پر کھڑے ہوئے؟ فرمایا ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتا رہتا تھا آج اسی صورت کا ایک کتا مجھے نظر آیا کہ اس گلی میں گزر رہا ہے۔میں اس کتے کی تعظیم کی خاطر اٹھا تھا''

سچے اور اہل دل مرید کا تعلق اپنے مرشد سے کیسا ہوتا ہے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بہار کے مشہور علاقہ ''پورنیہ'' کے بزرگ شیخ الاسلام مولانا غلام یٰسین رشیدی علیہ الرحمہ کے تعلق سے بھی ایک واقعہ مشہور ہے چنانچہ ''شیخ الاسلام حیات ومکتوبات'' میں منقول ہے کہ ''ان کا لڑکا ''حمل الرشید'' ایک بار لالٹین کی روشنی میں اپنی سبق یاد کر رہا تھا اس نے لالٹین کی روشنی سے اپنی آنکھوں کو بچانے کے لئے چمنی پر ایک پوسٹ کارڈ رکھ لیا تھا آپ ٹہلتے ٹہلتے وہاں تک پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر بیتاب ہوگئے پوسٹ کارڈ کو اٹھایا بوسہ دیا اور خط کو لالٹین پر رکھنے کے سبب بیٹے کی زبردست پٹائی کردی، وجہ پوچھنے پر بتایا کہ یہ خط میرے پیر ومرشد منبع البرکات حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش کا ہے جسے اس نے لالٹین کی چمنی پر چسپاں کیا تھا'' ذرا سوچئے! خط ہی تو تھا اس کے لالٹین پر رکھنے سے ایسا کیا ہوگیا کہ اس کی وجہ سے بچہ کی پٹائی کردی گئی، ظاہر بیں آنکھوں کے لئے ایسا کچھ نہیں، مگر مرید صادق کے لئے بہت بڑی بات تھی کہ اس خط سے ان کے پیر کی نسبت جڑی ہوئی تھی، جس کی بے وقعتی ہو رہی تھی۔

جماعت اہل سنت کے نامور بزرگ حضور مجاہد ملت کے بارے میں منقول ہے کہ: ''ایک مرتبہ آپ بریلی شریف تشریف لے گئے رکشا پر سوار ہوئے، کچھ دیر رکشا چلا کہ آپ نے رکشا والے سے اس کا نام پوچھا، اس نے اپنا نام ''حامد'' بتایا، اتنا سنتے ہی آپ نے رکشا رکوا دیا اور اس کو مطلوبہ رقم سے زائد رقم دے کر جانے لگے، رکشا والا بھی یہ منظر دیکھ کر حیرت میں ہوگیا، اس نے پوچھا ''حضور بات سمجھ میں نہیں آئی، آپ رکشا سے اتر بھی گئے اور مطلوبہ رقم سے زائد رقم بھی دی'' فرمایا ''میرے مرشد کا نام بھی حامد ہے (مجھے یہ ناگوار ہوا کہ اس نام کے آدمی سے اپنا کام لوں) نام کی مناسبت کی بنا پر احتراما میں رکشا سے اتر گیا'' (مجاہد ملت نمبر ص۳۹۷)

پیر کا فیضان یوں ہی نہیں ملتا بلکہ "تو من شدی من تو شدم" کی منزل سے گزرنا پڑتا ہے، جب یہ منزل مل جاتی ہے تو فیضان کا دریا بہنے لگتا ہے، حضور مجاہد ملت کیا تھے یہ زمانہ پہ روشن ہے مگر اس مقام تک کیسے پہنچے یہ اس طرح کے واقعات سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ پیر کی محبت و عظمت اور ان سے نیاز مندانہ تعلق ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے عمر کے واضح فرق کے باوجود حضور تاج الشریعہ کا وہ ادب و احترام کیا جس کا تصور کاملوں ہی سے کیا جا سکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری اپنی کتاب "حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت" میں لکھتے ہیں:

مجاہد ملت تاج الشریعہ کا اتنا ادب و احترام کرتے تھے کہ آج لوگ اپنے استاذ کا احترام نہیں کر پاتے یہ عشق تو جھکنا چاہتا ہے مگر عقل کسر شان کا فلسفہ کھڑا کر دیتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ حضور مجاہد ملت سے عمر میں ظاہر ہے۔ بہت چھوٹے تھے، ان کی جوانی تھی تو حضرت کی ضعیفی و پیری مگر اس تفاوت کے باوجود مجاہد ملت کا انداز وفا دیکھئے، تاج الشریعہ ایک بار بھدرک تشریف لائے مجاہد ملت اپنے متعلقین کے ساتھ موجود ہیں، پل پل خدمت و مدارات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اسی دوران ایک صاحب حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے اور کہا حضور مجھے آپ مرید فرما لیں، یہ سن کر حضور مجاہد ملت جلال میں آگئے اور فرمایا "میرے مخدوم اور مخدوم زادے، بریلی شریف کے شہزادے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں میں بیعت کروں؟ حبیب الرحمن کی یہ مجال کہ اتنی بڑی جرات کرے، یہ تمہارا نصیب ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں، تمہیں شہزادے صاحب ہی سے بیعت ہونا ہے، خود لے جا کر ان صاحب کو تاج الشریعہ سے بیعت کروایا"

ان واقعات کی روشنی میں اہل دل اور اہل نظر حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب پیر سے منسوب اشیا کا یہ مقام و مرتبہ ہے تو جن کی رگوں میں پیر کا خون گردش کر رہا ہے ان کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا؟ حضور تاج الشریعہ" جانشین مفتی اعظم" بھی ہیں اور نواسہ مفتی اعظم بھی اور دونوں اعتبار سے مریدان مفتی اعظم کے لئے ان کی ذات منبع فیوض اور جامع البرکات ہے کہ یہاں نسبت ارادت بھی ہے اور نسبت نسب بھی، اگر پیر کی سچی محبت دل میں موجود ہے تو انہیں اسی ذات میں مفتی اعظم کا عکس نظر آئے گا ان کا تقویٰ، علم، اتباع سنت، معاندین و مخالفین کے جواب میں صبر اور سفر و حضر میں بھی لمحہ لمحہ کا علمی و روحانی استعمال یقینا اعظم کے جانشین ہی کے حصے کی چیز ہے، مگر یہ حیرت کا مقام ہے کہ پیر سے دعویٰ محبت کے باوجود ان کے نسبی جانشین سے وہ مطلوبہ محبت و تعلق دیکھنے میں کم آتا ہے جو پیر کی نگاہ میں "وفا شعار" رہنے کے لئے ضروری ہے۔ ایک طرف حضرت محبوب الٰہی کا پیر کے شہر کے مشابہ کتے کا احترام دوسری طرف پیر کے جانشین سے دوری اور ان سے اختلاف، ایک طرف پیر کے خط کی بے وقعتی سے مرید کی برہمی، دوسری طرف پیر کے جانشین کے مخالفین سے دوستی، ایک طرف مجاہد ملت کا پیر کے پوتے کا ادب و احترام دوسری طرف اپنے پیر کے جانشین سے بے رغبتی، اندازہ لگائیں کیا اسی کا نام بیعت و ارادت اور اسی کا نام شیخ کا ادب و احترام ہے؟ کیا شیخ کے جانشین کو ایذا دینا شیخ کو ایذا دینا نہیں؟ اور کیا ایسے میں پیر کا فیضان جاری رہتا ہے۔

واضح رہے کہ کسی مسئلہ میں علمی اختلاف (اختلاف کی اہلیت ہو تو) الگ چیز ہے مگر دیگر معاملات میں اختلاف اور معاندین مذہب و مسلک سے تعلق و دوستی یقینا محل نظر ہے، ایسے

لوگوں کو اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی محبت کا جائزہ لینا چاہئے۔ تاج الشریعہ ابھی حق کی علامت حق کی پہچان اور کاروان حق کے سپہ سالار ہیں۔ ان سے وابستگی ہی پیر کی بارگاہ میں خراج اور دین کی بڑی خدمت ہے۔ سرکار مفتئ اعظم کے دست گرفتہ اور فیض یافتگان سے یہی عرض ہے کہ وہ حالات کے تقاضے کو سمجھیں معاندین مسلک اور مخالفین تاج الشریعہ کے خفیہ عزائم کو سمجھیں وہ اگر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو حالات کا منظر بدل سکتا ہے اور انہیں بدلنا ہوگا کہ روح مفتئ اعظم کی پکار رہی ہے، اب تاج الشریعہ کی مخالفت کرتے کرتے معاندین حسام الحرمین کی حقانیت سے لوگوں کو مشکوک بنا رہے ہیں قدیم اختلافی مسائل کو سامنے لا کر انتشار کی خلیج بڑھا رہے ہیں اب ایسے میں بھی خاموش تماشائی بنے رہنا مسلک اہل سنت کو مشکوک اور مفتئ اعظم کے مشن کو کمزور کرنے کے مترادف ہے جس کی توقع ان کے مریدوں سے نہیں کی جاتی۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیا راست

بقیہ تاج الشریعہ کے فتاوے تحقیق کے آئینے میں

درج بالا فقہی اقتباس سے ظاہر و واضح ہے۔ پوری کتاب اس طرح کی تحقیقی فتاوی سے بھری پڑی ہے جو حضرت موصوف کے عظیم فقیہہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔ میں نے بطور نمونہ چند مثالیں پیش کر دی ہیں جن کو تفصیل درکار ہے وہ حضرت کے مجموعہ فتاوی "فتاوی تاج الشریعہ" کے ساتھ ان کے ان تحقیقی فقہی رسائل کا بھی مطالعہ کرے جو وقتاً فوقتاً حضرت نے تحریر فرمائے ہیں۔

چل دیئے اختر رضا

چہرۂ انور دکھا کر چل دیئے اختر رضا
اپنا گرویدہ بنا کر چل دیئے اختر رضا

رنگ رضویت چڑھا کر چل دیئے اختر رضا
خواب غفلت سے جگا کر چل دیئے اختر رضا

در بدر کی ٹھوکریں کھاتے جہاں میں ہم مگر
دامن رضوی تھما کر چل دیئے اختر رضا

اپنے دیوانوں کو لے آئے بریلی کھینچ کر
سنیت کا در دکھا کر چل دیئے اختر رضا

منزل مقصود پر کیسے پہنچنا ہے ہمیں
راستہ سیدھا دکھا کر چل دیئے اختر رضا

دیوبندی اور وہابی سے کبھی ملنا نہیں
سنیوں کو یہ بتا کر چل دیئے اختر رضا

جو میرے کانوں میں امرت گھولتے رہتے تھے وہ
نعت احمد گن گنا کر چل دیئے اختر رضا

قطعہ

تصور سے رخ اختر کی تابانی نہیں جاتی
میری آنکھوں سے ان کی شکل نورانی نہیں جاتی

تصرف آج بھی وہ زیر مدفن کرتے رہتے ہیں
فنا کے بعد بھی ولیوں کی سلطانی نہیں جاتی

نتیجہ فکر جناب حافظ احمد اعظمی

تاج الشریعہ اس صدی کی عبقری شخصیت

مفتی غلام احمد انور مینیجنگ ڈائرکٹر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس

اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین کے تحفظ و بقا کیلئے ہر دور میں ایسی برگزیدہ ہستیوں کو پیدا فرماتا ہے جن سے دین مستحکم و مضبوط ہوتا ہے، اور دینداروں کیلئے انکی ذات مقدسہ مشعل ہدایت بنکر دین کی راہ کو روشن و تابناک بنادیتی ہیں۔ یہی وہ مبارک لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دین کی صحیح سمجھ عطا فرماتا ہے، یہی لوگ ''من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین'' کے مصداق ہوتے ہیں۔ ''المؤمن ینظر بنور اللہ'' کے مطابق ان کی آنکھوں میں اللہ کا نور ہوتا ہے۔ ''قلب المومن عرش اللہ'' کے مطابق انکا قلب تجلیات الٰہیہ کا مسکن ہوتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں، جو حق دیکھتے ہیں، حق سنتے ہیں، حق سمجھتے ہیں، اور حق بولتے ہیں، حالات چاہے جیسے بھی ہوں، باد مخالف چاہے جتنی بھی تیز و تند ہو، ہر حال میں حق گوئی و بے باکی انکا شیوہ ہوتا ہے۔ ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں اس صدی کی ایک برگزیدہ ہستی جو علم وفن، معرفت وطریقت اور عرفان وآگہی کے آسمان سے علم وعرفان اور شریعت وطریقت کا اختر منور بنکر طلوع ہوا۔ اسکی طلعت سے شریعت وطریقت کی بہت سی راہیں واضح ہوئیں، اس کی نورانیت سے بے شمار قلوب منور ہوئے، اسکی تابش سے روحانیت کو بالیدگی ملی، اسکی لمعات سے ذہن وفکر کو جلا ملی، اسکی چمک کسی ایک خطے یا علاقے میں محدود نہ رہی بلکہ سارے عالم اسلام نے محسوس کیا، اسی اختر برج ولایت کو دنیا ''تاج الشریعہ'' کے لقب سے جانتی ہے۔

تاج الشریعہ یعنی سیدی و مرشدی حضور اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان۔ یقیناً اس صدی کی عبقری شخصیت کا نام ہے۔ ایسی شخصیت جس کا ذہن وفکر محتاط، جنکی زبان محتاط، جنکا قلم محتاط اور جنکی پوری زندگی محتاط گذری ہے۔ ایسی شخصیت جو اس صدی کے فقیہ اعظم تھے۔ ایسی شخصیت جو اس صدی میں اسلام وسنت کے بے باک ترجمان تھے۔

حضور تاج الشریعہ کی ذات مقدسہ اس صدی میں مرکز شریعت وطریقت تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینۂ اطہر کو نور علم سے اور آپکے قلب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے مزین فرما کر ایسی مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ جس راہ سے آپ گذرتے دیوانوں کا ہجوم آپ کے دیدار کیلئے بے چین و بیقرار نظر آتا۔ آپ کی یہ مقبولیت کسی ایک خطے یا علاقے کیساتھ خاص نہ تھی بلکہ سارے عالم اسلام میں یکساں تھی آپ دنیا کے کسی بھی ملک کا دورہ فرماتے ہر جگہ آپکی مقبولیت کا ایسا ہی منظر نظر آتا، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی آپ کے گرد عوام وخواص کا ایک جم غفیر جمع ہو جاتا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار کی حاضری کیلئے

ہوٹل سے بہت ہی رازدارانہ طریقہ پر رات کے حصے میں لے جایا گیا تا کہ لوگوں کا ازدھام نہ ہو، ہوٹل سے گنتی کے صرف چند مخصوص لوگ ہی آپ کے ساتھ تھے، لیکن آپ جونہی مسجد نبوی شریف پہونچے کثیر تعداد میں لوگ آپکے گرد جمع ہونے لگے پھر جب مواجہ شریف پر آپ تشریف لے گئے تو ایک پورا مجمع آپ کے ساتھ آپکی معیت میں سرکار دوعالم ﷺ کے حضور میں سلام پیش کرنے کیلئے موجود تھا۔ مکہ شریف میں بھی یہی حال ہوا کہ جب طواف کیلئے ہوٹل سے آپکو لے جایا گیا تو آپ کے ساتھ بمشکل بیس پچیس لوگ تھے لیکن مسجد الحرام شریف پہونچتے پہونچتے ہزاروں لوگ آپ کے ساتھ ہوگئے اور پھر طواف میں آپکے گرد بے حساب ازدھام جمع ہوگیا۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ آپ سے قریب سے قریب تر ہوکر طواف کرے۔ حق تو یہ ہے کہ آپکا چہرۂ اقدس ایسا منور وتاباں تھا کہ جو دیکھتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے منور چہرہ کو دیکھ کر متاثر و متحیر نظر آتے اور آپ کے قرب سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے۔

حضور تاج الشریعہ کو جو عالمی مقبولیت حاصل تھی وہ بے مثل و بے مثال تھی اس صدی میں ایسی مقبولیت کی کوئی مثال نظر نہیں آتی کہ آپ جس خطے اور جس علاقے میں تشریف لے جاتے اس خطے کے عوام وخواص سیلاب کی طرح امڈ پڑتے، عوام تو آپکے دیدار اور قرب کا فیض پا کر سکون حاصل کرتے۔ اور خواص یعنی علماء وصلحاء آپ سے ظاہری و باطنی فیض کے حصول کیساتھ آپ کی اجازت وخلافت کے بھی متمنی رہتے، اور آپ اپنی فیاض طبیعت کے سبب علماء وصلحاء کو اجازت وخلافت اور دیگر نوازشات میں دریغ نہ فرماتے۔ آپکے خلفاء اور آپ سے علم حدیث ودیگر علوم شریعہ واوراد ووظائف کی اجازت حاصل کرنے والے علماء پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، خصوصاً ہندو پاک اور عرب شریف کے تقریباً تمام ممالک میں آپ سے علم حدیث اور دیگر علوم متوارثہ کی اجازت اور خلافت حاصل کرنے والے بے شمار علماء موجود ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا علم وھبی تھا، آپ علم حدیث اور علوم شرعیہ کے بحر بیکراں تھے، آپ کے علم میں بے مثال تعمق و تبحر تھا، آپ کے علم پر آقائے دوعالم ﷺ کا فیضان تھا، یہی وجہ ہے کہ جب ''دبئی'' کے ایک متبحر عالم ومحدث جو علم حدیث کا درس بھی دیا کرتے ہیں انکی خواہش ہوئی کہ کسی محدث سے مجھے علم حدیث کی اجازت مل جاتی، تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ لہٰذا خواب میں سرکار دوعالم ﷺ نے آپکو حضور تاج الشریعہ سے اجازت حاصل کرنے کا اشارہ فرمایا۔ لہٰذا جب حضور تاج الشریعہ ''دبئی'' گئے تو انہوں نے حضرت سے علم حدیث کی اجازت حاصل کی۔ اس واقعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ آقائے دوعالم ﷺ کے مقرب اور فیض یافتہ تھے اور یقینا یہی وہ خاص بات ہے جس نے حضور تاج الشریعہ کو اپنے عہد میں منفرد وممتاز اور بے نظیر وبے مثال بنا دیا۔ مذکورہ واقعہ کا ثبوت یہ ہے کہ تقریباً ڈھائی سال قبل میں محب گرامی الحاج امیر احمد صاحب نئی سڑک وارانسی کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کی زیارت کیلئے بریلی شریف گیا ان دنوں حضور تاج الشریعہ کی کرامت وعظمت سے متعلق دو واقعات مشہور ہو رہے تھے جن میں مذکورہ واقعہ بھی تھا لہٰذا حضور کی زیارت وقدم بوسی کے بعد میں نے الحاج امیر احمد صاحب سے ان واقعات کی تصدیق کیلئے کہا، الحاج امیر احمد صاحب نے حضور سے تصدیق کیلئے جب ایک واقعہ ذکر کیا تو حضرت نے ان الفاظ اسکا انکار فرمایا کہ ''یہ واقعہ میرے علم میں

نہیں ہے میری ذات سے اسکا تعلق نہیں ہے'' پھر جب مذکورہ بالا واقعہ ذکر کیا گیا تو حضرت نے اسے ثابت رکھتے ہوئے فرمایا کہ'' ہاں دبئی میں وہ ایک بڑے عالم ہیں۔''

حضور تاج الشریعہ کے دامن کرم سے میری وابستگی اور حلقۂ غلامی میں آنے کا سبب قریب بھی میرا ایک خواب ہی تھا۔ دراصل میں حصول بیعت وارادت کیلئے بہت زیادہ پریشان تھا پیرومرشد کے انتخاب میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر پارہا تھا کہ ایک شب قسمت نے یاوری کی اور خواب دیکھا کہ ایک فوروہیلر ہے جس کی اگلی سیٹ پر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں اور پچھلی سیٹ پر حضور تاج الشریعہ ہیں پھر گاڑی رکتی ہے اور دونوں بزرگ گاڑی سے اترتے ہیں اگلی سیٹ والے بزرگ آگے چلتے ہیں اور حضور تاج الشریعہ انکے پیچھے چل رہے ہیں میں حضور تاج الشریعہ کے قریب جاتا ہوں کہ حضور کی دست بوسی کروں۔ ساتھ ہی ذھن میں یہ سوال بھی ہے کہ آگے والے بزرگ کون ہیں؟ جبھی کوئی کہتا ہے کہ آگے حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ یعنی حضور تاج الشریعہ انکے نائب ہیں۔ پھر آنکھ کھل جاتی ہے اور میری پریشانی کا حل مجھے مل جاتا ہے۔ اس خواب سے میں نے یہی سمجھا کہ حضور تاج الشریعہ اس دور میں'' **العلماء ورثة الانبياء** '' کے مصداق اتم ہیں۔ عالم ربانی ہیں، اور پھر بغیر کسی تامل کے میں حضور کے حلقۂ ارادت شامل ہوگیا حضور سے شرف بیعت حاصل کرکے حضور کی غلامی سے مشرف ہوا۔

حضورت تاج الشریعہ کو جو مقبولیت عامہ وخاصہ حاصل تھی اسکا سلسلہ بعد وصال بھی جاری ہے، آپکے نماز جنازہ میں مخلوق خدا کا جو ازدحام ہوا وہ بھی بے مثل وبے مثال تھا، دنیا کی تاریخ میں اس سے پہلے کسی کے نماز جنازہ میں اتنا بڑا مجمع نہیں ہوا۔ ایسا مجمع کہ اندازہ لگانے والے ماہرین بھی متحیر نظر آتے ہیں، کسی نے لاکھوں کا اندازہ لگایا تو کسی نے کروڑوں کا، اور حق تو یہ ہے کہ وہ مجمع اگر صرف انسانوں کا مجمع ہوتا تو اندازہ لگانا آسان تھا، وہ مجمع تو ایسا تھا کہ انسانوں کے علاوہ نہ معلوم کون کونسی مخلوق انسانی شکل میں زمیں پر اتر آئی تھی، تو ایسے مجمع کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے کہ لاکھوں میں تھا یا کروڑوں یا اربوں میں تھا، بہرحال یہ مجمع حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت عند اللہ ومقبولیت عند الناس کی روشن دلیل ہے۔ حضورت تاج الشریعہ کے وصال کے بعد آپکے ایصال ثواب اور تعزیت کی محفلیں اور جلسے بہت سارے ممالک میں عموماً اور ہندوپاک میں خصوصاً اس کثرت سے ہورہے ہیں کہ انہیں احاطۂ شمار میں نہیں لایا جاسکتا ہے، آپ کے نام پر ہونے والی محفلیں اور جلسے بھی تعداد کے اعتبار سے منفرد وبے مثال ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں کسی کے وصال پر اتنی تعداد میں ایثال ثواب اور تعزیت کی محفلیں اور جلسے نہیں ہوئے۔ حضور تاج الشریعہ کے نام پر پوری دنیا سے موصول ہونے والے تعزیتی پیغامات بھی بے شمار ہیں، آپ پر کہے جانے والے تعزیتی اشعار ومنقبت بھی لاتعداد ہیں اگر انہیں جمع کیا جائے تو کئی جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم دیوان بن جائے، حضور تاج الشریعہ کی ذات مقدسہ امت مسلمہ کیلئے ابر رحمت تھی اور آپکا وصال امت مسلمہ کیلئے اس صدی کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکا نعم البدل عطا فرما کر امت مسلمہ کو مضبوط ومستحکم فرمائے۔ آمین۔

انسان کی حیات وزیست کا مقصد حقیقی بس یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک اللہ جل مجدہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرلے۔ اور اپنی حیات مستعار کے ہر گوشے کو ایسے اعمال کی بجا آوری کا پابند بنائے جو اخروی فتح وکامرانی فلاح وبہبود کا باعث ہوں اور ایسے امور وافعال سے اجتناب واحتراز کا عادی بنائے جو انسان کی ہلاکت وتباہی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کے سخت ونارا ضگی کا موجب ہوں۔

لیکن آج کے اس پرفتن پرآشوب عہد خستہ میں جسے دیکھئے وہ اپنی تخلیق کا مقصد بھلا کر مال ومتاع، دولت وثروت، جاہ وحشمت، عیش وعشرت، منصب وشہرت کا خوگر بن چکا ہے۔ حرص وطمع اس کی زندگی کے لئے جزء لاینفک بن چکی ہے۔ دنیا اس کا مقصد اصلی بن چکی ہے۔ اس میں عوام ہوں کہ خواص، اکابر ہوں کہ اصاغر، ارباب افکار وانظار ہوں کہ اصحاب جبہ ودستار، علمائے کرام ہوں کہ مشائخ عظام سب کے سب برابر کے شریک وسہیم نظر آتے ہیں۔

دنیاوی حرص وطمع ایک ایسی انسانیت سوز مذموم صفت ہے جس نے انسان کی قدر ومنزلت شان وشرافت کو پیروں تلے روند دیا ہے۔ اور انسان کے اندر سے صبر واستقامت، توکل واستغناء کے عنصر کو بیت عنکبوت کے مانند تار تار کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے بارہا اپنے ماننے والوں کو حرص وطمع سے دور ونفور رہنے اور ترک دنیا کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ''ان اعقل الناس اترکھم للدنیا'' (ترجمہ) لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو سب سے زیادہ تارک دنیا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔'' **لوکانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ماسقی کافرا منھا شربۃ ماء** '' (رواہ الترمذی) ترجمہ، اس دنیا کی حیثیت اگر اللہ جل مجدہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ بھی عطا نہیں فرماتا۔ مگر **حیف صد حیف** کہ اس کے باوجود انسان دنیا ہی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ حصول دنیا ہی کو اپنی پوری پونجی سمجھ بیٹھا ہے کاش انسان اپنے آقا ومولیٰ ذوالمجد والسخا علیہ التحیۃ والثناء کے ارشادات وفرمودات کے سانچے میں اپنی زندگی کے لیل ونہار کو ڈھالے ہوتے تو دولت کے لئے روسا اہل دول جہلاء کے دروازوں تک نہ بھٹکنا پڑتا۔ ارباب افتاء وتحقیق، اصحاب فکر ونظر صاحبان علم ودانش کو انکے منشاء وچاہت کے مطابق فتویٰ صادر کرکے حق کا گلا نہ گھونٹنا پڑتا۔ فی زمانا ایسے مفتیوں کی کمی نہیں ملے گی، جو محض اپنی دنیوی منافع کی خاطر حق وصداقت کا دامن چھوڑ کر مصلحت کے ہاتھوں بکتے نظر آتے ہیں۔

مگر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے کبھی بھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا چاہے کتنی ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں، کتنے ہی قید و بند مصائب و آلام، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں، کبھی کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کے منشاء کے مطابق فتویٰ صادر نہیں فرمایا، بلکہ اللہ عزوجل کی ذات پر بھروسہ کرکے جب کبھی بھی فتویٰ تحریر فرمایا تو اپنے اسلاف اپنے آباء و اجداد کے قدم بقدم ہو کر تحریر فرمایا، جس طرح جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں نوری، بریلوی نے بے خوف وخطر فتویٰ تحریر فرمایا۔ اس لئے ایک سچے عالم دین، وارث انبیاء کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر زہد و ورع، صبر و استقامت، توکل و استغناء جیسی صفات پیدا کرے۔

اس تناظر میں جب ہم سلطان الفقہاء، افضل الفضلاء رئیس المحققین، زبدۃ المدققین، سراج المفسرین، عمدۃ المحدثین، قدوۃ الاکابر والاماثل والمعاصرین، شمس العارفین نور عیون، العاشقین، فقیہ اعظم فاتح عرب و عجم وارث علوم اعلیٰ حضرت شیخ طریقت، جانشین مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند سیدی وسندی حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ رحمۃ الباری کو دیکھتے ہیں تو آپ کی ذات ستودہ صفات منفرد المثال نظر آتی ہے۔ یہ شان استغناء ہی تو ہے کہ آپ نے کبھی بھی دنیاوی جاہ و حشمت، حکومتی منصب و عہدہ کی طرف رغبت نہیں فرمائی، جہاں انسان حکومتی منصب عہدہ کی دستیابی کے لئے شب و روز ہزاروں کوششیں پیہم تگ و دو کر رہا ہے وہیں حضور تاج الشریعہ حکومت کی لاکھوں کوششوں مسلسل اصرار کے باوجود اپنی شان استغناء کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ ’’اترپردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ ایل سی، نامزد کیا تھا انکی مقررہ میعاد ختم ہوجانے کے بعد جانشین مفتی اعظم کے لئے کوشاں رہے، مگر حضرت نے منع فرمادیا، ۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی (گورنر اترپردیش) آپ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ ایل۔ سی۔ نامزد کرنے کی حکومت اترپردیش کی منشاء ظاہر کی، مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع فرمادیا۔ اترپردیش کے گورنر عثمان عارف نے آپ سے منت وسماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔ اولیاء کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا۔ حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب واحترام کرتے تھے۔ مگر قربان جائیے اس اللہ کے والی پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔ کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟‘‘ (حیات تاج الشریعہ ص ۸۹)

حضور تاج الشریعہ کے توکل و استغناء کی ہی یہ ضیاء پاشیاں تھیں کہ بڑے سے بڑے صاحب ثروت، بڑے سے بڑے حکمراں باریابی کے لئے آپ کے دربار گوہر بار کا چکر کاٹتے صدہا کوششوں کے بعد موقع نصیب ہوتا اور آنے والا اگر کافر ومشرک ہوتا تو آپ ملنے سے بالکل ہی منع فرمادیتے چاہے وہ کتنا ہی بڑا عہدیدار کیوں نہ ہو، وقت کا وزیر اعظم کیوں نہ ہو، ہزارہا

سفارشوں کے بعد بھی اجازت مرحمت نہیں فرماتے۔ بقول حضرت مولانا شہاب الدین رضوی صاحب "جنوری ۱۹۹۵ء دوپہر ۲ر بجے کے بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہاراؤ کے خصوصی سکریٹری جانشین مفتی اعظم کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے انہوں نے وزیر اعظم کا تحریر کردہ خط زبانی طور پر بتایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی شخصیت سے بہت متأثر ہیں اور ملاقات کرکے دعائیں لینا چاہتے ہیں۔ آپ دولت کدے پر آنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں مذہبی آدمی ہوں مجھے میرے بزرگوں نے جن امور کی ذمہ داری دی ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہوں، میں سیاسی نہیں ہوں اور اس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں۔ پوری امت مسلمہ ناراض ہے، کسی بھی صورت میں ان سے ملاقات پسند نہیں۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ شریف آنا چاہتے ہیں تو آئیں اور حاضری دے کر چلے جائیں۔ میں عینی شاہد ہوں کہ باوجود ہزار کوشش کے حضرت نے ملاقات نہیں فرمائی جبکہ وزیر اعظم ہند، ۷ر گھنٹہ بریلی کے سرکٹ ہاؤس میں آپکا انتظار کرتے رہے۔ (سوانح تاج الشریعہ ملخصاص ۷۲)

بقیہ موت بھی ہاتھ مل رہی ہوگی

ہوئے دینی محفلوں میں جان ڈال دیتے ہیں۔

حاجو! کوئی شک وشبہ نہیں کہ عہد حاضر میں لوگ بہت مصروف ہوگئے ہیں اور غیر تو غیر ہی، اپنوں سے ملاقات کے لئے بھی لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے، تاہم اسے شخصیت کی غیر معمولی مقبولیت ہی کہئے کہ جوں ہی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پہنچی، جاں نثاروں، عقیدتمندوں اور حلقہ ارادت میں داخلے کا شرف رکھنے والوں کے جتھے کے جتھے لاکھوں لاکھ کی تعداد میں بریلی پہنچ گئے۔ میں نے تو یہاں تک سنا کہ موسلادھار بارش کی وجہ سے محلہ سوداگران کی گلیوں میں گھٹنے تک پانی رکا ہوا ہے اور لوگ ہیں کہ لائن میں گھنٹوں لگے ہوئے ہیں، تاکہ آخری بار اپنے محبوب کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ ظاہر ہے کہ دیوانگی بلا سبب نہیں ہے، بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ علماء اور عوام کے درمیان موصوف کی یکساں مقبولیت صرف اس لئے تھی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم اور عمل دونوں پس منظر میں اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علم وعمل، زہد وتقویٰ اور فکروفن کا روشن وتابناک آفتاب شام کے وقت جب بریلی کے افق پر غروب ہوا تو صبح ہوتے ہوتے ظلمت وتاریکی روئے زمین کے چپہ چپہ پر پھیل گئی۔

آسمان ازہری

نتیجۂ فکر: جاوید صدیقی گونڈوی

پیٹتے پھرتے ہیں سینہ دشمنان ازہری
سر اٹھائے چل رہے ہیں عاشقان ازہری

روز محشر، شافع محشر کے صدقے عاشقو
تان دے گا سر پہ مولیٰ سائبان ازہری

رشک سے عوج ثریا کیوں نہ دیکھے بار بار
ہر بلندی سے ہے اونچا آسمان ازہری

ہاں سگان رحمت عالم کی خدمت کے لئے
ہر گھڑی تیار رہتے ہیں سگان ازہری

گفتگو کرتے نہیں دیکھا شریعت کے خلاف
ترجمان قول حق ٹھہری زبان ازہری

نام اے جاوید ان کا مٹ نہیں سکتا کبھی
کیونکہ عشق رحمت عالم ہے جان ازہری

تاج الشریعہ کے فتاوے و تحقیق کے آئینے میں

مفتی قاضی فضل احمد مصباحی
ضیاء العلوم بنارس

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دنیا کی ان عظیم شخصیتوں میں ہوتا ہے جن کے نام اور کام رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ آج حال یہ ہے کہ جو مہر تاباں غروب ہوتا ہے اس کی جگہ معمولی چراغ بھی جلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اب ایسے افراد پیدا ہی نہیں ہو رہے جو علم و عمل کے جامع اور بزرگوں کے مزاج و مسلک سے بخوبی واقف، امام احمد رضا قدس سرہٗ کے علوم کے شارح و ناشر، قرآن کریم کے قابل رشک مفسر، حدیث نبوی کے کامیاب ترین ماہر محدث ہوں۔

موصوف کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے، ان کی شخصیت کا ہر پہلو روشن اور تابناک تھا۔ پاکیزہ اخلاق و سیرت، بحث و تحقیق کی اعلیٰ صلاحیت، زبردست علمی استحضار، تحریر و بیان پر غیر معمولی قدرت، فقہ و افتاء میں حد درجہ مہارت گویا وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

بلا شبہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ علم نبوت کی ترویج و اشاعت میں گزرا۔ انہوں نے علم و عمل اور عزیمت اور کردار کے جو چراغ روشن کئے ان شاء اللہ ان کی روشنی قائم و دائم رہے گی۔ آج کی اس نشست میں میرا عنوان سخن ہے۔ ''تاج الشریعہ کے فتاوے تحقیق کے آئینے میں'' اس لئے ذیل میں فقہ کی اہمیت و افادیت کا قدرے تفصیل سے جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ دین میں فقاہت کسی فقیہ کیلئے ایک عظیم نعمت اور سراپا خیر ہی خیر ہے اور اس کے بعد تاج الشریعہ کے فتاویٰ کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

فقہ: فقہ کے معنی دین کی گہری سمجھ ہے اور اصطلاح میں احکام شرعیہ کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے۔ فقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے۔ اور ہر دور میں ایسے ماہر علماء کا وجود ناگزیر ہے۔ جو ضرورت کے وقت امت کی دینی و شرعی رہنمائی کر سکیں۔ قرآن و حدیث میں تفقہ فی الدین کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے ارشاد باری ہے۔

''فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة یتفقهوا فی الدین''۔ (سورۂ توبہ)

ترجمہ: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

فقہ سراپا خیر ہے اور دین میں تفقہ ایک عظیم نعمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے **''من یرد اللّٰه به خیراً یفقهه فی الدین''**۔ (صحیح بخاری)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

فقہ کی اصل قرآن کریم سے:-

اللہ عز و جل نے تفقہ فی الدین حاصل کرنے کا حکم دیا جس سے فقہ کی اہمیت و رفعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے۔ ''کونوا ربانین بماکنتم تعلمون و بماکنتم تدرسون''۔ (آل عمران)

تم اللہ والے بن جاؤ کیونکہ تم کتاب الٰہی کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو۔ امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

''وقال ابن عباس کونوا ربانیئین حکماء وفقهاء''۔ (صحیح بخاری کتاب العلم)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''کونوا ربانین'' کا معنی یہ ہے کہ تم حکمت و بصیرت والے فقہ واستنباط والے بن جاؤ۔

فقہ کی اصل حدیث سے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

''ان لکل شئ دعامة و هذا الدین الفقه'' (کنز العمال)

یعنی ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہی ہے۔ اس حدیث شریف میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ دین کا خلاصہ فقہ ہے، دین کا مدار فقہ ہے، دین کا سرمایہ فقہ ہے، فقہ قرآن وحدیث کے بالمقابل کسی چیز کا نام نہیں ہے بلکہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے صحیح فہم وادراک کا نام فقہ ہے۔

ائمہ کرام وفقہائے عظام نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اصول وضوابط اور قواعد واحکام بیان کئے ہیں اور انسانی زندگی میں پیدائش سے لیکر موت تک پیش آمدہ تمام مسائل کو انہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اسی کے مجموعہ کو فقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان معتمد ائمہ کرام ومجتہدین عظام کی پیروی اور تقلید در اصل کتاب وسنت ہی کی پیروی اور تقلید ہے۔

زبان نبوت سے جب فقہ اور فقہاء کی عظمت بیان ہوئی تو صحابۂ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت علم فقہ حاصل کرنے میں مصروف ہوگئی۔ انہوں نے اتنا ملکہ حاصل کرلیا کہ فتاوے دیکر امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ پھر آگے چل کر تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے فقہ وفتاویٰ سے امتہ مسلمہ کیلئے ہر دور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور ان شاء اللہ زمانہ ان بندگان خدا سے کبھی خالی نہ ہوگا جو نت نئے مسائل کا حل انہیں اصول وضوابط کی روشنی میں باذن الٰہی نکالنے پر قادر ہوں گے۔

حضرت تاج الشریعہ کی ذات والاصفات بھی تفقہ فی الدین حاصل کرنے والوں کی فہرست میں نمایاں اور ممتاز ہے۔ مسائل شریعہ کی تحقیق وتدقیق میں آپ کا مقام معاصر علماء میں سب سے اوپر ہے۔ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے فیصل بورڈ میں آپ بحیثیت صدر الصدور فائز تھے اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سرپرست اور روح رواں تھے۔ ان دونوں مجلسوں کے تحت بے شمار نو پید مسائل کے حل میں آپ کے قول کو قول فیصل اور آپ کی تحقیق کو حرف آخر کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود پوری زندگی دار الافتاء دار القضاء کی ذمہ داری نبھائی اور بے شمار فتاوے سے قوم وملت کی صحیح رہنمائی فرمائی۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ دو ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکا ہے ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو امام احمد رضا قدس سرہٗ سے تفقہ فی الدین کا وافر حصہ بطور وراثت ملا تھا۔ میرے اس دعویٰ کی تائید ان کے درج ذیل فتاویٰ سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) وحدۃ الوجود کا مسئلہ صوفیہ کے یہاں معرکۃ الآراء مسئلہ ہے جس سے ظاہر بین لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اشتراک فی الوجود ہے

مگر حاشا ایسا ہرگز نہیں۔ یہ ایسا واحد نہیں کہ چند کی طرف تحلیل کر جائے اور نہ ایسا واحد حلول عینیت سے متہم ہو کر اثنیت کے مرتبہ میں اتر آئے بلکہ اس وحدۃ الوجود کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ حقیقۃً ایک ہی وجود ہے باقی سب ظلال وعکوس اور اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ ذات پاک اس واجب الوجود کی نہ اس کی کوئی مثل وشبیہ نہ وہ کیف وشکل سے متصف، جسم وجہت ومکان سے معرا اور امروز وزمان سے منزہ، اس کی ذات اور ذوات کی مناسبت سے مبرا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہ راقم ہیں۔

''عقیدۂ جماہیر اہل سنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ واحد ہے نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے فعال ہے، نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے، حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت وعلم غیرہا تمام صفات کمال سے ازلاً وابداً موصوف اور تمام شیون شین عیب سے اولاً وآخراً بری، ذات پاک اس کی نہ ضد وشبہ ومثل وکیف وشکل وجسم وجہت ومکان امروزمان سے منزہ جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست کل شئی ہالک الا وجہہ الایۃ وجود واحد موجود واحد باقی سب اعتبارات ہیں ذرات اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود وکائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے اگر اس نسبت پرتو سے قطع نظر نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت روح وحدت سے حضیض انثیت میں اتر آئے ھو ولا موجود الا ھو آیت کریمہ سبحانہ تعالیٰ عما یشرکون' جس طرح شرکت فی الالوہیۃ کو رد کرتی ہے یوں ہی اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے اور ملخصاً'' (فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵ مطبوعہ برکات رضا)

مسئلہ وحدۃ الوجود سے جو عینیت واتحاد کا وہم ہوتا ہے اس تعلق سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ یہ اصطلاح صوفیہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت میں یہ نہ عینیت ہے نہ اتحاد خالق ومخلوق۔ وہ رقمطراز ہیں۔

''عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کے موہمات ومشکلات میں غلو کا ثمرہ اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق ومخلوق کو الحاد وزندقہ بتا رہے ہیں بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عینیت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی ہے اور اس کا امرجع ومآل وہی وحدت موجود مطلق ووحدۃ وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات وظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغیر وزوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم وباقی حدوث وفنا سے منزہ تغیر وتبدل سے معرا لہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد وزندقہ ہے لہٰذا حضرات صوفیہ سے جو کچھ موہم عینیت منقول ہو وہ اولاً عدم ثبوت پر اور ثانیاً بعد ثبوت غلبۂ حال وسکر پر محمول اور اس میں تاویل ضرور اور وہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ، سبق سے ظاہر ہے۔'' (فتاوی تاج الشریعہ ج ۱ ص ۱۹، ۱۹۱، ۱۹۲)

(۲) شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کا دیدار فرمایا۔ یا۔ نہیں۔ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدومد کے ساتھ اس رویت کا انکار کرتی ہیں بلکہ صحیح بخاری میں تو یہاں تک

ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں اگر کوئی یہ حدیث بیان کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **لاتدرکه الابصار**۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے رویت کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت ابن عباس کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے تاج الشریعہ کا کہنا ہے کہ حضرت ابن عباس کا قول سماع وتلقی پر محمول ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار بربنائے اجتہاد واستنباط ہے لہٰذا حضرت ابن عباس کے قول کو جو حکماً مرفوع ہے حضرت عائشہ کے اجتہاد واستنباط والے قول پر ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں۔

''یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ رہا حضرت عائشہ کا انکار تو وہ بربنائے اجتہاد واستنباط ہے نہ بر بنائے روایت اور یہ روایات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سماع وتلقی پر محمول ہیں کہ رویت خداوندی کی حکایت ایسی بات نہیں کہ قیاس سے کہہ دی جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے یہ قول اپنی رائے وگمان سے کہہ دیا ہوگا بلکہ لامحالہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا ہوگا تو ان کا یہ قول حدیث مرفوع ومسند بہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم میں ہے اور حضرت عائشہ کے قول پر مقدم ہے لہٰذا اکثر علماء اہل سنت کے نزدیک راجح ومعتمد یہی ٹھہرا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بچشم سر لیلۃ الاسراء میں دیکھا۔'' فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

(۳) اہل سنت وجماعت اور بدمذہبوں کے درمیان علم غیب کا مسئلہ بھی معرکۃ الآراء رہا ہے۔ اہل حق و باطل کے درمیان اس عنوان پر کئی ایک مناظرے ہو چکے ہیں۔ باطل کو ہمیشہ کی طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا مگر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔

یہ مسلمہ ہے کہ علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے جو کسی مخلوق کیلئے ثابت کرے وہ یقیناً مشرک ہے۔ اسی طرح علم غیب عطائی مخلوق کے ساتھ خاص ہے جو اللہ عزوجل کیلئے ثابت کرے وہ بھی مشرک ہے۔ یوں ہی نبی کے معنیٰ غیب کی خبر دینے والے کے ہیں جو مطلقاً نبی سے علم غیب کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ اس تعلق سے تاج الشریعہ نے جو علم غیب ذاتی وعطائی میں فرق کیا ہے اور دیابنہ ووہابیہ کا جس طرح رد فرمایا ہے خود انہیں کے الفاظ میں سنئے۔

''بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی اصل نبوت کا انکار اور بکثرت آیات قرآنیہ کی تکذیب ہے جو کفر ہے یوں ہی وحی کو غیب نہ کہنا قرآن کو جھٹلانا ہے البتہ علم غیب ذاتی خاصہ باری تعالیٰ کا ہے جو مخلوق کیلئے ثابت کرے بلاشبہ مشرک ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی سنی ایسا نہیں اور علم غیب عطائی اصالۃً انبیاء وسید الانبیاء اور ان کے طفیل میں اولیاء بلکہ عام مومنین کیلئے بھی ثابت ہے جو اس عطائی کو خاص بجناب باری تعالیٰ بتائے وہ مشرک ہے اگرچہ مؤحد بنتا ہو۔'' (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱ ص ۴۰، ۳۰)

(۴) بدعت کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ۔ **بدعت حسنہ**: وہ ہے جس کی اصل شرع سے ثابت ہو اور مقصد شرع کے موافق ہو۔ **بدعت سئیہ**: وہ ہے جس کی اصل شرع سے ثابت نہ ہو اور وہ مخالف ومزاحم سنت ہو۔ بدعت سیئہ قبیح وشنیع اور بمقتضائے حدیث گمرہی ہے اس کے برخلاف بدعت حسنہ ضلالت تو درکنار مستحب ومباح کے درجہ

سے ترقی کر کے واجب کے درجہ تک کبھی پہنچ جاتی ہے۔ مگر وہابیہ دیابنہ اس قسم کی بدعت کو بھی بدعت وضلالت کے زمرے میں شامل کر کے علم سے بیگانگی کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ ملا علی قاری رقمطراز ہیں۔

"قال النووی البدعة کل شی عمل علیٰ غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقولهٗ کل بدعة ضلالة عامه مخصوص قال الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد البدعة اماواجبة کتعلم النحو لفهم کلام اللّٰه ورسوله واما محرمة کمذهب الجبریة والقدریة والمرجئة والمجسمة والردعلیٰ هٰؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشریعة من هٰذا ه البدع فرض کفایة وامامندوبة کاحداث الربط والمدارس وامامکروهة کر خرفة المساجد وتزوید المصاحف یعنی عند الشافعیة واما عند الحنفیة فمباح وامامباحة کالمصافحة عقیب الصبح والعصر ای عند الشافعیه ایضاً والا فعند الحنفیة مکروه۔" (مرقاۃ المفاتیح ج۱،ص ۲۲۳)

یعنی امام نووی نے فرمایا ہر وہ کیا جانے والا کام جس کی ماسبق میں کوئی مثال نہ ہو بدعت کہلاتا ہے اور شرع میں ایسی ایجاد کو کہتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور حضور کا یہ فرمان کہ ہر بدعت گمرہی ہے عام مخصوص ہے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ عز وجل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سمجھنے کیلئے علم نحو سیکھنا، یا بدعت حرام ہوتی ہے جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ اور مجسمہ کا مذہب۔ ان گمراہ فرقوں پر رد بدعت واجبہ ہے اس لئے کہ ان بدعتیوں سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔ یا بدعت مندوب ومستحب ہوتی ہے جیسے پل اور مدرسے بنانا۔ یا بدعت مکروہ ہوتی ہے جیسے مساجد کی تزئین اور مصاحف پر سونے کا پانی چڑھانا یہ شافعیوں کے نزدیک ہے ورنہ حنفیہ کے یہاں یہ سب مباح ہے۔ یا بدعت مباح ہوتی ہے جیسے فجر وعصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا یعنی شوافع کے نزدیک ورنہ حنفیہ کے یہاں فجر وعصر کی تخصیص مکروہ ہے۔

بدعت کی تعریف اور اس کے مصادیق کی تحدید وتعین اور اس کے اطلاق کے جواز وعدم جواز کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ بڑے جامع الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔ لفظ بدعت شرع میں دو معنیٰ پر آتا ہے معنیٰ اول مخالف ومزاحم ومعارض ومصادم سنت مثلاً حکم شرع کے برخلاف ہے بدعت بایں معنیٰ کے ضلالت ہونے میں کوئی شک نہیں حدیث میں جو بدعت کی شناعت اور بدعتی پر وعید وارد ہے یہی معنیٰ ہے اور اس معنیٰ کے اعتبار سے خوارج، روافض، معتزلہ ظاہریہ وغیرھم بدمذہبوں کو اصل بدعت کہتے ہیں اور عقائد وہابی اسی معنی میں داخل اور یہ لوگ باعتبار اس معنیٰ کے اہل بدعت میں شامل ہیں معنی دوم جو فعل بعینہ وبہیئت کذائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خود کیا نہ امت کو حکم دیا نہ برقرار رکھنا منقول ہو اگر اصل اس کی شرع سے ثابت اور مقصود شرع کے مناسب اور قواعد حسن ووجوب کے تحت مندرجہ اور مصالح دینیہ پر مشتمل ہو بدعت بایں معنیٰ علی الاطلاق گمرہی وضلالت نہیں حسنہ بھی ہوتی ہے اور اقسام پنجگانہ واجب مستحب مباح مکروہ حرام کی طرف تقسیم کی جاتی ہے۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲، ص ۵۵)

(۵) ذکر میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اوراس موقع سے زینت وآرائش اور اظہار فرحت وسرور زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے گوکہ مروجہ میلاد وقیام کا ثبوت دور صحابہ وتابعین میں مخصوص ہیئت وکیفیت کے ساتھ کہیں مذکور ومنقول نہیں مگر یہ بدعت بھی نہیں جیسا کہ بدمذہب زمانہ اسے شرک وبدعت قرار دیتے نہیں تھکتے اور اپنا پورا زوراس میں صرف کردیتے ہیں جبکہ کسی کام کا نہ کرنا اور ہے اور منع کرنا شئی دیگر ہے۔ نہ کرنے سے بدعت وحرمت کا حکم نہیں لگے گا جب تک کہ اس سے منع نہ کیا گیا ہو علماء عرب وعجم ایک زمانہ سے میلاد وقیام بوقت ذکر خیر الانام مستحب ومستحسن قرار دیتے چلے آرہے ہیں اور اس سے مقصود حضور ﷺ کی تعظیم اوران کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہے اور یہ شرعاً محبوب ہے تو یقیناً مسنون ومستحسن ہے۔ (امام سخاوی راقم ہیں)

"ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطاع والمدن یشتغلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور البهجة الرفیعة ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السروی ویزیدون فی المبرات ویمتمون بقراء ة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم انتهی۔" (انسان العیون ج ۱،ص ۸۳)۔

یعنی پھر اہل اسلام تمام اطراف واقطار اور شہروں میں بماہ ولادت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اوراس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے خدمات اور اظہار سرور وکثرت حسنات واہتمام قرأت مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اوراس کی برکت سے ان پر فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔ (امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہیں)

"ولادت حضور صاحب لولاک تمام نعمتوں کی اصل ہے تو آپ کی خوبیوں کے بیان واظہار کا نفی قطعی سے ہمی حکم ہوا اور کار خیر میں جس قدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسی قدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے اور قول بعض کا کہ میلاد بایں ہیئت کذائی قرون ثلثہ میں نہ تھا ناجائز ہے باطل اور پراگندہ ہے اس لئے کہ قرون وزمانہ کو حاکم شرعی بنانا درست نہیں یعنی یہ کہنا کہ فلاں زمانہ میں ہوتو کچھ مضائقہ نہیں اور فلاح زمانہ میں ہوتو باطل اور ضلالت ہے حالانکہ شرعاً وعقلاً زمانہ کو حکم شرعی یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح میں دخل نہیں نیک عمل کسی وقت میں ہو نیک ہے اور بد کسی وقت میں ہو برا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳،ص ۷۶۰، ۷۶۱) حضرت تاج الشریعہ اس تعلق سے خامہ فرسائی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"بالجملہ اصل ذکر ولادت مسنون ہے اوراس پر تمام کتب سیر واحادیث کا ذکر ولادت سے پر ہونا خود شاھد ہے البتہ یہ کیفیت مروجہ منقول نہیں مگر عدم نقل ہرگز نقل عدم نہیں اسے اس کی دلیل بنانا سراسر جہالت ہے اگر یہ تسلیم بھی کرلیں کہ عدم نقل نقل عدم ہے جب بھی اس امر کی ممانعت اس سے ثابت نہ ہوگی کہ کسی شئی کا نہ کرنا اور ہے اوراس سے منع کرنا اور۔ اور زینت وآرائش کے اہتمام سے مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور اظہار فرحت مطلقاً بلا تخصیص وقت وہیئت مامور ہے اور شرعاً محبوب ہے تو یہ کیفیات مذکورہ اس مامور بہ مطلق کا فرد ہوکر لاجرم محبوب ومرغوب ہوئیں انہیں بدعت سیئہ بتانا للہ انصاف تعظیم مصطفی علیہ التحیۃ والثناء سے روکنا نہیں تو اور کیا ہے۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲،ص ۵۹)

(۶) آج کل بدمذہبوں اور مرتدین سے مذہبی معاملات میں

بلا دغدغہ اتحاد کرلیا جاتا ہے اور اسے صلح حدیبیہ کی نظیر بتانے سے بھی گریز نہیں کرتے اور اس کے جواز کیلئے ایک دو سبب نہیں بلکہ علل شئی کے طور پر حسب ضرورت، مصلحت شرعیہ کے تحقق کا برملا اظہار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ صلح حدیبیہ ضرورت شرعیہ اور مصلحت شرعیہ کی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ در اصل فتح مکہ کی تمہید تھی اور لوگوں کے کانوں نے فتح ونصرت کے شادیانے بجتے بھی سنے۔ حضور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم بعطائے الٰہی غیوب پر مطلع تھے اس لئے حضور کے بعد اب اس قسم کی صلح کسی کیلئے جائز نہیں کہ انہیں انجام پر اطلاع نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آج کے اتحاد کو صلح حدیبیہ کی نظیر بتانا درست نہیں کہ وہ صلح تھی نہ کہ اتحاد۔ اتحاد و صلح دونوں ایک چیز نہیں ہوسکتی۔ کیا کوئی یہ کہنے کی جسارت کرسکتا ہے کہ صلح حدیبیہ کفار سے اتحاد کا نام تھا۔ ہرگز نہیں تو مصالحت کی آڑ میں اتحاد کا کھیل کھیلنا شرعاً ناروا اور مذہب وملت کا شیرازہ منتشر کرنے کے مترادف ہے۔ حضور تاج الشریعہ فیصلہ کن انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

''صلح حدیبیہ مصلحت شرعیہ اور ضرورت شرعیہ کی بناء پر سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمائی جن کے عظیم فوائد مرتب ہوئے اور اسلام کو فروغ اور کفر کو عظیم نقصان اس سے ہوا اور صلح حدیبیہ کے بعض شرائط ایسے تھے جن میں بظاہر کفار کا فائدہ اور ان کی برتری تھی اور مسلمانوں کیلئے ظاہری طور پر ذلت تھی اس لئے اکثر صحابۂ کرام کی رائے نہ تھی کہ ایسی صلح کفار سے ہو مگر ان سب نے بمقتضائے ایمان سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے سپرد یہ معاملہ کردیا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم احکم اور آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی پر اپنے سروں کو خم کردیا، اس طرز کی مصالحت بعد زمانۂ نبوت کسی کو جائز نہیں، یہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت تھی اس لئے کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام بعطائے الٰہی غیب پر مطلع تھے اور آپ کو اختیار تشریعی بھی رب قدیر عز وجل سے ملا لہٰذا آپ کو اختیار ہے کہ جب چاہیں ظاہر پر حکم فرمائیں اور جب چاہیں باطن کے موافق حکم کریں۔ دوسرا کوئی ان کا سہیم وشریک اس خصوصیت میں نہیں ہوسکتا۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲، ص ۱۰۹، ۱۱۰)

اور جہاں تک تحقیق حاجت وضرورت یا مصلحت شرعیہ کے تقاضہ کی بات ہے تو اکثر معاملہ برعکس ہی نکلتا ہے۔ بات تو کی جاتی ہے مصلحت کی مگر قدم قدم پر مفاسد وضرر سے سابقہ پڑتا ہے۔ خود حضرت تاج الشریعہ اپنا تجربہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''مذہبی معاملات میں کفار سے استعانت حرام اور ان سے موالات حرام اشد حرام بدکام کفر انجام مگر بار ہا کا تجربہ ہے کہ نام ضرورت شرعیہ کا لیا جاتا ہے اور ضرورت نام کی بھی نہیں ہوتی اور مصلحت بتائی جاتی ہے مگر وملت کو ضرور مفاسد سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور سائل نے خود ہی لکھا ''جس سے ہمارے مذہبی معاملات مستثنیٰ ہوں۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ سائل کے نزدیک بھی مذہبی معاملات میں مرتدین سے مصالحت حرام ہے۔ اب سائل فاضل کے کلمات سے خود ظاہر کہ شرعی معاملات کیلئے جو سمّیلن ہوا اور ملی جلی تنظیمیں بنیں وہ سب حرام بدکام بدانجام ہیں پھر مصالحت کا تو نام لیا جاتا ہے اور مرتدین سے اتحاد کا نعرہ لگایا جاتا ہے کیا مصلحت اور اتحاد کا مفہوم ان لوگوں کے نزدیک ایک ہی؟ (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲، ص ۱۱۰)

الحاصل حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی فقہاہت

بقیہ صفحہ 85 پر

دو ڈھائی سال پہلے کچھ گھنٹوں کیلئے بریلی شریف جانے کا موقع ملا۔ قافلہ میں بنارس سے محب گرامی قدر علامہ قاری دلشاد احمد رضوی، ڈاکٹر مولانا شفیق اجمل اور حافظ وقاری جناب سیف الملک بھی شامل ہوگئے تھے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب کے ساتھ تھوڑی دیر بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہمیں ایک حجرے میں لے جایا گیا، جہاں تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔ آج کسے خبر تھی کہ یہ ہماری آخری ملاقات ثابت ہوگی، تاہم قضائے الٰہی کے فیصلوں کے آگے کسے پر مارنے کی جرات ہو۔ ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء جمعہ اور شنبہ کی درمیانی رات میں وہ گھڑی آہی گئی جس سے کسی ذی روح کو چھٹکارا نہیں۔

خوبرو جسامت، مناسب قد وقامت، عشق الٰہی اور حب رسول ﷺ سے سرشار آنکھیں، تقدس مآب ہاتھ، ستواں ناک، روشن وتابناک چہرہ کہ جس پر کسی نے چاندنی کا غازہ مل دیا ہو، کوثر وتسنیم میں نہائی ہوئی پیشانی کہ جس سے رحمت ونور کے سنہرے موتی ہمہ وقت ڈھلک رہے ہوں۔ چلتے تو سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ اور بولتے تو ٹھہر ٹھہر کر تا کہ مفہوم خوب اچھی طرح واضح ہوجائے، ہمہ وقت دیدہ زیب، پرکشش اور ہلکے رنگ کا عمامہ سر پر سجائے رہتے، تاہم معمولی کپڑے کا کرتہ اور پائجامہ زیب تن کرتے، کھانے پینے میں سادہ غذا پسند کرتے اور کسی بھی طرح کے تکلف سے مکمل اجتناب، لیکن کبھی کبھی چٹپٹی چیزیں بھی شوق سے تناول فرماتے۔

سکوت کا عالم ہوتو ایک راز سربستہ اور زبان کھلے تو ہاتف غیب کی آواز، شریعت پر آنچ آجائے تو قہر وجلال کا دہکتا ہوا انگارہ اور خود اپنا وجود خطرے میں ہو تو عجز وانکساری کا پیکر جمیل، تملق وچاپلوسی نام کو نہ تھی، شریعت اسلامیہ کے آئینے میں جسے درست سمجھا، اس پر نہایت ہی سختی سے کاربند رہے اور جسے غلط سمجھا، اس پر بانگ دہل گرفت کرتے ہوئے کبھی بھی اپنوں اور غیروں کے درمیان تمیز نہ کی۔

شخصیت کی سحر طرازی بہت مشہور ہے، تاہم میری آنکھوں نے آج تک حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے زیادہ کسی کے ارد گرد پروانوں کا اس قدر ہجوم نہ دیکھا۔ جس علاقے سے موصوف کے گزرنے کی خبر ہوجاتی، وہاں کے لوگ گھنٹوں ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب ہوجاتے۔ دست بوسی کی مہلت نہ مل سکے، تو جسم نازک سے لگے ہوئے کپڑے کو ہی چھو کر بوسہ دے لیتے۔

حلقہ ارادت میں داخلے کے لئے مجمع عام کے سامنے کسی حاضر باش کو تمہید باندھنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ لوگ نہ صرف ایک جھلک دیکھ کر، بلکہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے نام

سے اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ خود ہی دیر تک حلقہ ارادت میں داخلے کے وقت کا بے چینی سے انتظار کرتے رہتے۔ ایک ایک بار میں کثرت ازدحام کا یہ عالم تھا کہ لمبی لمبی رسی لائی جاتی اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ یہاں وہاں سے رسی کا کونہ تھام لیتے اور یوں تاج الشریعہ کی غلامی میں آجانے میں فخر کیا کرتے۔ عقیدت مندوں کی بھیڑ جب عروج پر پہنچتی اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں دھکم دھکا ہوتا، تو حاشیہ نشینوں کو غصہ بھی آتا اور خوشی بھی ہوتی، غصہ اس بات پر کہ لوگ اپنے مرکز عقیدت کے تحفظ وصیانت کی بھی پرواہ نہیں کر رہے ہیں اور خوشی اس بات پر ہوتی کہ تاج الشریعہ کی عوامی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ ایک جھلک دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو تکلیف دہ صورت حال کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم وآگہی کا بحر بیکراں تھے۔ دنیائے اسلام کی مشہور ومعروف یونیورسٹی جامع ازہر سے نہ صرف فارغ التحصیل تھے، بلکہ ایسے فارغ التحصیل تھے کہ خود جامع ازہر کو بھی آپ پر بڑا ناز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جامع ازہر کے ارباب حل وعقد نے آپکی خدمت میں 'فخر ازہر' سے موسوم ایوارڈ پیش کیا۔ فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، جو اخیر وقت تک گاہے بگاہے جاری رہا۔ اس حوالے سے آپ کے شاگردوں کی درست تعداد بتانی تو مشکل ہے، تاہم یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ سبقاً سبقاً پڑھنے والے طلبہ کی تعداد سے کہیں زیادہ لاکھوں ایسے تشنگان معرفت، علمائے کرام اور مفتیان عظام ہیں، جنہوں نے دوران سفر وحضر مشکل ترین دینی مسائل میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے خرمن علوم وفنون سے خوشہ چینی کی سعادت حاصل کی ہے۔

آپ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔ شرعی فیصلہ، تین طلاقوں کی شرعی حکم، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد تارح تھے نہ کہ آزر، سنو چپ رہو، آثار قیامت، رویت ہلال کا ثبوت اور حدود قضا، افضلیت صدیق اکبر وفاروق اعظم، الحق المبین، ازہار الفتاویٰ، دفاع کنز الایمان، الصحابہ نجوم الاھتداء، شرح حدیث الاخلاص وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اسی کے ساتھ آپ نے بخاری شریف پر 'تعلیقات ازہری' کے نام سے حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے جد امجد امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے کئی رسائل وکتب کی تحقیق وتخریج فرمائی اور بعض کو عربی زبان میں بھی منتقل کر کے عام لوگوں کے لئے مصنفات اعلیٰ حضرت سے استفادہ سہل بنا دیا۔

خیال رہے کہ موصوف کو فارسی، عربی، اردو، انگریزی میں یکساں مہارت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بلا تکلف متذکرہ زبانوں میں لکھنے، پڑھنے اور بولنے پر عبور حاصل تھا۔ حاضر باش گواہ ہیں کہ موصوف نے عالم عرب کا دورہ کرتے ہوئے فصیح وبلیغ عربی میں خطاب فرمایا، افغانستان کے علمائے کرام سے بات کرتے ہوئے فارسی زبان استعمال کی اور جب یورپ وامریکہ میں انگریزی میں خطاب کی ضرورت محسوس کی تو بلا تکلف انگریزی میں بات شروع کر دی۔

موصوف بلند پایا شاعر بھی تھے۔ آپ نے عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں کامیاب شاعری کی ہے۔ نغمات اختر اور سفینۂ بخشش بہت مشہور مجموعے ہیں۔ آپ کی شاعری تصنع، بناوٹ اور بازاری لب ولہجے سے پوری طرح پاک ہے۔ اپنے محبوب مکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہوئے پرکشش ردیف اور قافیے استعمال کئے، بلکہ آپ کی بیشتر نعتیں مترنم بحروں میں ہیں، جنہیں عالم اسلام کے مشہور ومعروف نعت خواں اپنے اپنے لب ولہجے میں گنگناتے

بقیہ صفحہ 91 پر

حضور تاج الشریعہ اکابر کی نگاہ میں

مفتی معین الدین مدرس جامعہ حمیدیہ رضویہ

روز ازل میں جب خالق کائنات عزوجل نے تمام روحوں کو پیدا فرمایا تو ان ارواح سے ارشاد ہوا ''الست بربکم'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ روحوں نے جواباً عرض کیا کہ ''بلیٰ'' ہاں تو ہمارا رب ہے۔ اس کے بعد رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے نور سے کچھ روحوں پر تجلی ڈالی تو وہ روحیں اس تجلی نور سے اسی آن ہمیشہ کے لئے تابندہ ومنور ہوگئیں۔ چنانچہ حدیث پاک کی مشہور متداول کتاب مشکوۃ المصابیح باب القدر میں ہے ''حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ان اللہ خلق خلقۃ فی ظلمۃ فالقیٰ علیھم من نورہ فمن اصابہ من ذالک النور اھتدیٰ ومن اخطاہ ضل فلذالک اقول جف القلم علیٰ علم اللہ رواہ احمد والترمذی''، یعنی پروردگار عالم عزوجل نے اپنی مخلوق جن وانس کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر اپنی شعاع نور ڈالی جنہیں اس نور سے کچھ حصہ پہنچا وہ ہدایت یافتہ ہوگئے اور جو اس سے رہ گیا گمراہ ہوا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم پر سوکھ چکا۔ ظاہر ہے کہ جن روحوں پر نور الٰہی کی گہری تجلی پڑی وہ انبیاء ورسل ہوئے، صدیقین وصالحین ہوئے، شہدا اور اولیا ہوئے اور جن پر ہلکا چھینٹا پڑا وہ عام مومنین و مسلمین ہوئے۔ جن نفوس قدسیہ پر گہری تجلی پڑی، حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی روح بھی انہیں میں شامل تھی۔ چنانچہ ایسی مخصوص روحیں جب اس عالم فانی میں مبعوث ہوتی ہیں تو خدائے بزرگ وبرتر کے فضل وکرم سے کچھ آثار وقرائن ظہور میں آتے ہیں، جن سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ بندہ اللہ کے خاص بندوں میں سے ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عام لوگ از خود ایسی ہستیوں کو نہیں سمجھ پاتے لیکن خاصان خدا کی طرف سے صراحۃً یا اشارۃً خبردار کیا جاتا ہے کہ 'فلاں' کون ہے؟ اس شخصیت کی شان کیا ہوگی؟

چنانچہ وہ اکابر اہل سنت جن کی ولایت، کرامت واستقامت مسلم ہے، ان بزرگوں سے اشارہ ملتا رہتا تھا کہ حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ جہان شریعت کے علمبردار ہیں، اقلیم ولایت کے تاجدار بھی ہیں۔ اس بات کی تائید وشہادت سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جملے سے ہوتی ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ '' آپ لوگ اختر میاں کی طرف رجوع کریں انہیں کو میرا جانشین جانیں'' اور مندرجہ ذیل روایتوں سے بھی مذکورہ موقف کی مزید تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

ہمارا جامعہ حمیدیہ رضویہ مدنپورہ بنارس جو ایک سو پچیس سال سے بھی قدیم ادارہ ہے، جس کی تاسیس ہم عصر اعلیٰ حضرت قطب بنارس حضرت مولینا عبد الحمید پانی پتی قدس سرہ نے فرمائی تھی۔ قطب وقت کی نگاہ توجہ سے جامعہ ہذا کو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے، یہ وہ خوش نصیب ادارہ ہے جہاں شہزادگان اعلیٰ حضرت بار بار تشریف لاتے رہے، خانقاہ رضویہ کے سبھی پیران طریقت اور

ملک کے اکثر بڑے بڑے علماء ومشائخ زمانہ نے جامعہ حمیدیہ رضویہ میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔ یہاں پر حضور شمس العلماء جعفری جونپوری علیہ الرحمۃ و الرضوان نے ایک زمانے تک مسند تدریس کو زینت بخشی، مدتوں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے باوقار منصب پر فائز رہے۔ وہ شمس العلماء کہ جب عرس رضوی میں حاضر ہوتے بلکہ ہر سال عرس رضوی میں جاتے اور خانقاہ شریف میں آپ کے لئے ایک کمرہ فکس ہوتا اور وہاں پر ایک بورڈ لگا رہتا تھا ''قیام گاہ حضور شمس العلماء'' ہمارے استاذ مکرم خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ نجم الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے بارہا بیان فرمایا کہ ہم لوگ بریلی شریف کے عرس میں شمس العلماء قدس سرہ کے قیام گاہ پر بڑی شوخی سے ڈٹے رہتے اور خدمت گزاری کرتے کہ حضرت والا ہم لوگوں کے استاذ گرامی تھے۔ وہاں یہ حال ہوتا کہ علماء ہند کا تانتا لگا رہتا تھا، محققین اپنے اپنے مسائل حل کرتے، کوئی منطق کا سوال کرتا، کوئی فلسفہ کا مسئلہ سمجھتا، کوئی فقہ وحدیث کا، کوئی تفسیر وکلام کا، الغرض حضور شمس العلماء کی شان یہ تھی کہ بڑے بڑے اہل علم ان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔ اس جاہ وجلالت علمی اور فنی طمطراق کے باوجود جب ایک بار جامعہ حمیدیہ رضویہ میں دوران تدریس ایک بزرگ صورت، ولی صفت انسان آپ کی بارگاہ میں تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہوکر ان کا اکرام واستقبال کیا، ان کو اپنی مسند پر بیٹھایا اور خود بڑے ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ گئے۔ طلبہ حضرات حیرت زدہ تھے، ان کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں، آنے والے کو دیکھتے رہے گئے۔ استفسار کرنے پر پتہ چلا کہ آنے والے بزرگ حضرت ازہری میاں ہیں۔ آپ نے اپنی لکھی ہوئی عربی زبان میں ایک منقبت سنائی، لب ولہجہ اتنا دلکش تھا کہ نغمہ وترنم کا سماں چھا گیا۔ یہ منقبت رئیس التارکین مجاھد ملت قدس سرہ کی شان میں تھی جو کہ اب سفینۂ بخشش میں مرقوم ہے۔ یہ واقعہ تقریباً چالیس سال پہلے کا ہے لوگوں نے وہ پر کیف سماں دیکھ کر اسی وقت یہ سمجھ لیا تھا کہ حضور تاج الشریعہ کے از خاصان خدا ہیں۔

قاطع کفر وبدعت، مظہر اعلیٰ حضرت حضور شیر بنارس حضرت مولینا عبد الوحید صاحب قبلہ فریدی فاروقی علیہ الرحمہ جو قطب بنارس حضرت مولینا عبد الحمید پانی پتی علیہ الرحمۃ الرضوان کے پوتے ہوئے، ان کی شان یہ تھی کہ وہابیہ، دیابنہ وغیرہ فرق باطلہ حضور شیر بنارس کے نام سے تھراتے تھے۔ بلاشبہ آپ بنارس میں اہل سنت کے پاسبان تھے، آپ کی حیات میں کسی بدعقیدہ کی مجال نہیں تھی کہ وہ کھل کر میدان میں اپنا پروگرام کرلے۔ متبع شریعت ایسے کہ خلاف اولیٰ کا ارتکاب نہ کرتے۔ ایسے روشن ضمیر اور صاحب کشف کہ انتخاب قدیری کا اپنی خانقاہ میں برملا ردوہجو فرماتے۔ استاذ الاساتذہ، معتمد ومستند عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد یامین مراد بادی علیہ الرحمہ نے متعدد بار یہ بیان فرمایا کہ ''حضور شیر بنارس قدس سرہ بڑے روشن ضمیر بزرگ تھے، کبھی کبھار مدرسے کی چھٹی میں ہم ان کے پاس چلے جاتے، آپ خانقاہ شریف میں انتخاب قدیری کا ہجو کرتے ہوئے کہتے کہ وہ خراب ہوجائے گا، گمراہ ہوجائے گا۔ میرے دل میں یہ خیال آتا کہ بھلا بتاؤ انتخاب قدیری کیسا بہترین عالم ہے، اہلسنت کا مناظر، مقرر، مدرس، مصنف جو کہئے بجا ہے اور حضرت اس کی تذلیل وتحقیر فرماتے ہیں۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جیسے ہی میرے دل میں یہ وسوسہ آتا فوراً میری طرف متوجہ ہوکر فرماتے ''مفتی صاحب آپ کو برا لگ رہا ہے، مراد آباد کا ہے اسی لئے''۔ حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ کے پڑھے ہوئے حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے تلامذہ میں تھے،

جب بھی نام لیتے 'مرادآباد شریف' کہتے تھے۔ یہ واقعہ ایک بار کا نہیں بلکہ آپ کی حیات میں مختلف مجلسوں میں جب جب مجھے یہ خیال ہوا فوراً میری طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا مفتی صاحب آپ کو برا لگ رہا ہے، پھر میں سنبھل جاتا۔ حضور شیر بنارس کے پردہ فرمانے کے دسیوں سال کے بعد انتخاب قدیری کی گمراہی ظاہر ہوئی اور مذکورہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔ واقعی لوح محفوظ است پیش اولیاء۔

ایسے روشن ضمیر اور صاحب کشف بزرگ نے جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس میں ایک خاص موقع پر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ وغیرہ علماء کرام کے سامنے حضور تاج الشریعہ کو مخاطب کر کے ان کے روبرو عرض کیا تھا "حضور آپ ہمارے بڑے ہیں، ہمارے بزرگ ہیں" ظاہر ہے کہ بزرگی سے مرتبۂ باطن کی بلندی مراد ہے ورنہ عمر میں حضور شیر بنارس علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ سے بہت بڑے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

سنّیت کی سند آپ کی ذات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

مسلک اعلیٰ حضرت کا جوہر ہیں یہ
مفتی اعظم کی عظمت کا مظہر ہیں یہ
جد امجد کی بخشی یہ سوغات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

مذہب و دین و ملت کی یہ آن ہیں
اہل سنت و جماعت کی پہچان ہیں
مشغلہ دینی، علمی دن و رات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

یہ محقق بھی ہیں یہ مفکر بھی ہیں
یہ محدث بھی ہیں یہ مدبر بھی ہیں
علم و حکمت، دلائل کی بہتات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

بدعقیدوں کے جو تھے قلعے ڈھادیئے
مسئلے جتنے تھے سب کو سلجھادیئے
ان کے آگے کیا نجدی کی اوقات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

ان کی تقریر کی دلکشی کیا کہوں
ان کی تحریر کی چاشنی کیا کہوں
ان کی ہر بات میں اک نئی بات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

احمدؔ اعظمی ہے غلام آپ کا
رحم کا منتظر ہے مدام آپ کا
آپ کی اک نظر اس کی سوغات ہے
میرے تاج الشریعہ کی کیا بات ہے

نتیجۂ فکر: حافظ احمدؔ اعظمی

حضور تاج الشریعہ فقہ حنفی کی ایک پہچان

مفتی محمد تیسیر الدین رضوی شیخ الحدیث مدرسہ مجیدیہ بنارس

مخدومی ومرشدی، آقائی ومولائی سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان آفتاب شریعت، مہتاب طریقت، افق تصوف کے نیر تاباں، معرفت وحقیقت کے بحر بیکراں، زہد ورع کے منبع، تقوی وطہارت کے سرچشمہ تھے۔ سرکار سیدنا مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند کے سایہ رحمت کے پروردہ حضور تاج الشریعہ جنہیں دنیا جانشین مفتی اعظم ہند کہتی ہے، جن کے سر پر حضور احسن العلماء علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ الرضوان نے تاج جانشینی رکھا اور دعاؤں سے نوازا۔ اس مؤقر، ممتاز، منفرد المثال اور جامع الصفات شخصیت کے مقام منصب پر گفتگو مجھ جیسے حقیر سراپا تقصیر کے بس کی بات کہاں۔ البتہ اللہ سلامت رکھے حضرت علامہ مولانا مفتی معین الدین احمد عرف پیارے میاں مدظلہ العالی کو جنہوں نے اپنا جریدہ ''ماہنامہ مذہبی دنیا'' کے اس شمارے کو حضور تاج الشریعہ نمبر کے نام سے نکالنے کا فیصلہ لیا اور مجھ جیسے بہتوں کو دربارۂ حضور تاج الشریعہ میں اپنی اپنی عقیدت ومحبت کا گلدستہ پیش کرنے کا موقع دیا۔ اللہ رب العزت مفتی صاحب موصوف کو جزائے خیر دے آمین۔

چودہویں صدی ہجری میں جس طرح قدرت نے ایک خاص کام کے لئے مجدد دین وملت، عظیم البرکت، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس کو ہمہ جہات ستودہ صفات وکمالات کا بے مثال آئینہ دار بنایا، اسی طرح پندرہویں صدی ہجری میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات کو بے شمار گوناگوں فضائل وکمالات سے سرفراز فرمایا۔ ملاحظہ ہو چودہویں صدی میں جن خاص اہم کام کے لئے قدرت نے اعلیٰ حضرت کی ذات کا انتخاب فرمایا وہ کام تھا تجدید دین واحیاء سنت کا۔ ابو داؤد شریف کی حدیث پاک ہے۔''ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل ماۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا'' ہر صدی اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کردے۔ مجدد وہی ہوتا ہے جو امت کو بھولے ہوئے احکام شرعیہ یاد دلائے، نبی کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمادے، فقہ وکلام کے الجھے ہوئے معرکۃ الآرا مسائل کو سلجھادے، اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعہ اعلاء کلمۃ الحق فرماکر اہل باطل کی جھوٹی شوکت کو مٹادے۔ اس حدیث کی روشنی میں جب دنیا نے چودہویں صدی پر نگاہ ڈالا تو برملا کہہ اٹھا یقیناً چودہویں صدی کا مجدد چودہویں رات کے چاند کی طرح سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت ہی نظر آرہے ہیں۔ اور پندرہویں صدی میں جن خاص اہم کام کے لئے قدرت نے تاج الشریعہ کی ذات کا انتخاب فرمایا وہ کام تھا فقہ حنفی کی حفاظت وصیانت کا۔

فتاوی رضویہ سرکار اعلیٰ حضرت کا وہ فقہ حنفی کا مایۂ ناز علمی شاہکار ہے جو تحقیق وتدقیق کے اوج ثریا پر فائز ہے۔ آپ کے وہ معاصر جنہیں فقاہت میں حرف آخر سمجھا جاتا تھا جب انہوں نے ان فتاوی کو دیکھا تو اپنے کو طفل مکتب پایا اور آپ

سے کسب فیض کو غنیمت جانا۔ کیونکہ سرکار اعلیٰ حضرت نے فتاوی رضویہ میں بارہ سوسالہ فقہی ذخیروں کو کھنگال کر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر علامہ شامی علیہ الرحمہ تک اس طور پر تحقیق کو پہونچایا کہ ہر دور میں اسے جن لفظوں میں بیان کیا گیا کسی سے کوئی کمی یا بیشی ہوئی تو اس کا ذکر ساتھ ہی وجوہات کہ ایسا کیوں ہوا؟ کونسا موقف اقرب الی الحق ہے۔ اور کن حالات کے تحت، اسی لئے تو مکہ مکرمہ کے جلیل القدر مفتی علامہ مولانا اسماعیل بن سید خلیل رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا تھا اور بجا فرمایا تھا کہ اگر امام ابو حنیفہ اس ہستی کو دیکھتے تو اپنے اصحاب میں شامل فرما لیتے۔

اعلیٰ حضرت کی اس فقہ حنفی کی تحقیق میں جب پندرہویں صدی میں جدید تحقیق کے نام دبیز چادر ڈالنے کی کوشش کی گئی تو قدرت نے حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکات کو فقہ حنفی کی ایک پہچان بنا دیا۔ تمثیل کے طور پر صرف چند گوشے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

(۱) ۲۰۱۳ء میں مجلس شرعی کا ایک فیصلہ جدید تحقیق کے نام پر یہ آیا کہ موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں جب وہ چل رہی ہوں اس وقت بھی فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی جائز وصحیح ہے اور بعد میں اس کا اعادہ نہیں اور یہ حکم بزعم خویش اعلیٰ حضرت کے فتاوی رضویہ میں مذکورہ جزئیات سے استدلال کر کے دیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ ”اس کی ایک دلیل خود اعلیٰ حضرت نے قدس سرہ کی مذکورہ بالا عبارت ہے۔ اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف نصوص کتاب وسنت میں اگر چہ معتبر نہیں مگر عبارت فقہاء وکلام علماء میں ضرور معتبر ہے“۔ (ٹرین) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جھۃ العباد ہوا۔ (فتاوی رضویہ ج ۳ رص ۴۴ رسنی دارالاشاعت مبارکپور)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اول کے لئے روکنے اور دوم کے لئے نہ روکنے کے سبب منع من جھۃ العباد ہونے کا حکم ہے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر دونوں کے لئے روکی جائے تو سرے سے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لئے نہ روکی جائے تو منع من جھۃ العباد نہیں، خود اس عبارت سے مفہوم ومستفاد ہوا کہ اب ٹرین چونکہ کسی فرد یا افراد کے کام کے لئے نہیں روکی جاتی تو منع من جھۃ العباد نہ رہا۔ لہٰذا چلتی ٹرین پر ادائے نماز کے بعد اعادہ نماز کا حکم بھی نہ رہا۔ (نقل فیصلہ مجلس شرعی مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳ء)

حضور تاج الشریعہ نے خداداد منصب کی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لایا اور ایک ایسی تصنیف انیق ”چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم“ اہل سنت کے ہاتھوں میں دیا کہ رہتی دنیا تک اعلیٰ حضرت کی فقہی تحقیقات پر جدید تحقیق کے نام پر چادر ڈالنے والے کو آئینہ دیکھایا جائے گا۔ حضور تاج الشریعہ کی مذکورہ بالا تصنیف کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”اعلیٰ حضرت کی سیدھی سادھی عبارت جو اجماع مسلمین کے موافق چل رہی تھی اسے اپنے خیالی معنی پر ڈھال کر منع من جھۃ العباد کو اسی قید مزعوم سے مقید کیا یعنی منع ایک فرد یا چند افراد کے حق میں ہو تو منع من جھۃ العبد ہے ورنہ جبکہ منع عام ہو تو منع سماوی ہے۔ کیا اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مفہوم موافق اس مخالف کے مساعد ہے؟ کیا مفہوم مخالف کا جو مفاد بتایا اس پر آپ کا کوئی سلف ہے؟ ہے تو بیان کیا جائے نہیں تو کیا یہ قطعاً سلف سے جدا گانہ راہ پر چلنا نہیں؟ پھر مفہوم مخالف پر خود عمل کیا اور صریح مفہوم کو چھوڑا اور مفہوم مخالف پر جو چنائی چنی اس پر یہ جمادی کہ ”خود فتاوی رضویہ سے ثابت ہے۔“ یہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصریحات بالا سے واضح ہے۔

وکم من عائب قولا صحیحاً
وآفتہ من الفھم السقیم

وکم من سائب فی غیر قصد
یجافی الحق من فکر وخیم

بتایا جائے کہ اگر یہ تصریحات بالا سے واضح ہے تو اعلیٰ حضرت کی عبارت سے مفہوم مخالف کا سہارا کیوں لیا؟ کیا تصریحات بالا جو عبارت النص ہیں اور مفہوم مخالف ایک ہی چیز ہیں؟ نہیں تو مفہوم مخالف کو مصنف کی جانب سے تصریح قرار دینا کیا معنی؟ کیا یہ مغالطہ نہیں اور وہ خیالی معنی جو آپ کے خیال کی ایک اپج ہے اس کو تصریح مصنف بتانا اور اس کی نسبت برخلاف مصنف کی طرف کرنا کیا یہ دیانت کے خلاف نہیں؟ اور فتاوی رضویہ کی صریح عبارت جو مطلقاً یہ بتارہی ہے کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب ادا نہیں ہوسکتے اس کے برخلاف یہ ہیڈنگ لگانا کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازیں جائز وصحیح ہیں یہ خود فتاوی رضویہ سے ثابت ہے۔ فتاوی رضویہ کی طرف کیا ایسی بات کی نسبت کرنا نہیں جو اس میں موجود نہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ دعوی کہ ''یہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصریحات بالا سے واضح ہے۔'' کیا اس غلط نسبت پر اصرار مکرر نہیں؟ کیا یہ صریح فتاوی رضویہ سے انحراف نہیں؟ پھر کیسے کہتے ہیں کہ یہ حکم نہ کسی طرح فتاوی رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے انحراف ہے نہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متصور۔ کیسے مانا جائے کہ یہاں خرق اجماع مسلمین نہیں حالانکہ منع من جهة العبد کے ہونے اتحاد واستقرار مکانی کی اجماعی شرطیں یکسر اٹھادیں۔ مفہوم مخالف کا سہارا لیکر منع من جهة العبد کے وہ خیالی معنی گڑھے اور اس طرح اس معنی کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کردی پھر وہی سوال ہے کہ کیا اس معنی پر آپ کا کوئی سلف ہے۔ ہے تو بتائے نہیں تو کیا بچند وجوہ یہ خرق اجماع مسلمین نہیں پھر اسے کیوں فتاوی رضویہ سے ثابت بتایا جاتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کی تصریحات بالا سے واضح قرار دیا جاتا ہے؟ آج سے پہلے تو آپ بھی محدث سورتی، صدر الشریعہ، مفتی اعظم، حافظ ملت، مجاہد ملت، قاضی شمس الدین، مفتی شریف الحق امجدی، مفتی عبد المنان اعظمی وغیرہم ماضی حال کے اکابر اہل سنت کی طرح اعلیٰ حضرت کے فتاوی کے موجب چلتی ٹرین پر فرض وواجب کی ادائیگی کو غیر صحیح جانتے تھے۔ اب کونسی دلیل ہاتھ آئی جس نے خرق اجماع کی راہ دکھائی۔ اس کے لئے بھی سہارا فتاوی رضویہ کا لیا تو اس طرح کہ خیالی مفہوم مخالف سر پہ رکھا اور صریح مفہوم سے آنکھیں پھیر لیں۔ کیا یہی حق تحقیق ہے؟ کم از کم آج سے پندرہ برس پہلے تک اس مسئلے میں خاموش تو ضرور تھے اور اس طرح اپنے دور کے بہت سے اکابر اہل سنت کے ہمنوا تھے۔ اب کونسی ہنگامی صورت آپڑی جس نے ابتک کی طویل خاموشی توڑی؟ کیا یہ اغیار کے سیمنار میں شرکت کا اثر ہے یا غلام رسول سعیدی کی چمکتی تحقیق کی دھاک بیٹھ گئی ہے یا سب سے الگ آپ ہی آسمان کے تارے توڑ لائے ہیں؟

(۲) یوں ہی فتاوی رضویہ میں مذکور خبر مستفیض کی تعریف میں شیخ مصطفیٰ رحمتی علیہ الرحمہ کی قول **معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون الخ** کے پیش نظر جدید تحقیق کے نام پر خوب خوب حاشیہ آرائیاں ہوئیں۔ اور علامہ رحمتی کی عبارت میں متعدد جماعتوں کی آنے کی قید کو اتفاقی قرار دیا گیا۔ اس تعریف کو ان کے زمانے کے لحاظ سے کہا گیا، اور جدید وسائل خبر مثلاً ٹیلیفون، موبائل، فیکس، انٹرنیٹ وغیرہ کو خبر مستفیض ماننے کی کوشش کی گئی بلکہ فیصلہ بھی کردیا گیا۔ حضور تاج الشریعہ نے یہاں بھی اپنے عہدہ جلیلہ مفوضہ من جانب اللہ کی جلوہ سامانیوں کو بروئے کار لایا اور اپنی تصنیف لطیف ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کی ثبوت کی شرعی حیثیت'' اہل سنت کے نام کیا اور وقت کے ایک بہت بڑے بھونچال کو روک کر فقہ حنفی کی عظمتوں کو بچایا۔ چنانچہ خود اپنے رسالہ کے

آغاز میں تحریر فرماتے ہیں "ابھرتے ہوئے جدید مسائل میں دربارۂ رویت ہلال ٹیلیفون، فیکس، ای میل کے معتبر ہونے کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ اس موضوع پر ملک کے مختلف شہروں میں سمینار ہوئے درجنوں اخبار ورسائل میں اس پر مضامین شائع ہوئے۔ بعض سمیناروں میں فقہائے کرام کی تصریحات کو بالائے طاق رکھ کر یہ فیصلہ بھی کر دیا گیا کہ اگر چند موبائل کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر موصول ہو جائے تو یہ خبر مستفیض ہے۔ بحمدہ تعالیٰ گونا گوں مصروفیات وعلالت کے باوجود چند صفحات ارقام کروادیئے۔ جس میں اصل موضوع پر تحقیق مباحث کے ساتھ ساتھ ازالہ شبہات کا بھی التزام کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اسے مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور صحیح حکم شرعی پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔

حضور تاج الشریعہ نے اپنے خداداد منصب اعلیٰ کی تمام تر ذمہ داریوں کو اپنے جدامجد سرکار اعلیٰ حضرت کی نقش قدم پر چلتے ہوئے بحسن وخوبی انجام دیا۔ چنانچہ جس طرح اعلیٰ حضرت ایک سچے عاشق رسول اور عشق رسول ہاشمی کی ایک پگھلتی ہوئی شمع تھے۔ اور اسی عشق رسول کا جلوہ تھا کہ آل رسول کی تعظیم کو بھی ایمان جانتے تھے۔ یہی عشق رسول اور آل رسول کا فیضان تھا کہ اعلیٰ حضرت کو وہ سب کچھ ملا کہ بس سوچا کیجئے۔ اس سلسلے میں صرف ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

اعلیٰ حضرت کے نامور شاگرد وخلیفہ محدث کچھوچھوی سید احمد اشرف جیلانی علیہ الرحمہ نے اس سلسلے میں ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔ "میں اس سرکار میں کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنادیا گیا تھا۔ اپنا جواب اعلیٰ حضرت کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہوگا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا۔ مسکرا کر فرمایا کہ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں یہ تو آپ کے جدامجد سرکار غوثیت کا فضل وکرم ہے اور کچھ نہیں۔ یہ جواب جھنگ خاندان کے لئے تازیانۂ عبرت بھی تھا کہ لوٹنے والے لوٹ کر خزانہ والے ہوگئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشے میں پڑا رہا۔ اور یہ جواب اس کا بھی نشان دیتا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں ہو کر اپنے کو کیا کہتے ہیں۔ یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا۔ اور ہر مرتبہ میں ایسا ہوگیا کہ میرے وجود کے سارے کل پرزے معطل ہوگئے ہیں (مجدد اسلام ۱۵۰)

ٹھیک اسی طرح تاج الشریعہ نے بھی عشق رسول کی اپنا سرمایۂ افتخار بنایا اور آل رسول کی تعظیم وتکریم کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ چنانچہ جب ٹی وی، ویڈیو کا مسئلہ زور پکڑا اور حضور سید محمد مدنی میاں مدظلہ النورانی شہزادۂ محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی طرف سے سوال وجواب کا مطالبہ ہوا تو حضور تاج الشریعہ نے کس طرح سادت کے ادب واحترام کا خیال کرتے ہوئے جواب مرحمت فرمایا۔ ملاحظہ فرمایئے۔ اپنی تصنیف "ٹی وی ویڈیو کا آپریشن اور شرعی حکم" کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں۔ فقیر کی نظر سے حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کا وہ مضمون جو علامہ موصوف نے ویڈیو کیسٹ کے بابت اپنے فتوی پر فقیر کے اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمایا ہے گزرا، پہلی ماہنامہ فیض الرسول میں یہ مضمون شائع ہوا۔ فقیر ان دنوں عازم حج وزیارت تھا۔ اس لئے جواب عجلت میں نہ دے سکا۔ اب بفضلہ تعالیٰ فقیر زیارت دربار حاضری سرکار اعظم وحج سے مع الخیر واپس آچکا ہے۔ علامہ موصوف کی اس طویل گزارشات کی طرف بحمدہ تعالیٰ متوجہ ہے۔ علامہ موصوف نے جواب سے پہلے اور جواب میں جو رنگ سخن اختیار کیا ہے، اس میں فقیر ان کی برابری نہیں کر سکتا کہ موصوف سید ہیں۔ اور فقیر

کے مورث اعلیٰ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت نے سادات کا ادب سکھایا اور غایت درجہ ملحوظ رکھا البتہ خود ادب میں یہ ضرور کہوں گا کہ فقیر کو جدال وعناد ومکابرہ سے نہ کام تھا نہ اب ہے پہلے بھی مقصود اظہار حق تھا جو بفضلہ تعالیٰ بحسن وخوبی پایا اور اب بھی حق کی ہی جلوہ آرائی مقصود ہے۔ اور مولیٰ قدیر سے امید ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے طفیل غوث اعظم کے صدقہ میں اور اعلیٰ حضرت کے فیض سے فقیر کے قلم سے حق رقم ہوا اور اپنے اعتراضات کو جناب کے فتوی بابت ویڈیو کی اشاعت کے بعد فقیر نے اسی لئے شائع کیا کہ اس کے انزدیک جو حق ہے وہ ظاہر ہو اور لوگ اس پر کاربند ہوں اور جناب کے فتوی کی اس اشاعت کے بعد یہ فقیر کے لئے ناگزیر تھا اور اس پر حضرت اس اقدام کو میرے مقصد پر محمول فرمائیں تو یہ حضرت کو اختیار ہے۔

یہی عشق رسول وآل رسول کا انعام تھا کہ حضور تاج الشریعہ کو وہ سب کچھ عطا ہوا کہ بس دیکھا کیجئے۔

منقبت درشان تاج الشریعہ

علامہ محمد صلاح الدین ضیا مصباحی بنارس

ماتم پڑا کہ بندۂ رحماں چلا گیا
دنیا سے مصطفیٰ کا ثنا خواں چلا گیا
نور نگاہ ناز نقی خاں چلا گیا
احمد رضا کا لعل بدخشاں چلا گیا
حامد رضا کی آل کا ارماں چلا گیا
جیلانی باغ کا گل خنداں چلا گیا
وہ جانشین مفتی دوراں چلا گیا
اہل سنن کے درد کا درماں چلا گیا
افسوس! حسن چشم غزالاں چلا گیا
صد آہ! عشق بلبل نالاں چلا گیا
علم وعمل کا تازہ گلستاں چلا گیا
فکر ونظر کا شہر دبستاں چلا گیا
برج شرف کا نیر تاباں چلا گیا
درج نجف کا زیور عرفاں چلا گیا
دیوانو! شیخ حلقہ بگوشاں چلا گیا
پروانو! نور شمع فروزاں چلا گیا
جلوت کا کرّوفرِ سلیماں چلا گیا
رعب وشکوہ خلوت کنعاں چلا گیا

شب خیز، شہ نشین شبستاں چلا گیا
دیوان خاص وعام کا سلطاں چلا گیا
زہرا جبین ودُرِ ثمیں، اختر مبیں
تاج الشریعہ دین کا نگہباں چلا گیا
زلف عروس فقہ وتصوف سنوار کر
صوفی، فقیہ، مفتی ذیشاں چلا گیا
تحقیق رازی، شرح غزالی کا آئینہ
جامی کا لیکے سوز بداماں چلا گیا
گہری نظر تھی جس کی حدیث وکلام پر
تفسیر آشنا وہ در افشاں چلا گیا
پائے ثبات میں تھی عزیمت کی مستیاں
کوہ ہمالہ جس پہ تھا حیراں چلا گیا
حاجت، عموم بلویٰ، تعامل کا رازدار
رخصت کا جو تھا حزم فراواں چلا گیا
شعر وادب کا گیسوئے شب تاب چل بسا
علم بیاں کا عارض تاباں چلا گیا
جس کا قدم تھا سنت نبوی پہ گامزن
سوئے ارم وہ سرو خراماں چلا گیا

فرمان مصطفیٰ کی زباں ترجماں تھی
وہ رمز آشنا وہ سخن داں چلا گیا
رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ وَاَشِدَّاءُ کا حسیں
سنگم جو تھا مجاہد ذیشاں چلا گیا
کعبہ میں جو تھا مدعو امامت کے واسطے
سوئے بہشت آج وہ مہماں چلا گیا
مسلم کو اپنے جامعہ ازہر پہ فخر ہے
ازہر کے اپنے فخر کا ساماں چلا گیا
وہ جس کے ناز وعشوہ اٹھاتے تھے حاسدیں
وہ دیدہ زیب، جلوۂ جاناں چلا گیا
گہنا گیا تھا جس کے سبب حاسدوں کا چاند
اعداء تھے جس سے لرزاں وترساں چلا گیا
چشم وفا کو دے گیا سیلاب اشک کا
زخم جگر کو کرکے نمکداں چلا گیا
چوں موت کہ ذریعۂ وصل حبیب است
مومن بمُرد شاداں وفرحاں چلا گیا
سرشار تھا جو آب فنا فی الرسول سے
جو تھا غریق رحمت یزداں، چلا گیا
تربت پہ اس کی بارش انوار ہو ضیا
اختر رضا وہ طوطی حساں چلا گیا

ایک روحانی سفر اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

قاری دلشاد احمد رضوی

تمام تعریف خداوند قدوس کے لئے جس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا اور صحیح اور صالح انسان اور مسلمانوں میں سے بنایا اور ہماری تمام تر حاجات کو پوری فرمادیا اور دنیاوی صعوبتوں میں ہماری حفاظت فرمائی۔ انسان ماں کی گود سے قبر کی آغوش تک مسلسل سفر میں ہے دنیا کے اس سفر کا احساس اس وقت بیدار ہوتا ہے جب عقل وشعور کی پختگی اپنے اصل مقام تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔ مسلمہ حقیقت ہے کہ سفر ایک مشکل امر اور صبر آزماں ہے، جیسا کہ ایک عربی مقولہ ''السفر کالسقر'' سے روز روشن کی طرح ظاہر وباہر ہے، علاوہ ازیں بعض سفر ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے آپ میں عظمت کے حامل ہیں جیسے زیارت حرمین شریفین کے لئے سفر کرنا یہ وہ سفر ہے جس کے لئے پوری دنیائے اسلام متمنی رہتی ہے۔ انہیں مبارک اسفار کی فہرست میں اس سفر کو بھی مبارک ومسعود سمجھتا ہوں جو سیدی مرشدی کی عنایت خاص سے عطا ہوا۔ آج بھی وہ مبارک گھڑی میرے دل کے نہاں خانے میں ہے، وہ گھڑی مسرور کن تھی جب کہ میرے برادر گرامی الحاج نواز احمد رضوی کی دعوت محبت سیدی مرشدی تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے منظور فرمالی اور جرمنی کے تبلیغی سفر کے لئے راضی ہوگئے۔ یقیناً یہ سفر میری زندگی کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جو دنیا وآخرت کے توشے کی حیثیت رکھتا ہے۔ شب وروز کے انتظار کے بعد ۲۶ راگست ۲۰۱۴ء کو برادر طریقت حافظ سیف الملک رضوی کی رفاقت میں بنارس سے چل کر سر شام دہلی پہنچا، عزیز گرامی عین الحق صاحب کے مکان پر شب میں قیام رہا صبح مہدی حسن صاحب وغیرہم کے ہمراہ دہلی کے محلّہ ساکیت کے لئے روانہ ہوا جہاں حضور پیر ومرشد تشریف فرما تھے۔ وہاں پہنچتے ہی داماد تاج الشریعہ جناب برہان قادری حضرت مولانا مفتی محمد عاشق حسین صاحب کشمیری جناب یونس بھائی رضوی صاحبان سے ملاقات ہوئی جو رخت سفر باندھ کر تیار تھے۔ چند لمحہ بعد شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور پھر تھوڑے ہی وقفے بعد پیر ومرشد کی زیارت پر بشاشت سے دل جھوم اٹھا، فرط محبت سے حضور کے قدموں میں جا گرا دست بوسی وقدم بوسی کے بعد تقریباً سرکار تاج الشریعہ کے جلوس میں چھ رکنی قافلہ یورپ کے مبارک سفر پر روانہ ہوا، وہ خالص تبلیغ دین واشاعت شرع متین کے لئے مخصوص تھا۔ دہلی ایرپورٹ پہنچ کر ٹکٹ اور امیگریشن کی کاروائی سے گزر کر ظہر کی نماز ادا کی گئی پھر اس گیٹ پر پہنچے جہاں ایرانڈیا کا طیارہ بادشاہ اسلام کا منتظر تھا، حضور ہوائی جہاز میں تشریف فرما ہوئے، بزنس کلاس کی آرامدہ سیٹ پر نشست فرمائی، قریب ہی میں شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خاں صاحب قبلہ بھی تشریف فرما ہوئے۔ بقیہ ہم لوگ اکنومکس کلاس کی سیٹوں پر بیٹھ گئے جو پیر ومرشد کی سیٹ سے ایک کیبن کے فاصلہ پر واقع تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد خلائی سفر شروع ہوا آٹھ گھنٹے کچھ منٹ کا سفر طے کر کے سر شام ہم لوگ جرمنی

نتظار کررہے تھے، پیرمرشد کا دیدار ہوتے ہی قدم بوس ہوئے، ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے مولانا محفوظ عالم رضوی، الحاج نسیم قادری ودیگر صاحبان کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام وخواص کا جم غفیر تاج الشریعہ قبلہ کے استقبال کے لئے موجود تھا۔

برادر گرامی کے گھر پر شب میں قیام رہا اگلے دن بعد طعام تقریباً ۱۲ر بجے ہم لوگ ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ظہر کی نماز ہوئی اور وقت عصر جناب نسیم قادری صاحب کے مکان پر تاج الشریعہ اپنے غلاموں کے ساتھ قدم رنجاں فرماتے ہیں جہاں پہلے سے ہی عقیدت مندوں کا قافلہ استقبال کے لئے موجود تھا۔ خاص کر حاجی رحمت علی، الحاج محمد علی رضوی، محمد عفان رضوی، حاجی غازی صاحبان کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

وقت شام ہالینڈ کے شہر الاقمار کی مسجد نوری میں علماء ہالینڈ کے ساتھ سرکار تاج الشریعہ نے ایک اہم نشست فرمائی جس کا عنوان تھا ''اس دور کی بڑھتی ہوئی صلح کلیت سے کیسے نبرد آزما ہونا چاہئے، اس دور کی بڑھتی ہوئی صلح کلیت اور اس کا سد باب'' حضرت علامہ ومفتی الحاج عبدالواجد صاحب قبلہ اور ان کے ہمراہ کثیر تعداد میں علماء اور ائمہ مساجد اس اہم نشست میں موجود تھے، جن کے چہرے تاج الشریعہ کی زیارت کرتے ہوئے مسرور نظر آرہے تھے۔ بزم کے آغاز کے لئے مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے تلاوت قرآن کا حکم فرمایا، اس عظیم سعادت پر میں جتنا نازاں ہوں کم ہے۔ رفیق سفر جناب حافظ سیف الملک صاحب نے اپنی مترنم آواز میں ایک نعت پاک پیش فرمائی جس سے سارا مجمع عشق نبی میں جھوم اٹھا۔ مولانا بدرالقادری صاحب نے حضور تاج الشریعہ کی شان میں ایک منقبت پیش فرمائی۔ مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ نے عنوان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مختصر مگر جامع گفتگو کے بعد حضور تاج الشریعہ سے گزارش کی کہ حضور اپنے عالمانہ اور ناصحانہ کلمات سے ہم سامعین کو ایمانی جلا بخشیں۔ حضور تاج الشریعہ نے ۱۵ر منٹ کی مختصر گفتگو میں صلح کلیت جیسے ناسور اور اس کے ذریعہ جماعت میں ہونے والے نقصانات پر ایسا جامع خطاب فرمایا جو آب زر سے لکھنے کے قابل تھا۔ جس کا لب ولباب یہ تھا کہ صلح کلیت وہابیہ ودیابنہ کی طرح ہم پلہ لا علاج بیماری ہے جو اس وقت جماعت اہل سنت کی شبیہ وتشخص مٹانے کے درپے ہے۔ تقریر کیا تھی، دلوں کو زندگی بخشنے والی دوا تھی جسے تاج الشریعہ رہبران اہل سنت کو پلا رہے تھے۔ بعدہ صلوۃ سلام ودعا پھر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ ہونے والوں کی ایک اہم جماعت جسے حضرت نے بیعت سے مشرف فرمایا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد ہم سب قیام گاہ لوٹ آئے اور شب میں آرام کے بعد آج کی شام الاقمار نامی شہر میں مسجد نوری کے صحن میں ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کی تیاری سرگرم عمل تھی، جہاں پر سر شام ہی سے عقیدت مندوں کا جتھا جوق در جوق جمع ہو رہا تھا۔ اجلاس کا آغاز کلام خداوندی سے کیا گیا، رفیق سفر حافظ سیف الملک صاحب قبلہ بنارس نے نعت پاک پیش فرمائی اور راقم الحروف کو خطاب کا شرف ہوا، مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ نے خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور ان کی خدمات کے حوالے سے خطاب نایاب فرمایا۔

بعد نماز مغرب حضور تاج الشریعہ کی آمد سے مجمع پر ایسا سرور چھا گیا جیسے برسہا برس کی پیاسی آنکھیں آج پیرومرشد کے دیدار سے ٹھنڈی ہوگئیں، پورا جلسہ گاہ بقعۂ نور بن گیا۔ اسی نورانی ماحول میں شہزادۂ حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ کا خطاب نایاب شروع ہوا دریں اثنا شہزادے نے حضور تاج الشریعہ کا کلام دلنواز مترنم لہجے میں شروع فرمایا اور

وقت ضرورت تشریح طلب مقامات کی خوش اسلوبی کے ساتھ تشریح فرمائی جس نے سونے پر سہاگا کا کام کیا۔
صلوٰۃ وسلام کے بعد سرکار تاج الشریعہ نے ایک کثیر جماعت کو داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ کا شرف بخشا، بعد دعا ہم لوگ مولانا محفوظ صاحب کے مکان پر پہونچے جہاں ہمیں رات کے کھانے کے لئے مدعو کیا گیا تھا، دیر رات الحاج لیاقت رضوی صاحب کے مکان پر قیام ہوا، صبح نوری مسجد ہالینڈ میں جلسۂ استقبالیہ کا انعقاد تھا، بعد نماز ظہر تقریب شروع ہوئی، تلاوت کا شرف راقم کو ملا اور نعت شریف حافظ سیف الملک صاحب نے پیش فرمائی اور ایک مختصر مگر جامع خطاب شہزادۂ حضور تاج الشریعہ نے فرمایا جیسے ایک بڑے سمندر کو ایک چھوٹے سے کوزے میں سمیٹ دیا ہو۔

بعدہ سرکار تاج الشریعہ نے ارادت وبیعت میں لوگوں کا داخلہ فرمایا، چونکہ اسی دن پرتگال کے لئے خلائی سفر کا ارادہ تھا، اس لئے اختتام اجلاس کے فوراً بعد ہی ہمارا قافلہ ایرپورٹ کے لئے رواں دواں ہوا جہاں پہلے ہی ملنے والوں کی اچھی تعداد جمع تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد بذریعہ طیارہ ۳۰؍اگست کی شام ۹؍بجے ہالینڈ سے لیزبن نامی دوسرے ملک پہونچ گئے جہاں عمر صاحب نے اپنے بچوں اور دیگر احباب کے ساتھ عقیدت مندانہ استقبال کیا۔

ایرپورٹ کے جس راہ سے حضور تاج الشریعہ کا گزر ہوتا مسافرین ایک لمحے کے لئے ٹھہر جاتے اور سرکار تاج الشریعہ کے مقدس چہرے کی طرف بغور دیکھتے جیسے خدا کے بندوں میں کسی خاص بندے کی سواری جارہی ہو۔

قیام گاہ پہونچ کر ہم سب نے آرام کیا اور صبح اٹھ کر بعد ناشتہ حضور تاج الشریعہ کا میڈیکل چیک اپ ہونا تھا اس لئے اس کی تیاری شروع ہوئی اور یکم ستمبر کی شام تک پے درپے تین ڈاکٹروں نے حضرت کے امراض جسمانی سے متعلق اپنی تحقیقات پیش کیں۔ اس امر سے فراغت کے بعد عشاقان حضور تاج الشریعہ کا ہجوم جمع ہونے لگا، لوگ ارادت میں داخل ہوتے رہے اور دعاؤں کی درخواست ہوتی رہی۔

۲؍ستمبر کی صبح لیزبن سے روانگی کی تیاری شروع ہوئی، جناب عمر بھائی کے مکان پر ناشتہ سے فارغ ہوکر ہم نے اپنا رخت سفر باندھا اور جناب عبد الستار گوڈل صاحب کی دعوت پر سوئیٹزرلینڈ کے شہر زیورک کے لئے ہالینڈ کے ایرپورٹ کی طرف روانہ ہوئے۔

شہر زیورک کے حسین اور دلکش مناظر جیسے حضور تاج الشریعہ کے منتظر ہوں، قدم رکھتے ہی اور بھی خوبصورت معلوم ہونے لگے۔ جناب عبد الستار صاحب اپنے اہل وعیال اور دیگر اعزہ واقرباء کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کی خدمت کے لئے حاضر رہے اور گھر کے جمیع افراد داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔

وقت صبح شہزادۂ تاج الشریعہ کی معیت میں ہم وہاں کے خوشنما اور دلکش مناظر دیکھنے کے لئے نکلے جو قدرت کی رنگا رنگ، زیب وزینت پر تسبیح کناں ہوں، وقت دامنگیر تھا اس لئے دو گھنٹہ کی قلیل مدت میں قیام گاہ کی طرف واپس آنا پڑا، چونکہ پیرس کا سفر پیش خیال تھا، اس لئے ظہر ادا کرتے ہی محفل نعت خوانی کا انعقاد ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ مقدس محفل حضور کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی، بعدہ یہ چھ رکنی قافلہ ایرپورٹ پہونچا چونکہ جرمنی میں ہونے والے عظیم الشان اجلاس کی تمام تر ذمہ داری برادر عزیز نواز احمد صاحب کے سپرد تھی اس لئے انہوں حضور تاج الشریعہ سے جرمنی سفر کے لئے رخصت ہونے کی اجازت

نتظار کر رہے تھے، پیر مرشد کا دیدار ہوتے ہی قدم بوس ہوئے، ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے مولانا محفوظ عالم رضوی، الحاج نسیم قادری ودیگر صاحبان کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام وخواص کا جم غفیر تاج الشریعہ قبلہ کے استقبال کے لئے موجود تھا۔

برادر گرامی کے گھر پر شب میں قیام رہا اگلے دن بعد طعام تقریباً ۱۲ر بجے ہم لوگ ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ظہر کی نماز ہوئی اور وقت عصر جناب نسیم قادری صاحب کے مکان پر تاج الشریعہ اپنے غلاموں کے ساتھ قدم رنجاں فرماتے ہیں جہاں پہلے سے ہی عقیدت مندوں کا قافلہ استقبال کے لئے موجود تھا۔ خاص کر حاجی رحمت علی، الحاج محمد علی رضوی، محمد عفان رضوی، حاجی غازی صاحبان کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

وقت شام ہالینڈ کے شہر الاقمار کی مسجد نوری میں علماء ہالینڈ کے ساتھ سرکار تاج الشریعہ نے ایک اہم نشست فرمائی جس کا عنوان تھا ''اس دور کی بڑھتی ہوئی صلح کلیت سے کیسے نبرد آزما ہونا چاہئے، اس دور کی بڑھتی ہوئی صلح کلیت اور اس کا سد باب'' حضرت علامہ ومفتی الحاج عبد الواجد صاحب قبلہ اور ان کے ہمراہ کثیر تعداد میں علماء اور ائمہ مساجد اس اہم نشست میں موجود تھے، جن کے چہرے تاج الشریعہ کی زیارت کرتے ہوئے مسرور نظر آرہے تھے۔ بزم کے آغاز کے لئے مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے تلاوت قرآن کا حکم فرمایا، اس عظیم سعادت پر میں جتنا نازاں ہوں کم ہے۔ رفیق سفر جناب حافظ سیف الملک صاحب نے اپنی مترنم آواز میں ایک نعت پاک پیش فرمائی جس سے سارا مجمع عشق نبی میں جھوم اٹھا۔ مولانا بدر القادری صاحب نے حضور تاج الشریعہ کی شان میں ایک منقبت پیش فرمائی۔ مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ نے عنوان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مختصر مگر جامع گفتگو کے بعد حضور تاج الشریعہ سے گزارش کی کہ حضور اپنے عالمانہ اور ناصحانہ کلمات سے ہم سامعین کو ایمانی جلا بخشیں۔ حضور تاج الشریعہ نے ۱۵ر منٹ کی مختصر گفتگو میں صلح کلیت جیسے ناسور اور اس کے ذریعہ جماعت میں ہونے والے نقصانات پر ایسا جامع خطاب فرمایا جو آب زر سے لکھنے کے قابل تھا۔ جس کا لب ولباب یہ تھا کہ صلح کلیت وہابیہ ودیابنہ کی طرح ہم پلہ لا علاج بیماری ہے جو اس وقت جماعت اہل سنت کی شبیہ وتشخص مٹانے کے درپے ہے۔ تقریر کیا تھی، دلوں کو زندگی بخشنے والی دوا تھی جسے تاج الشریعہ رہبران اہل سنت کو پلا رہے تھے۔ بعدہ صلوۃ سلام ودعا پھر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ ہونے والوں کی ایک اہم جماعت جسے حضرت نے بیعت سے مشرف فرمایا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد ہم سب قیام گاہ لوٹ آئے اور شب میں آرام کے بعد آج کی شام الاقمار نامی شہر میں مسجد نوری کے صحن میں ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کی تیاری سرگرم عمل تھی، جہاں پر سر شام ہی سے عقیدت مندوں کا جتھا جوق در جوق جمع ہورہا تھا۔ اجلاس کا آغاز کلام خداوندی سے کیا گیا، رفیق سفر حافظ سیف الملک صاحب قبلہ بنارس نے نعت پاک پیش فرمائی اور راقم الحروف کو خطاب کا شرف ہوا، مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ نے خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور ان کی خدمات کے حوالے سے خطاب نایاب فرمایا۔

بعد نماز مغرب حضور تاج الشریعہ کی آمد سے مجمع پر ایسا سرور چھا گیا جیسے برسہا برس کی پیاسی آنکھیں آج پیر ومرشد کے دیدار سے ٹھنڈی ہوگئیں، پورا جلسہ گاہ بقعہ نور بن گیا۔ اسی نورانی ماحول میں شہزادۂ حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ کا خطاب نایاب شروع ہوا دریں اثنا شہزادے نے حضور تاج الشریعہ کا کلام دلنواز مترنم لہجے میں شروع فرمایا اور

وقت ضرورت تشریح طلب مقامات کی خوش اسلوبی کے ساتھ تشریح فرمائی جس نے سونے پر سہاگا کا کام کیا۔
صلوۃ وسلام کے بعد سرکار تاج الشریعہ نے ایک کثیر جماعت کو داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ کا شرف بخشا، بعد دعا ہم لوگ مولانا محفوظ صاحب کے مکان پر پہونچے جہاں ہمیں رات کے کھانے کے لئے مدعو کیا گیا تھا، دیر رات الحاج لیاقت رضوی صاحب کے مکان پر قیام ہوا، صبح نوری مسجد ہالینڈ میں جلسۂ استقبالیہ کا انعقاد تھا، بعد نماز ظہر تقریب شروع ہوئی، تلاوت کا شرف راقم کو ملا اور نعت شریف حافظ سیف الملک صاحب نے پیش فرمائی اور ایک مختصر مگر جامع خطاب شہزادۂ حضور تاج الشریعہ نے فرمایا جیسے ایک بڑے سمندر کو ایک چھوٹے سے کوزے میں سمیٹ دیا ہو۔

بعدہ سرکار تاج الشریعہ نے ارادت وبیعت میں لوگوں کا داخلہ فرمایا، چونکہ اسی دن پرتگال کے لئے خلائی سفر کا ارادہ تھا، اس لئے اختتام اجلاس کے فوراً بعد ہی ہمارا قافلہ ایرپورٹ کے لئے رواں دواں ہوا جہاں پہلے ہی ملنے والوں کی اچھی تعداد جمع تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد بذریعہ طیارہ ۳۰؍اگست کی شام ۹؍بجے ہالینڈ سے لیزبن نامی دوسرے ملک پہونچ گئے جہاں عمر صاحب نے اپنے بچوں اور دیگر احباب کے ساتھ عقیدت مندانہ استقبال کیا۔

ایرپورٹ کے جس راہ سے حضور تاج الشریعہ کا گزر ہوتا مسافرین ایک لمحے کے لئے ٹھہر جاتے اور سرکار تاج الشریعہ کے مقدس چہرے کی طرف بغور دیکھتے جیسے خدا کے بندوں میں کسی خاص بندے کی سواری جارہی ہو۔

قیام گاہ پہونچ کر ہم سب نے آرام کیا اور صبح اٹھ کر بعد ناشتہ حضور تاج الشریعہ کا میڈیکل چیک اپ ہونا تھا اس لئے اس کی تیاری شروع ہوئی اور یکم ستمبر کی شام تک پے در پے تین ڈاکٹروں نے حضرت کے امراض جسمانی سے متعلق اپنی تحقیقات پیش کیں۔ اس امر سے فراغت کے بعد عشاقان حضور تاج الشریعہ کا ہجوم جمع ہونے لگا، لوگ ارادت میں داخل ہوتے رہے اور دعاؤں کی درخواست ہوتی رہی۔

۳؍ستمبر کی صبح لیزبن سے روانگی کی تیاری شروع ہوئی، جناب عمر بھائی کے مکان پر ناشتہ سے فارغ ہوکر ہم نے اپنا رخت سفر باندھا اور جناب عبد الستار گوڈل صاحب کی دعوت پر سوئیٹزرلینڈ کے شہر زیورک کے لئے ہالینڈ کے ایرپورٹ کی طرف روانہ ہوئے۔

شہر زیورک کے حسین اور دلکش مناظر جیسے حضور تاج الشریعہ کے منتظر ہوں، قدم رکھتے ہی اور بھی خوبصورت معلوم ہونے لگے۔ جناب عبد الستار صاحب اپنے اہل وعیال اور دیگر اعزہ واقرباء کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کی خدمت کے لئے حاضر رہے اور گھر کے جمیع افراد داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔

وقت صبح شہزادۂ تاج الشریعہ کی معیت میں ہم وہاں کے خوشنما اور دلکش مناظر دیکھنے کے لئے نکلے جو قدرت کی رنگا رنگ، زیب وزینت پر تسبیح کناں ہوں، وقت دامنگیر تھا اس لئے دو گھنٹہ کی قلیل مدت میں قیام گاہ کی طرف واپس آنا پڑا، چونکہ پیرس کا سفر پیش خیال تھا، اس لئے ظہر ادا کرتے ہی محفل نعت خوانی کا انعقاد ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ مقدس محفل حضور کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی، بعدہ یہ چھ رکنی قافلہ ایرپورٹ پہونچا چونکہ جرمنی میں ہونے والے عظیم الشان اجلاس کی تمام تر ذمہ داری برادر عزیز نواز احمد صاحب کے سپرد تھی اس لئے انہوں حضور تاج الشریعہ سے جرمنی سفر کے لئے رخصت ہونے کی اجازت

طلب کی، اس طرح وہ پیرس کے سفر پر ہمارے ساتھ نہ رہ سکے جس کا انہیں کافی ملال تھا، ظاہر ہے کہ یہ زندگی کے قیمتی لمحات میں سے تھے، جہاں شبانہ روز پیرومرشد سے اکتساب فیض کا شرف حاصل ہوتا رہا اور ہمہ وقت حضور کی خدمت گزاری کا موقع ملتا رہا۔

بالآخر ہم لوگ زیورک سے بریعہ طیارہ پیرس پہونچے جہاں عزیزم سید بدر الحسن صاحب نے اپنے تمام احباب اور ائمہ وخطباء کے ساتھ پر تپاک استقبال کیا اور ہمارے لئے قیام کا انتظام فرمایا۔

لندن سے بہت عقیدتمند اور ارادتمند حضرت تاج الشریعہ کی تشریف آوری سے پہلے ہی وہاں حاضر ہوچکے تھے۔ خصوصاً مولانا محمد ادریس صاحب قادری رضوی مصباحی جو سرکار تاج الشریعہ کے مرید ہیں وہ بھی موجود تھے، حضرت موصوف کی قسمت کا ستارہ اس قدر بلند تھا کہ پہلی ہی نشست میں انہوں نے سرکار تاج الشریعہ سے دلائل الخیرات شریف اور علم حدیث کی اجازت طلب کی اور قبل مغرب ہی یہ دولت لازوال ان کے حصہ میں آئی اور بعد مغرب شہزادۂ تاج الشریعہ کی وساطت سے خلافت واجازت سے بھی سرفراز کئے گئے۔

دوسرے دن ہم سب نماز جمعہ کے لئے حاضر مسجد ہوئے مجھے خطاب کا شرف حاصل ہوا ابھی خطاب کا سلسلہ جاری تھا کہ سرکار تاج الشریعہ اپنے شہزادۂ ارجمند کے ہمراہ مسجد میں حاضر ہوئے ، خطبہ شہزادہ حضور نے دیا اور امامت سرکار تاج الشریعہ نے فرمائی، پیرومرشد کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں موجود ہر شخص عید جیسی خوشی محسوس کر رہا تھا۔ بعد جمعہ بیعت وارادت کا سلسلہ جاری رہا، پھر شام کو ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں عشاقان حضور تاج الشریعہ کے ازدحام سے پوری مسجد پر ہوگئی ، راقم الحروف نے قبل مغرب آدھے گھنٹہ پر مشتمل ایک تقریر کی، بعد مغرب حافظ سیف الملک صاحب نے نعت پیش فرمائی اور شہزادۂ حضور تاج الشریعہ نے اولیائے کرام کی نسبت کے حوالے سے نہایت ہی مدلل خطاب فرمایا۔ عقیدت مند حضرات زیارت تاج الشریعہ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے شہزادے کے خطاب سے بھی مستفیض ہورہے تھے۔

دوسرے دن صبح کی ٹرین سے جرمنی کے لئے روانہ ہوئے یہ ٹرین یورپ کی تیز رفتار ٹرینوں میں سے ایک تھی جو ۳۰۰ رکلومیٹر فی گھنٹہ کے حساب سے چل رہی تھی۔ تین گھنٹہ کی مدت میں ہم جرمنی پہونچ گئے ، جہاں برادر گرامی وقار نواز احمد صاحب مضطربانہ منتظر تھے۔ قیام بعد شام میں عظیم الشان اجلاس میں حاضری ہوئی، خطاب کا شرف حاصل ہوا، پھر شہزادۂ حضور تاج الشریعہ نے عقائد سے متعلق بڑا ہی عالمانہ خطاب فرمایا، جس سے عوام وخواص محظوظ ہورہے تھے۔ اس کے بعد پیرومرشد سرکار تاج الشریعہ نے تقریبا آدھے گھنٹے تک مسلک اعلیٰ حضرت اور نبی پاک ﷺ کے تصرفات کے موضوع پر پرجوش اور مدلل خطاب فرمایا جو ایمان وروح کے لئے جلا کا سبب بنا، برسر منبر ہی حضور نے چند علماء کرام کو اجازت علم حدیث اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت کی دولت بے بہا سے نوازا اور ان کی عزت کو ہر چند دوبالا کردیا۔ جن علماء کو اجات علم حدیث وغیرہ عطا کی گئی ان میں مولانا صدیق نقشبندی، مولانا ابرار احمد رضوی ، مولانا قاری صدیق مصطفائی صاحبان قابل ذکر ہیں۔ جلسہ اختتام حضور کی پررقت دعا پر ہوا، اس کے بعد حضور نے برادر گرامی دلنواز احمد کے گھر پر قیام کا حکم فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد ہم بذریعہ سیارہ ان کے دولت کدے پر حاضر ہوئے اور حضور تاج الشریعہ ان کے گھر کی زیب

وزینت بنے، قدم رنجاں ہوتے ہی حضور نے فرمایا" اب مجھے سکون مل گیا"، حضور کا یہ جملہ برادر گرامی کیلئے باعث فخر وانبساط تھا کہ آقا نے اپنے آرام کیلئے اپنے غلام کے گھر کو پسند فرمایا۔

اگلے دن، صبح میں ترکی کے تین روزہ سفر کے لئے تیاری شروع ہوئی، جہاں ہمیں ترکی کے مستند علماء اور ذمہ داران سے ملاقات کرنی تھی اور اس میں سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک بزرگ، شیخ آدونی سے ملاقات بھی شامل تھی۔ تقریباً ۱۲/ بجے ہم لوگ ایرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے، ایرپورٹ پر سرکار تاج الشریعہ کو رخصت کرنے والوں کا ایک عظیم جتھا موجود تھا جو ہمیں دیکھتے ہی حلقہ بگوش کھڑے ہوگئے۔ ایرپورٹ پر موجود ہر شخص حیرت واستعجاب میں مبتلا ہوگیا کہ آخر وہ کون ہے جس کی زیارت کے لئے ہر چہار جانب سے لوگ مشغول ہیں، قریب جاکر جو بھی مسافر حضور تاج الشریعہ کے نوارنی چہرہ کو دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا، وہاں موجود سارے لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ کو بچشم تر الوداع کہا، بدقت تمام ہم بذریعہ طیارہ ترکی پہونچے جہاں جناب عبد الرشید صاحب اپنے فرزند اور دیگر احباب کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔ اول فرصت میں ہم نے ایرپورٹ پر ہی مغرب کی نماز ادا کی اس کے بعد قیام گاہ کی طرف چلے۔

جناب عبد الرشید صاحب کے جذبہ خدمت کو جتنا بھی سراہا جائے وہ کم ہے کیونکہ ان کا وہ عالیشان مکان جسمیں حضور تاج الشریعہ کے ساتھ ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے تمام ارادت مند حضرات کے لئے قیام وطعام کا انتظام ودیگر اشیاء خوردونوش کا شاندار اہتمام فرمایا، مسلسل چار دن شبانہ روز اس طرح کی خدمت بجالانا ان کی کرامت وشرافت کی غمازی کرتا ہے۔

ترکی کو دنیائے اسلام میں کافی اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ اس شہر کو بہت ساری نسبتیں اور برکتیں حاصل ہیں خصوصاً صحابہ کرام کے مقدس آستانے اور آثار وتبرکات جو ترکی کے توپ کاپی نامی میوزیم میں موجود ہیں، صبح میں بعد ناشتہ سرکار تاج الشریعہ کی جسمانی وروحانی قیادت میں ہم اس مقدس دیار کے قریب پہونچے جہاں سرکار دوجہاں ﷺ کے پیارے صحابی سیدنا ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما ہیں۔

سرکار تاج الشریعہ اور شہزادے کے سر مبارک پر سجی دستار سنن اس قدر دلکش اور خوبصورت لگ رہی تھی جسے صفحہ قرطاس کے حوالہ کرنا ممکن نہیں، حضور اپنے تمام مریدین کے ہمراہ مذکورہ بالا آستانہ پر حاضر ہوئے جہاں پہلے سے ہی عشاقان صحابہ کا ہجوم لگا ہوا تھا، جسے دیکھ کر آنکھیں فرط محبت میں نمدیدہ ہوگئیں، پھر ہم نے کچھ اوراد ووظائف کا ورد کیا اور بعد فاتحہ خوانی حضور قبلہ نے اجتماعی دعا فرمائی جس نے قلب وروح کو شاد شاد کردیا اور آنکھیں فرط عقیدت میں اشکبار ہوگئیں۔ پیرومرشد کا چہرہ انور قابل دید تھا، جیسے رحمت ونور کا بادل ابر کرم کی پھوہاریں ڈال رہا ہو، کافی دیر تک حاضری کی لذت سے سرشار ہوتے رہے، دعا کے اختتام پر دست بوسی کا شرف ملا اور آستانہ سے باہر آتے ہی عقیدت مندوں کا ایک ہجوم چہار جانب سے زیارت کے لئے امنڈ پڑا، کیا بچے، کیا بوڑھے سبھی حضرت کو دیکھ کر دم بخود تھے۔ اجنبی ماحول میں حضور تاج الشریعہ پر غیر شناسا لوگوں کا پروانہ وار نثار ہونا یقیناً ولایت کی دلیل تھی۔ اکثر لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں دریافت کرنا شروع کیا کہ یہ بزرگ شخصیت کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں، بعض لوگوں نے دعا کی درخواست بھی کی، اکثر لوگوں کی خواہش ہوتی کہ حضور دست مبارک سر پر رکھ دیں۔ بعض لوگوں کو یہ

شرف بھی ملا، حیرت کی انتہا تھی کہ اس اجنبی جگہ پر صرف چہرۂ تاج الشریعہ کو دیکھ کر لوگ اس طرح بے تابانہ ٹوٹ پڑے۔

حیرت بالائے حیرت جب حضور تاج الشریعہ نے کھانسی فرمائی اور کچھ لعاب دہن باہر نکالا جسے جناب یونس بھائی صاحب نے ایک چھوٹے سے پلاسٹک کے گلاس میں جمع کر لیا، یہ نظارہ دیکھ رہی ایک نقاب پوش خاتون نے عجلت کا مظاہرہ کیا اور آگے بڑھ کر جناب یونس بھائی کے ہاتھ سے وہ گلاس اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اس لعاب دہن سے میرے بیمار بیٹے کو شفا نصیب ہوگی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر دل حیرت و استعجاب میں سبحان اللہ کی صدائیں بلند کرنے لگا بدقت تمام ہم لوگ اپنی گاڑی تک پہنچے اور پھر وہاں سے دوسرے صحابی رسول ﷺ کی زیارت کی غرض سے آگے بڑھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم بارگاہ صحابی رسول سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے، وہاں کے روح پرور اور دلکش مناظر دیکھ کر دل بھر آیا اور بے شمار آنسوؤں کے قطرات گلہائے عقیدت بن کر سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی چوکھٹ پر نثار ہو رہے تھے۔

اہل سنت کا بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

پیر و مرشد کے ہمراہ بڑے ہی عاجزانہ و والہانہ حاضری کا شرف حاصل ہوا ہم سب حضرت کی دعا میں شریک رہے جو زندگی کے قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح ترکی کے پہلے دن کا مبارک سفر اپنے انجام کو پہنچا۔ آج ترکی کے دوسرے دو روزہ سفر کا اغاز ہونا ہے جس میں ترکی کے مستند علماء اور ذمہ داران افراد سے لاقات اور علمی و فقہی مکالمات بھی شامل ہیں۔ سب سے پہلے ہم جناب عبد الرشید صاحب کے صاحبزادہ جناب عبد القادر صاحب کی رہنمائی میں توپ کاپی نامی میوزیم کے لئے روانہ ہوئے جسے تبرکات صحابہ اور آثار نبی ﷺ و دیگر مبارک اشیاء رکھنے کا شرف حاصل ہے۔

چند لمحوں کے بعد حضور تاج الشریعہ کی معیت میں ہم سب مجمع عام سے ہوتے ہوئے بذریعہ اسپیشل لائن میوزیم کے اندر داخل ہوئے، جہاں پہلے سے ہی عقیدت مندوں کا جم غفیر موجود تھا۔ وہاں پر متعدد تبرکات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ خصوصیت کے ساتھ جبۂ سیدنا امام حسین، لباس فاطمہ الزہرہ، خلفائے راشدین کے آلات حرب وسامان اور ان کی تلواریں، اور سونے کا وہ پرنالہ جو میزاب رحمت کی زینت ہوا کرتا تھا قدیم زمانہ سے انہیں حاصل تھا۔ اور حضور ﷺ کا وہ مبارک جام جس میں آقائے دو جہاں ﷺ اپنی مشروبات نوش فرمایا کرتے تھے۔

بالآخر جب ہم اس گزرگاہ تک پہنچے جہاں سید الانبیاء کے دندان مباک اور موئے مبارک شریف خوش اسلوبی اور عزت و وقار کے ساتھ ساتھ الگ الگ شیشوں باکس میں رکھے ہوئے تھے۔ اس مبارک وقت کو غنیمت اور مقام قبولیت جان کر حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں استقامت فی الدین اور خاتمہ بالخیر کی دعا کی گزارش کی۔ کرم ہوا، سرکار خدا کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے۔ پیر و مرشد کی دعا سے پورے جسم میں رقت طاری ہوگئی اور آنکھیں فرط عقیدت میں اشکبار ہوگئیں اور دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ میں اپنی قسمت پر جتنا نازاں ہوں کم ہے۔

یہ میرا ز ہے نصیب کہ مرشد برحق کی جانب سے یہ سعادت میرے حصہ میں آئی۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تبرکات سرکار ﷺ اور پیر و مرشد کے توسط و توسل سے یہ دعا ضرور بالضرور باب اجابت سے ٹکرائے گی اور قبولیت کا درجہ حاصل کرے گی۔

یہ میری زندگی کا سب سے حسین اور قیمتی لمحہ ہے کہ

ایک طرف سرکار علیہ السلام کے تبرکات اور دوسری طرف اہل بیت کے تبرکات اور سامنے حضور پیرومرد کا چہرہ مبارک۔ ایک اظہار کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوسکتا ہے کہ رنگ ونور کی غلام کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوسکتا ہے کہ رنگ ونور کی آماجگاہ ہو اور پیرومرشد کا فیضان ہو۔ خدا کی اس عظیم نعمت اور دولت بے بہا پر میں اس کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں۔

اسی پر کیف اور روحانی ماحول میں ہم میوزیم سے باہر آئے اور پھر ہمارا قافلہ ترکی کے اس عظیم درسگاہ کی طرف رواں دواں ہوا جو ملکی سطح پر مرکزیت کی حامل تھی۔ وہاں شیخ احمد جبانی نقشبندی صاحب قبلہ نے علماء کی جماعت کے ساتھ ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ جامعہ ہذا کے اساتذہ کرام کے تعارف سے کلام کا اغاز ہوا اور پھر مشروبات کے بعد اس تقریب کا افتتاح ہوا جو پہلے سے طے پایا تھا۔

تقریب کے افتتاح کے لئے راقم الحروف کو تلاوت کلام خداوندی کا اعزاز حاصل ہوا یہ بھی میری زندگی پہلا ایسا موقع تھا جہاں غیر ملکی، بلند عالی مرتبت علماء کرام ومشائخ عظام اور پیرومرشد میرے اس نیک عمل کے گواہ بن رہے ہیں۔ تلاوت کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کے بلند پایہ بزرگ شیخ آدونی صاحب قبلہ کے خلیفہ شیخ احمد جبالی نے سرکار تاج الشریعہ کی آمد پر پرجوش استقبالیہ کلمات ادا کرتے ہوئے ممنون ومشکور ہوئے اور مزید انہوں نے فرمایا کہ آج اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس چشم وچراغ سے ہماری ملاقات ہورہی ہے جس کے نور ظاہر کے ساتھ ساتھ نور باطن سے بھی ہم مستفیض ہورہے ہیں۔ اس کے بعد سوال وجواب کا دور شروع ہوا جس میں جامعہ ہذا کے شیخ الحدیث، شیخ الادب ودیگر علماء ذوی الاحترام نے عقائد اہل سنتہ اور مسائل حنفیہ سے متعلق متعدد سوالات کئے جن کے جواب میں حضور تاج الشریعہ نے اپنی فصیح وبلیغ عربی زبان میں ایسی تشفی بخش توضیح وتشریح فرمائی

جس سے ان کے شکوک وشبہات ھباء منثورا ہوگئے اور حضور تاج الشریعہ نے ایسی علمی اور خداداد صلاحیت ولیاقت کا مظاہرہ فرمایا جسے دیکھ کر حاضرین مارے خوشی کے عش عش کرنے لگے۔ حضور کی خداداد مقبولیت دیکھ کر ہم اظہار تشکر بجالائے۔ تمام علمائے ترکی حضور تاج الشریعہ کی زیارت وملاقات سے اس قدر خوش نظر آرہے تھے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اخیر جلسہ میں سرکار تاج الشریعہ نے اس بزم میں شریک مخصوص علماء کرام کو علم حدیث اور علم فقہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت مرحمت فرمائی اور اسی وقت سند مع دستخط عطا کیا۔ سرکار تاج الشریعہ کے ساتھ ساتھ شہزادۂ تاج الشریعہ کا وجود مسعود بھی محفل کی زیب وزینت کو دوبالا کررہا تھا جو بھی انہیں دیکھتا بغیر کسی تعارف کے سمجھ جاتا کہ یہی جانشین حضور تاج الشریعہ ہیں۔ مذکورہ بالا علمائے کرام نے شہزادہ کو خوب گلے لگا کر محبتوں سے نوازا اور آئندہ بار بار ترکی تشریف آوری کی دعوت پیش فرمائی۔ بزم کے اختتام پر حضور تاج الشریعہ نے دعا فرمائی اور پھر کھانے کا پرتکلف دسترخوان بچھایا گیا، بعد فراغت طعام قیام گاہ پر حاضر ہوئے اور محو استراحت ہوگئے۔

اگلے دن صبح اٹھ کر تازہ دم ہوئے اور آج ترکی سفر کا تیسرا دن ہے جس میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ شیخ آدونی مدظلہ العالی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔ ہم سب بوقت عصر شیخ آدونی صاحب کی خانقاہ پہنچے جہاں عصر کی نماز ادا کی اور پھر چائے نوشی کے بعد حضور تاج الشریعہ اپنے غلاموں کے ہمراہ شیخ موصوف سے ملاقات کے لئے بالاخانے میں قدم رنجاں ہوئے۔

شیخ آدونی ایک سن رسیدہ بزرگ ہیں جو ترکی کے ہزاروں علماء کے پیرومرشد ہیں اور ملکی سطح پر قاضی اسلام کے عہدے پر فائز المرام ہیں جن کی تصنیفات علم حدیث، علم فقہ اور طریقت ومعرفت کے قلمی ذخائر سے آراستہ ہیں۔ جن کی عمر تقریباً

۱۰۰/سال یا پھر اس سے کچھ کم ہے۔ شیخ موصوف اپنی جائے استراحت پر جلوہ فگن تھے، ضعف اس قدر زیادہ تھا کہ مصافحہ کے لئے بھی از خود ہاتھ نہ اٹھا سکے، حضور تاج الشریعہ نے اپنے غلاموں کی وساطت سے مصافحہ فرمایا۔ شیخ آدونی کی آنکھیں فرط محبت و مسرت میں نمدیدہ ہوگئیں اور خوشی کے آثار ان کے نورانی چہرہ سے نمایاں ہونے لگے۔ خاموش تھوڑی دیر تک دونوں بزرگ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اور ان کے مابین بذریعہ زبان حال کیا باتیں ہوئیں وہ راز ہی ہے، اس سے اب تک پردہ نہ اٹھ سکا۔ اس کے بعد ہم لوگ نیچے خانقاہ واپس آگئے۔

چونکہ ابھی مغرب میں وقت تھا اس لئے سرکار تاج الشریعہ نے دلائل الخیرات کی تلاوت سماعت فرمائی یہ منظر بھی بڑا دلگداز تھا، مولانا عاشق صاحب مصروف تلاوت تھے اور خانقاہ میں موجود حاضرین محو سماعت تھے اختتام پر سرکار تاج الشریعہ نے دعا فرمائی اور پھر بعد نماز مغرب ہم قیام گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔

اگلے دن صبح اٹھ کر چہرہ پیرو مرشد کی طرف بے تابانہ دیکھتا رہا، آج کا دن ہمارا تبلیغی سفر کا آخری ہے، صبح سے ہی فرقت شیخ کے تصور سے کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔ حضور تاج الشریعہ اپنے فرزند ارجمند کے ہمراہ مدینہ شریف حاضری کے لئے تیار ہیں۔ رخت سفر مع زاد راہ باندھا جاچکا ہے۔ بادشاہ اسلام کی سواری دروازے پر کھڑی انتظار کر رہی ہے، حضور تاج الشریعہ اپنے قدم میمنت لزوم کے ساتھ سواری پر تشریف فرما ہوئے، غم فرقت شیخ سے سینہ پاش پاش ہو رہا ہے، اب صبر کا باندھ ٹوٹ پڑا اور حضور کے قدم مبارک میں گر پڑا۔ کچھ دیر آہ و فغاں کے بعد حضور کی شان میں بے ادبی کی معافی کا خواستگار ہوا اور عرض کی کہ حضور آپ کا کرم ہے کہ آپ نے اپنے کتے کو چند انمول دن گداگری اور دربانی کے عطا کئے، حضور آپ کی صحبت کے آداب مجھے معلوم نہیں ہیں اور مجھے یقین ہے کہ نادانی میں میری ذات سے بہت ساری سرزد خطائیں معرض وجود میں آئیں ہوں گی، حضور آپ کی بارگاہ سے عفو درگزر کی امید ہے، حضور آپ مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے جارہے ہیں، اس غلام کا نیاز مندانہ اور عاجزانہ سلام بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش فرمادیں گے۔ شہزادۂ تاج الشریعہ نے بغل گیر فرما کر دعاؤں سے نوازہ اور بالآخر فرمایا ''اب ان شاء اللہ بریلی شریف میں ملاقات ہوگی۔''

پیرو مرشد کی سواری آگے کیا بڑھی جیسے دل کی دھڑکن رک گئی اور غم فرقت میں دل چیخ چیخ کر رونے لگا۔ قیام گاہ واپس آنے کے بعد ہم نے بھی اپنا زاد راہ لیا اور رخت سفر باندھا اور پھر دیر رات حافظ سیف الملک صاحب کے ہمراہ دبئی ایر پورٹ پہنچے جہاں کچھ احباب منتظر تھے، وہاں نماز جمعہ میں خطاب کا شرف حاصل ہوا اور صرف ایک دن کی قلیل سکونت کے بعد ہم اپنے مادر وطن سرزمین ہند لوٹ آئے۔

بالآخر خداوند یکتا کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے مسلسل ۱۶/دن شبانہ روز صحبت پیرو مرشد کی نعمت سے مالامال فرمایا اور ساتھ ہی شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ و مفتی عسجد رضا خاں صاحب مدظلہ النورانی کا سپاس گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس روحانی جماعت کا حصہ بنایا اور اظہار تشکر بجالانے کا موقع عطا فرمایا۔

جیپ کا پلٹ جانا

مولانا حبیب النبی رضوی نوری جمالی شاہدی مدرس الجامعۃ الاسلامیہ رامپور نے اپنا ایک عینی مشاہدہ تحریر کیا ہے، لکھتے ہیں کہ یہ ایمان افروز واقعہ ۱۹۸۹ء کے اوائل کا ہے، جب محقق عصر، مبلغ مسلک رضا، چشم و چراغ سادات پیلی شریف، خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہد علی حسن رضوی نوری جمالی، شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ، مرکزی درسگاہ اہل سنت، الجامعۃ الاسلامیہ و قاضی شرع و مفتی ضلع رامپور کی دعوت پر، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری دامت برکاتہم القدسیہ، مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور تشریف لائے، جہاں اراکین اساتذہ و طلبہ جامعہ نے موصوف کا شایان شان خیر مقدم کیا۔

مجوزہ پروگرام کے تحت، اسی دن حضرت تاج الشریعہ موضع عثمان نگر ضلع رامپور تشریف لے گئے، جہاں کثیر تعداد میں لوگوں نے حضرت کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا، عثمان نگر میں کچھ دیر قیام کے بعد، حضرت تاج الشریعہ وہاں سے رخصت ہو کر، ایک کھلی ہوئی جیپ میں روانہ ہوئے۔ جیپ میں حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ، حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی اور ڈرائیور سمیت چھ افراد سوار تھے۔ جیپ میں سوار یہ قافلہ، رامپور بلاسپور شاہراہ پر "پیلا کھار ندی" کے کنارے باندھ پر سے گزر رہا تھا چلتی ہوئی جیپ، جب باندھ کے کھڑنجے کے اوپر سے گزری، تو اچانک کھڑنجے کے کنارے کی اینٹیں اکھڑ گئیں جس سے جیپ کا توازن بگڑ گیا اور جیپ نے تین پلٹے کھائے اور حیرت انگیز طور پر تقریباً پچاس ساٹھ فٹ گہرائی میں، باندھ کے نیچے ایک گڑھے میں پہنچ کر، سیدھی کھڑی ہوگئی۔ جیپ میں موجود دوسرے لوگ حواس باختہ تھے۔ جیپ جیسے ہی زمین پر رکی، تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ سیٹ پر سجدہ کی حالت میں پرسکون بیٹھے ہیں۔ چند لمحوں بعد ہی آپ نے پوچھا؟ سید صاحب آپ ٹھیک ہیں، آپ کو چوٹ تو نہیں آئی؟ نہیں حضور میں ٹھیک ہوں کوئی چوٹ نہیں آئی حضرت علامہ سید شاہد علی رضوی نے فوراً جواب دیا، اور دریافت کیا حضرت آپ تو خیریت سے ہیں، حضرت نے فرمایا بحمدہ تعالیٰ بخیر یے ہوں۔ اس حادثہ میں کسی ایک فرد کے بھی کوئی قابل ذکر چوٹ نہیں آئی سب لوگ بحفاظت رہے، البتہ جیپ کی چھت کا پچھلا حصہ ٹوٹ گیا اور پہچاننے میں نہیں آرہی تھی کہ یہ جیپ ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی جیپ کے پیچھے پیچھے، موٹر سائیکلوں پر سوار عقیدت مندوں اور وابستگان سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کا ایک عظیم قافلہ ساتھ چل رہا تھا، جس نے کھلی آنکھوں سے یہ اندوہناک حادثہ دیکھا، اور ہیں بچاؤ کے نقطہ نظر سے گھبرائے

ہوئے انداز میں فوراً ہی ایک محفوظ راستے سے نیچے جائے حادثہ پہ پہنچا، اور جیپ میں سوار سب حضرات کو بخیر وعافیت دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ یہ واقعہ یقیناً خرق عادت تھا، اس لئے کہ تمام طور پر اس قسم کے حادثات میں جانیں نہیں بچتیں، چہ جائیکہ کسی کے چوٹ تک نہ آئے۔ یہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی کھلی ہوئی کرامت تھی۔

حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی کا بیان ہے کہ جیسے ہی جیپ نے پلٹا کھایا، تو حضرت تاج الشریعہ نے ''یا اللہ یا رحمن یا رحیم'' کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا، اور جب جیپ ٹھہری تو آپ سجدہ کی حالت میں تھے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے، کہ حضرت سید صاحب قبلہ بھی اس حادثہ جانکاہ کے وقت کچھ کلمات خیر ورد زبان کئے ہوئے تھے، اس واقعہ کے عین شاہدین آج بھی سیکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں، کیونکہ جب یہ حادثہ ہوا، چشم زدن میں لوگوں کی ایک بھیڑ وہاں اکٹھی ہوگئی تھی۔

اللہ اللہ اس دور قحط الرجال میں، اللہ کے کیسے کیسے برگزیدہ بندے اس دنیا میں موجود ہیں جن کی برکتوں سے بڑے بڑے حادثے ٹل جاتے ہیں۔ یہ ایسے ہی نفوس قدسیہ ہیں جن کے لئے کہا گیا ہے:

اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اس حادثہ کے بعد گاڑی وہیں چھوڑ کر، تقریباً ساٹھ فٹ کی چڑھائی چڑھ کر، حضرت تاج الشریعہ اور سارے رفقائے سفر وہاں سے پیدل چل کر، باندھ کے ڈھلوان کو پار کر کے اوپر سڑک پر آگئے، اور وہاں سے پیدل چلتے ہوئے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کر کے ''شکر چورا'' ہے پر پہنچے، اور وہاں باغ والی مسجد میں نماز ظہر ادا فرمائی، اسی دوران شہر سے رابطہ کر کے دوسری گاڑی منگوالی گئی تھی۔ نماز ظہر سے فراغت پا کر یہ قافلہ، دوبارہ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور پہنچا، اور مسجد جامعہ میں حضرت تاج الشریعہ کی اقتداء میں سب نے نماز عصر ادا کی، پھر قل شریف ہوا، اس کے بعد کثیر تعداد میں لوگ حضرت تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ نماز مغرب بھی حضرت ہی کی اقتداء میں ادا کی گئی۔

نماز مغرب کے بعد یہ عظیم الشان قافلہ، حضرت تاج الشریعہ اور حضرت مفتی سید شاہد علی رضوی کی معیت میں، ایک جلوس کی شکل میں رامپور کے قصبہ نگلیا عاقل کے لئے روانہ ہوا۔ جیسے ہی یہ قافلہ نگلیا عاقل پہنچا، تو اہالیان قصبہ نے نعرہ ہائے تکبیر ورسالت وغوثیت سے پر جوش خیر مقدم کیا۔ علماء اہل سنت زندہ باد، حضرت تاج الشریعہ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے ساری بستی گونج اٹھی۔ سب لوگ جوش وولولہ اور نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ حضرت تاج الشریعہ کو متعینہ نشست گاہ مدرسہ سراج العلوم لے گئے۔ راقم الحروف اپنے متعلقین، رشتہ داروں اور محبین کے ساتھ حضرت کے استقبال کرنے والوں میں پیش پیش رہا۔ خصوصاً مولانا عتیق الرحمن ازہری للواری صدر المدرسین مدرسہ سراج العلوم نے حضرت کی پذیرائی کی۔ اس وقت وہاں موجود لوگوں کا جو والہانہ انداز وارفتگی کا عالم تھا، اسے لفظوں میں سمیٹنا بڑا مشکل ہے۔ غرض یہ کہ سیکڑوں متلاشیان ہدایت، آپ کے ارد گرد حلقہ باندھے کھڑے تھے۔ آپ نے سب کو توبہ کرائی، اور سب کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں بیعت فرما کر سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی اور پناہ میں دیدیا۔ آپ نے عشاء کی نماز ''نگلیا عاقل'' میں ہی ادا فرمائی، اور کچھ دیر نگلیا عاقل ہی میں قیام فرما کر، حضور تاج الشریعہ وہاں سے رخصت ہوئے اور پھر رامپور کے لئے عزم سفر کیا، کیونکہ حضرت تاج الشریعہ نے الحاج ظہور احمد رضوی رکن جامعہ کے بے حد اصرار پر، ان کی دعوت اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ وہ دعوت کے لوازمات

کے بیجا مصارف سے گریز کر کے صرف مونگ کی کھچڑی پکوائیں گے۔

چنانچہ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی، حسب وعدہ تقریباً ۱۱ر بجے شب موصوف کے مکان واقع پرانا گنج پہنچے، دسترخوان کو زینت بخشی اور دعوت دہندہ کی خوشی کی خاطر بزرگوں کی عادت مبارکہ کے موافق، چند لقموں پر اکتفا کیا مگر اہل خانہ اور دیگر حاضرین کو خوب کھلایا۔

اس موقع پر منظور احمد رضوی، نبیہ احمد قادری خازن جامعہ، صغیر احمد ازہری محاسب جامعہ، امیر احمد سیفی رضوی، الحاج شبیر احمد رضوی، جمیل احمد خاں رضوی کے علاوہ بہت سے محبین مخلصین اور اراکین جامعہ موجود رہے۔ کھانے سے فراغت پا کر حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ، اپنے خادم مولانا شکیل احمد خاں صاحب رضوی، جو اس پورے سفر میں حضرت کے ساتھ رہے تھے، کو اپنے ساتھ لے کر بذریعہ کار شب کو ہی بریلی شریف کے لئے رخصت ہو گئے۔

نماز کے لئے ٹرین کا رکنا

۱۱ر مارچ ۲۰۱۵ء کو حضرت تاج الشریعہ، بنارس کیلئے کاشی وشوناتھ ایکسپریس سے روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز بریلی جنکشن پر ادا فرمائی۔ مغرب شاہجہانپور میں ادا کی اور عشاء کے وقت ٹرین لکھنو پہنچ گئی۔ اسٹیشن پہونچنے سے پہلے حضرت بیت الخلاء گئے، جب حاجت سے فارغ ہوئے، تو ٹرین کے چھوٹنے کا وقت ہو گیا، حضرت جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے اس وقت تک ٹرین روانہ نہیں ہوئی تھی، مگر چند لمحہ میں ٹرین چلنے لگی، حضرت نماز عشاء ادا کرنے کیلئے جائے نماز نکالنے کا حکم دے رہے تھے، برادرم محمد یوسف رضوی نے کہا کہ حضور ٹرین چلنے لگی ہے، حضرت کے حکم پر مصلی بچھا دیا گیا، جیسے ہی مصلے پر حضرت نے قدم رکھا فوراً ٹرین رک گئی، حضرت نماز کیلئے کھڑے ہو گئے، ٹرین میں جگہ تنگ اور حضرت کی نقاہت کو دیکھتے ہوئے، ایک طرف محب محترم مفتی محمد شعیب رضا قادری اور دوسری طرف یہ راقم السطور معمولی سہارا دیتے رہے۔ حضرت نے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز عشاء ادا فرمائی، بس سلام پھیرتے ہی ٹرین چلنے لگی، حضرت نے سلام پھیرا، پھر فرمایا کہ ٹرین کہاں پر ہے، راقم نے عرض کیا حضور ٹرین ابھی پلیٹ فارم پر ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چلو الحمد للہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو گئی۔ اس کرامت کے ظہور کے وقت مولانا عاشق حسین کشمیری الحاج محمد یوسف نوری، پور بندر الحاج شاہنواز حسین رضوی (دوبئی، موجود تھے۔ (محررہ: ۱۴ر مارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ بوقت عشاء بریلی)

آنکھ کا آپریشن بغیر انجکشن

حضرت تاج الشریعہ ساوتھ افریقہ، ماریشش، ہرارے، زمباوے، تنزانیہ وغیرہ کے تقریباً ایک درجن ممالک کے تبلیغی سفر پر ۱۴ر مارچ ۲۰۱۵ء کو بریلی شریف سے روانہ ہوئے، قیام دولت کدہ بریلی سے ہی آنکھ سے کبھی کبھی خون نکل رہا تھا، سبھی لوگوں نے حضرت سے اتنا طویل سفر کرنے سے منع کیا، مگر تاریخ دے چکے تھے، اس لئے وعدہ خلافی نہ ہو، تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے صاجزادہ گرامی مولانا عسجد رضا قادری بھی تھے۔ دربن (ساوتھ افریقہ) پہنچے پر آنکھ میں تکلیف زیادہ بڑھ گئی، ۲۲ر اپریل ۲۰۱۵ء کو ہاسپٹل لے جا کر آنکھ کے مشہور اور تجربہ کار ڈاکٹر کو دکھایا، انہوں نے کچھ دوائیں تجویز کیں اور آپریشن کا مشورہ دیا۔

یہ وہ آنکھ ہے جس کا تقریباً ۲۰ر سال قبل بمبئی میں آپریشن ہو چکا تھا، اسی دوران آنکھ کے تحفظ کے پیش نظر پلاسٹک کے دو ٹکڑے ڈاکٹر نے لگا دیئے تھے، وہ ٹکڑے ابھر کر آ گئے تھے، اس لئے آنکھ سے خون بہنے لگتا تھا۔ ڈربن کے ڈاکٹر نے کہا کہ آنکھ کے آپریشن کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے، جس سے اس پر کنٹرول پایا جا سکے۔ ۲۴ر اپریل ۲۰۱۵ء کو

آپریشن کی تاریخ مقرر کردی، حضرت کو مریدین وعقیدت مند ہاسپٹل لیکر پہنچے، آپریشن کی تیاریاں مکمل ہوگئیں۔

ڈاکٹر نے حضرت کو آپریشن سے قبل بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا جیسا کہ ڈاکٹروں کا معمول ہے مگر آپ نے سختی سے منع فرمادیا، کہ اس طرح کے انجکشن میں ناجائز چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے اور دوسری نشیلی اشیاء ہوتی ہیں،۔اس لئے میں انجکشن نہیں لگوا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کو بہت مطمئن کرنے کی کوشش کی مگر حضرت نے انکار فرمایا، پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت سے دوسری گزارش کی کہ اتنا حصہ سن کر دیتا ہوں، حضرت اس پر بھی تیار نہیں ہوئے۔ اور سن کرنے سے بھی منع کر دیا۔ عین آپریشن کے وقت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ڈاکٹروں کا پورا پینل حضرت کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہا، کہ آپریشن بغیر سن کئے یا بغیر انجکشن لگائے نہیں ہوتا ہے، حضرت نے بڑے اطمینان کے ساتھ ان ڈاکٹروں کے پورے پینل سے فرمایا کہ آپ لوگ بالکل بے فکری کے ساتھ میری آنکھ کا آپریشن کیجئے، میں کسی بھی طرح کی ناجائز اشیاء کا استعمال نہیں کرتا ہوں، اور نا ہی پسند کرتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، مرے جد امجد نے بھی بغیر انجکشن کے آپریشن کرایا تھا۔ آپ لوگ اپنا کام کریں۔

اس گفتگو کے بعد ڈاکٹروں نے ہمت جٹائی اور آپریشن کا آغاز کر دیا۔ حضرت بہت مطمئن اور بالکل ساکت وجامد بیٹھے رہے، تقریباً ساڑھے تین گھنٹہ آپریشن چلا، اور آنکھ میں سات (۷) ٹانکے لگے۔ آپریشن کی تکمیل تک آپ کی زبان مبارک پر درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کا ورد جاری رہا۔ ڈاکٹر حضرات یہ نہیں سمجھ پارہے تھے کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں مگر لبوں کی جنبش سے محسوس ہوتا تھا کہ آپ کچھ پڑھ رہے ہیں۔

آپریشن سے فارغ ہوکر ڈاکٹر کا تاثر حیرت انگیز تھا، انہوں نے سبھی لوگوں کی موجودگی میں کہا، کہ میں دنیا بھر میں جاتا ہوں اب تک بغیر انجکشن لگائے میں نے یا کسی اور ڈاکٹر نے آپریشن نہیں کیا، مگر یہ شخصیت اپنے آپ میں منفرد ہے۔ دنیا کا سب سے نالائق ڈاکٹر میں ہوں، کہ میں نے بغیر انجکشن کے آپریشن کیا، اور یہ ذات دنیا کی واحد ذات ہے کہ اتنی مضبوط، ہمت اور روحانی قوت والی ہے، کہ ساڑھے تین گھنٹہ تک بالکل جس طرح بٹھایا گیا تھا بیٹھے رہے، ذرا سی بھی جنبش نہیں کی، جب کہ اس طرح کے بڑے آپریشن میں تکلیف سے آدمی تڑپ اٹھتا ہے، ایک ذرا سا کانٹا چبھ جانے سے آدمی کراہ اٹھتا ہے مگر یہ شخصیت پوری دنیا میں شاید واحد ہوگی، جس کے اندر میں روحانی اور ایمانی قوت دیکھتا ہوں۔ ڈاکٹروں کی پوری ٹیم آپ کی استقامت پر حیران تھی۔

حضرت کے دادا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے بھی اپنے انگوٹھے کا آپریشن جے پور میں بغیر انجکشن کے کرایا تھا اور ایک گھنٹہ تک آپریشن ہوتا رہا، اور آپ صبر وسکون کے ساتھ پنج گنج درود شریف کا ورد کرتے رہے، یہاں تک کہ آپریشن مکمل ہوگیا (۴ مئی ۲۰۱۵ء بروز پیر)

ڈاکٹر جھوٹا، رپورٹ جھوٹی

حضرت تاج الشریعہ کی تقریباً ایک ماہ کے سفر سے بریلی شریف واپسی ہوئی۔ عید الفطر کی نماز عیدگاہ باقر گنج میں پڑھائی۔ چند ایام گزرے تھے کہ ۲۵ / جولائی ۲۰۱۵ء کو بعد نماز مغرب لگاتار چار الٹیاں ہوئیں۔ الٹی بالکل کالی تھی، فوراً صاحبزادہ گرامی مولانا عسجد رضا خاں صاحب نے ڈاکٹر پرویز نوری صدیقی کو فون کر کے بلالیا، انہوں نے چیک اپ کیا، خون کے جانچ کی رپورٹ حاصل کرنے کیلئے سینٹر بھیج دی، دوا تجویز کی اور دوا کھانے پر الٹیاں بند ہوگئیں۔ بعد نماز عشاء تقریباً رات کے دس بجے ہوں گے، کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے، کہنے لگے کہ فکر

مندی کی بات یہ ہے کہ حضرت نے صبح صرف آدھی روٹی تناول کی تھی اس کے بعد پورا دن گزر چکا ہے کچھ بھی نہیں کھایا، اور کالی الٹی ہوگئی، اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ دہلی لے جایئے۔ مولانا عسجد میاں نے حضرت سے دہلی چلنے کیلئے کہا، فرمایا کہ نماز پڑھوں گا، حضرت نے نماز ادا فرمائی دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو مرید کیا، ملاقاتیں فرمائیں۔ پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور آرام کرنے لگے۔ عسجد میاں پھر حضرت کے پاس پہنچے، دہلی چلنے کیلئے کہا، تو حضرت نے فرمایا کہ میری طبعیت بہتر ہے اور میں اب آرام کروں گا، ڈاکٹر کی رپورٹ جھوٹی ہے۔

مولانا عسجد میاں، برادرم دانش رضا اور راقم السطور رات بھر جاگتے رہے، فکر دامن گیر رہی، رات تقریباً ڈیڑھ بجے ڈاکٹر انیس بیگ اور ڈاکٹر شردا گروال سے مولانا عسجد میاں نے بات کی، انہوں نے دوسرے دن ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرانے کا مشورہ دیا، ۲۶ر جولائی ۲۰۵۲۶ء صبح ۶ر بجے جانچکر نے کیلئے رامپور گارڈن سے دو صاحبان آگئے، چیک کرنے کیلئے خون لے گئے۔ دس بجے برادرم دانش رضا رپورٹ لینے کیلئے پہنچے، رپورٹ میں کچھ واضح نہیں ہو رہا تھا، پھر ڈاکٹر انیس بیگ آگئے اور اپنے ہاسپٹل میں چلنے کا مشورہ دیا، ۱۱ر بجکر ۴۵ر منٹ پر حضرت سوداگران سے ”بیگ ہاسپٹل“ کے لئے روانہ ہوئے، ہاسپٹل میں حضرت کے پہنچنے کی خبر نے شہر میں ہلچل مچادی، گلی کوچے ہاسپٹل کے در و دیوار انسانی سیلاب سے بھر گئے تھے۔ حضرت کے گردہ کا اکسرا ہوا، شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ کی جانچیں ہوئیں، ایک دن اور ایک رات ہاسپٹل میں گزار کر ۲۷ر جولائی کو ۱۲ر بجے گھر واپس تشریف لائے۔ ڈاکٹر شردا گروال نے نبض کی تشخیص اور جانچ رپورٹوں کے بعد بتایا کہ حضرت کی طبعیت میں کافی سدھار ہوا ہے اور طبیعت بہت بہتر ہے۔

دوران علاج شدید بیماری میں حضرت نے تمام نمازیں کھڑے ہو کر پڑھیں، فرائض تو فرائض سنت بھی کھڑے ہو کر ادا کی، کبھی کبھی کمزوری کی وجہ سے کھڑے ہونے میں دقت ہو جاتی تھی، تو برادرم یوسف اختر ہلکا سا سہارا دیدیا کرتے تھے۔ روزانہ کے معمولات اور اوراد و وظائف میں بالکل فرق نہیں آنے دیا، مولانا عاشق حسین کشمیری اور مفتی شعیب رضا قادری کو برابر علمی موضوعات پر املا کراتے رہے، اور مسلسل تصنیف و تالیف و دیگر فتویٰ جات پر تحریری کام بھی جاری رہا۔

ظاہری حالت میں دورہ کر دیدار اور جنات سے حفاظت

۲۷ر جولائی ۲۰۱۵ء کو میں اپنی آفس میں بیٹھا ہوا تھا، حضرت سے ملنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا، اسی درمیان تین یا چار شخص کافی لمبے تڑنگے آفس میں داخل ہوئے، سلام و دعا کے بعد کہنے لگے، کہ آپ نے مجھے پہچانا، میں نے کہا کہ ہاں چہرہ پہچان رہا ہوں، مگر نام یاد نہیں آرہا ہے، ان میں ایک بزرگ شخصیت تھی، سفید داڑھی تھی، نورانی چہرہ اور اس پر سفید کپڑا اور سر پر سفید رومال وٹوپی نے چہرہ کو نہایت بارونق بنادیا تھا۔ انہوں نے جیب سے مجلد ایک چھوٹی سی پاکٹ سائز کی کتاب کو میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ دیکھئے یہ کیا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ شجرہ شریف تھا، اندر کھولا تو موصوف کا نام میرے ہاتھوں سے حاجی احمد علی قادری رضوی جموں وکشمیر لکھا ہوا تھا، وہ ۲ر فروری ۲۰۰۷ء کو حضرت سے داخل سلسلہ ہوئے تھے۔

حاجی احمد علی رضوی کے ہمراہ مولانا دل محمد رضوی مرحوم کے صاجنزادے محمود احمد رضوی، ایڈوکیٹ ہائی کورٹ جموں کشمیر بھی تھے۔ حاجی صاحب نے اپنے صاجنزادے آفتاب احمد کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ان کو مرید کرانے کیلئے لایا ہوں، بولے کہ واقعہ یہ ہوا کہ اس کے اوپر جنات کے اثرات ہیں، اکثر حاضری ہو جاتی ہے۔

ایک بار جنات اس کے اوپر حملہ آور ہو گئے، میں گھبرا گیا کہ اب کیا کروں، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ دفعتاً میری زبان سے یہ آواز نکلی کہ "تم جانتے ہو کہ میری سرپرستی کون کررہے ہیں اور میں کس بزرگ کا مرید ہوں" کہ اتنے میں حضرت تاج الشریعہ میری پشت کی طرف کھڑے تھے، کہ آفتاب احمد نے دیکھا اور وہ گھبرا گیا، اس کے اوپر جو جنات کے اثرات تھے، وہ کافور ہوتے نظر آئے، اس کے منہ سے یہ آواز سنائی دیتی رہی کہ اب میں نہیں آؤں گا۔ اب میں نہیں آؤں گا آفتاب احمد کی خواہش ہوئی کہ جس پیر سے آپ مرید ہیں ان کے پاس مجھے لے چلئے، میں بھی انہیں سے مرید ہونا چاہتا ہوں، پہلے میں زیارت کروں گا پھر مرید ہوں گا۔ حاجی صاحب حضرت کی نشست گاہ میں گئے، بغیر کچھ کہے آفتاب احمد کہنے لگے کہ یہی شخصیت ہے، جنہیں میں نے دیکھا تھا، انہیں کی ہیبت اور روحانی فیضان نے جن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر آفتاب احمد حضرت کے دست حق پرست پر مرید ہو گئے، چار لوگوں کو میں نے شجرہ شریف دیا اور بہت خوش ہو کر، جموں کشمیر کے لئے روانہ ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کو اسی طرح سے پیر و مرشد کا فیضان نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

پلین کا لیٹ ہو جانا

آوائل ۱۹۹۲ء کی بات ہے کہ راقم السطور حضرت کے ہمراہ بطور خادم پہلی بار لمبے سفر کلکتہ گیا، حضرت کا قیام جناب محمد ایوب خاں رضوی مرحوم کے دولت کدے پر تھا، دو دن کے قیام اور مختلف جگہوں پر اجلاس و دعوت و تبلیغ کے پروگرام میں شرکت کرنے کے بعد، شب ۳ر بجے قیام گاہ پر واپسی ہوئی، حضرت نے فرمایا اب مختصر سا وقت بچا ہے، نماز فجر پڑھ کر سو یا جائے، ایوب صاحب چائے لیکر حاضر ہوئے، اسی وقفہ میں حضرت نے مجھے کچھ لکھنے کا حکم فرمایا میں نے وہ مراسلہ تیار کیا، اتنے میں فجر کی اذان ہونے لگی۔ نماز جماعت سے پڑھی گئی، پھر مسلسل سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند فوراً ہی آ گئی، ۱۱ر بجے بیدار ہوئے، پھر چلنے کی تیاری ہونے لگی، شام کو چار بجے کی فلائٹ دمدم ایرپورٹ سے دہلی کے لئے تھی، ناشتہ اور کھانا ایک ساتھ کیا، نماز ظہر گھر پر ادا ہوئی، شب ہی میں فلائٹ کے دو ٹکٹ ایوب مرحوم نے لاکر مجھے دیئے تھے، وہ ٹکٹ میں نے حضرت کی تکیہ کے نیچے رکھ دیئے تھے۔ اس خیال سے کہ چلتے وقت "صدری" کی جیب میں رکھ لوں گا مگر میں بھول گیا۔ ایرپورٹ چلنے کی تیاری ہونے لگی، حضرت نے اپنی صدری مجھے عنایت فرماتے ہوئے کہا کہ اس کو تم پہن لو میں نے حضرت کی صدری پہن لی، اور اکثر دوران سفر حضرت کی صدری میں پہن لیا کرتا تھا، حضرت بہت کم صدری پہنتے تھے، مگر صدری ساتھ میں ضرور رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں ضروری کاغذات، پاسپورٹ، ٹکٹ قلم اور دوا وغیرہ رکھے جاتے تھے، جب ایرپورٹ کے لئے چلنے لگے، تو حضرت نے فرمایا کہ سب سامان رکھ لیا ہے، میں نے عرض کیا حضور سارا سامان رکھ لیا ہے۔ حضرت مطمئن ہوئے، گاڑی میں بیٹھے کچھ ہی دور چلے تھے، کہ پھر فرمایا کہ سامان چیک کر لیا ہے، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ سب چیک کر لیا ہے۔ جب ایرپورٹ کے قریب پہنچے فرمایا، کہ ایک ایک سامان چیک کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ حضور ہاں، پھر فرمایا کہ ٹکٹ کہاں ہے، بس اتنا کہنا تھا کہ فوراً یاد آیا، کہ ٹکٹ تو تکیہ کے نیچے ہی رہ گیا۔ صدری کے چاروں جیب چیک کیے مگر ٹکٹ تو میں نے رکھا ہی نہیں تھا، وہ بھول گیا تھا، دمدم ایرپورٹ بالکل قریب تھا، پلین کا وقت صرف آدھا گھنٹہ بچا تھا، میں فوراً ایوب رضوی کے ساتھ گھر واپس آیا، یہ وقت بہت ٹریفک کے رش کا ہوتا ہے، گھر گیا ایک گھنٹہ لگا، ادھر لوگ حضرت سے پلین کے تاخیر سے اڑنے کے لئے دعا کرانے لگے۔ جب میں ٹکٹ لیکر واپس پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو گھنٹہ پلین لیٹ ہے، بہت آرام سے بورڈنگ

کرایا۔ تب پتہ چلا کہ حضرت شروع ہی سے یاد دہانی کرا رہے تھے، اور یہ حضرت کی زندہ کرامت ہے کہ میں ٹکٹ بھی لے آیا، پلین لیٹ ہوگیا، بہت سارے لوگ تاخیر کی وجہ سے داخل سلسلہ بھی ہوگئے۔ یہ ہے اولیاء کرام کا مرتبہ، یہ ہے اہل اللہ کی شان۔ (۹/اگست ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ)

مسجد میں چندہ

۱۹۹۷ء یا ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ صوبہ بہار کا راقم الحروف نے حضرت کی طرف سے پروگرام دے دیا تھا، یہ تاریخیں تقریباً دس دن کی تھیں، ہر ایک دن حضرت کے تین سے چار اجلاس ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا خاکہ تیار کیا تھا کہ جس جگہ سے حضرت چلیں گے اور جہاں تک جانا ہے، تو لب سڑک سے متصل جتنے بھی گاؤں اور قصبے ہوں گے سبھی جگہ ۱۵/منٹ حضرت رک کر بیعت و ارشاد فرمائیں گے، اس طرح ان دس دنوں میں درجنوں پروگرام ہوگئے۔ اور درجنوں گاؤں و دیہات کے علاقوں میں حضرت کے قدوم میمنت لزوم پہنچ گئے، تقریباً آدھا صوبہ بہار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہما کے فیضان سے مالا مال ہوگیا۔ حضرت شہر کشن گنج سے بہادر گنج جاتے ہوئے مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی اور علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی مرحوم کے گاؤں تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک صاحب غالباً مولانا مفتی ایوب مظہر قادری کے بھائی یا قریبی رشتہ دار ملے، وہاں سے آگے بڑھے ہوں گے کہ ایک مسجد یا مدرسہ کی تعمیر ہورہی تھی۔ چندہ کی اپیل کا بینر لگا ہوا تھا، معاً مجھے خیال آیا کہ یہ غریب مسلمانوں کا علاقہ ہے، یہاں مدد ہونا چاہئے، میرے پاس اتنے روپئے بھی نہیں ہیں کہ میں فی الحال ان کی مدد کردوں، میں اپنے ذہن وخیال میں سوچتا ہوا جارہا تھا، گاڑی تیز رفتاری کے ساتھ بڑھ رہی تھی، آگے ہی کچھ فاصلے پر قیام گاہ تھی۔ قیام گاہ پر پہنچے، سامان گاڑی سے لاکر کمرہ میں رکھا، حضرت کچھ دیر کیلئے آرام کرنے لگے، جب بیدار ہوئے فرمایا کہ تم اس وقت کیا سوچ رہے تھے، بیگ میں فلاں جگہ کا نذرانہ رکھا ہوگا، اس کو لے لو اور جاکر اس مسجد یا مدرسہ میں تعاون کردو، یہ نہایت ہی اچھا عمل ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کو بہترین جزا دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور میں واقعی یہی سوچ رہا تھا کہ ان کی مدد ہونی چاہئے۔ آپ نے کشف کے ذریعہ میرے دل کا حال جان لیا ہے۔ اب میں وہاں کے جو ذمہ دار ہوں گے، ان سے ملکر آپ کی طرف سے تعمیر مسجد میں چندہ دیدوں گا۔ پھر فرمایا کہ جاکر تعاون کرو مگر نام کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ایک موٹر سائیکل والے کو ساتھ لیا اور اکیلے ہی چلا گیا۔ متولی صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے صرف اپنا اتنا تعارف کرایا کہ میں بریلی شریف سے حاضر ہوا ہوں، فلاں جلسہ میں آیا ہوں، یہ دس ہزار روپیہ مسجد کی تعمیر میں بطور تعاون حاضر ہیں۔ وہ بہت خوش ہوئے۔

حضرت دلوں کا حال جانتے ہیں۔ اپنے مریدین وخدام کے جذبات واحساسات کی قدر کرتے ہیں۔ یہی اولیائے کرام ومقربان بارگاہ الٰہی کی پہچان ہے۔ (۱۷/اگست ۲۰۱۵ء)

بیک وقت دو جگہ موجودگی

۲۰۱۳ء میں حضرت تاج الشریعہ کے ہمراہ صاحبزادہ مولانا عسجد رضا قادری مہتمم جامعۃ الرضا بریلی شریف ساوتھ افریقہ کے علاوہ دارالسلام، تنزانیہ، ہرارے، زمباوے اور ملاوی وغیرہ کے تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر ملاوی کا ایک واقعہ جو حضرت کی زندہ وجاوید کرامت سے منسوب ہے، راقم سے بیان کیا۔ کہ جمعہ کا دن تھا محمد اسلم مرزا رضوی میرے پاس بے تانہ آئے اور بغل گیر ہوگئے، اور کہنے لگے کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی، میں نے بتایا کہ فلاں مسجد میں

پڑھی، وہاں حضرت نے نماز جمعہ ادا کرائی، اسلم مرزا نے نماز جمعہ کسی دوسری مسجد میں پڑھی تھی، یہاں عین نماز جمعہ حضرت تاج الشریعہ کی زیارت اور مصافحہ ودست بوسی بھی کی تھی، اسلم مرزا صاحب کا اپنی مسجد میں زیارت کرنا اور حضرت کا کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھانا، واقعی کسی عظیم کرامت سے کم نہیں ہے۔ اسی مجلس میں کسی نے کہا کہ حضور غوث اعظم شیخ عبد القادری جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیک وقت ۷۰ رجگہ جلوہ نمائی کرسکتے ہیں، تو ان کے جانشین اور خلیفہ بیک وقت دوجگہ کیوں نہیں ہوسکتے۔ اسلم مرزا صاحب حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر کہ فوراً گھر گئے اور اپنے بیوی وبچوں کو لا کر حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کرادیا۔ اور انہوں نے یہ اپنا چشم دید واقعہ تمام لوگوں سے بیان کرکے حیرت میں ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دن سے میری عقیدت ومحبت میں ہزار درجہ اضافہ ہوگیا۔ (۵؍ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

مقدمہ میں کامیابی ایک کرامت

علامہ مفتی عبد الحنان کلیمی شہر مفتی مراد آبادی وشیخ الحدیث جامعہ اکرم العلوم لال مسجد کا بیان ہے کہ فقیر نے عرصہ ۱۹۸۵ء سے مخدومی تاج الشریعہ کی خدمت ومجلس اور بعض اہم اسفار میں معیت رفاقت کا شرف حاصل کر چکا ہے، میں نے ہر بار حضرت قبلہ کو تصلب فی الدین کا مظہر اتم، اور اپنے اسلاف کے ہمہ گیر اخلاق واوصاف اور علم وفضل کا سچا جانشین پایا۔ جب کسی عنوان پر آپ کا قلم اٹھتا ہے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا قلم سیال رواں دواں ہے۔ اور جب زبان کھلتی ہے تو یہ محسوس کئے بغیر کوئی نہیں رہتا کہ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند کی شان علمیت نمایاں ہے۔

فقہی مجلس ہو یا دار الافتاء علما کی جماعت ہو یا فقہا کا گروہ، متکلمین کی نشست ہو یا محدثین کا مجمع، ہر جگہ آپ مقتدیٰ اور میر مجلس نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ تو علم وفضل کی بات ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیرت وصورت، حلم وبردباری اور شفقت ومہربانی میں بھی ایسا خصوصی درجہ عطا فرمایا ہے کہ آپ کی پہلی زیارت کے بعد ہی تشنگان روحانیت آپ کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں اور یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتے کہ آپ اپنے اسلاف کرام اور خاندانی مقتدایان عظام کی بولتی تصویر اور ہم پیکر ہیں۔

فقیر نے بارہا حضرت قبلہ سے اکتساب فیض کے لئے استفتاء کیا جس کے جواب میں آپ نے ایسے ایسے لعل وگہر کے پھول برسائے کہ سن کر انسان حیرت زدہ ہوجائے، اور یہ ماننے پر مجبور ہوجائے کہ یہ اپنے وقت کے عالم ربانی اور فقیہ النفس کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فقیر اس امر کے بیان میں اپنے کو نہایت خوش نصیب سمجھتا ہے کہ ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں جب آپ کو سعودی حکومت نے گرفتار کیا تو میں نے حضرت کی حمایت وبرأت میں تقریباً بیسوں قسطوں میں اپنے رشحات قلم کے ذریعہ نجدی حکومت کے پرخچے اڑائے، اور حضرت قبلہ کی بارگاہ اقدس میں اپنے قلم کے ذریعہ بہترین خراج عقیدت ومحبت پیش کرنے کی کوشش کی۔ جس کے شاہد عدل کی حیثیت سے ماہنامہ سنی دنیا کے قدیم شمارے موجود ہیں۔

دوسرا جب ہندوستان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی حلت وحرمت کی بحث چھڑی تو وہاں کے بہت سارے قدر دانوں میں اس فقیر کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ جب مراد آباد میں آپ پر ایک نام نہاد، کم ظرف اور بدترین قسم کے حاسد مولوی نے ''مسئلہ اللہ میاں'' میں اپنے منشا کے مطابق آپ کی جانب سے فتویٰ نہ ملنے کی رقابت کا بدلہ لینے، اور آپ کی پروقار شخصیت کو مجروح کرنے کی ناروا جسارت کرتے ہوئے آپ پر ایک جھوٹا مقدمہ مراد آباد کورٹ

کے ذریعہ قائم کرایا تو اس ناچیز کلیمی نے فاضل جلیل مولانا محمد شہاب الدین صاحب رضوی اطال اللہ عمرہ والحاج افروز رضا خواہر زادہ حضور تاج الشریعہ اور صاحبزادہ گرامی علامہ عسجد رضا خاں صاحب وغیرہ کے باہمی مشورہ سے مقدمہ کے پیروکاری کی مکمل ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور مراد آباد کے ضلعی کورٹ میں جاری اس مقدمہ کی ایسی پیروی کی کہ مخالفین کے پاؤں اکھڑے گئے اور ان کو خاسر المرام ہونا پڑا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ کو ایسی فتح اور جیت عطا فرمائی جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس عظیم الشان کامیابی پر یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ آپ کے جد کریم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا، جس کی مکمل پروکاری کا شرف سیدنا حضور صدر الافاضل مراد آبادی کو حاصل ہوا، بعینہ اسی طرح ان کے فرزند پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا جس کی پیروی مراد آباد کے تعلق سے اس ناچیز کے حصہ میں آئی مولانا محمد شہاب الدین رضوی برابر ہر تاریخ پر مراد آبادی آتے اور میں ان کے ساتھ کورٹ جاتا، وکیلوں سے صلاح ومشورہ کرتا۔ میں اس مقدمہ کی پیروی کو اپنی خوش نصیبی وخوش بختی تصور کیا کرتا ہوں۔ اور یہ ادّعان اور یقین کرتا ہوں کہ میرے اوپر سیدنا اعلیٰ حضرت کا کرم ہوا، اور میں اس خانوادے کے کام آ گیا۔

گاڑی کی کرامت

مولانا غلام معین الدین امام جامع مسجد گواری پور ضلع چوبیس پرگنہ (بنگال) کا بیان ہے کہ حضرت کا فیضان ہندوستان کے دیگر صوبوں میں بھی دیکھا گیا۔ کرناٹک کی سرزمین پر حضرت سراسے ہاسن کی طرف بذریعہ کار تشریف لے جا رہے تھے، کہ اچانک کار الٹ گئی، سب لوگ ادھر ادھر ہو گئے مگر جب حضرت کو دیکھا تو الحمد للہ حضرت تاج الشریعہ سجدے کی حالت میں پڑے تھے۔ اور کچھ بھی نہ ہوا۔ حضور مفتی اعظم کے مرید وخلیفہ حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ جنہوں نے تقریباً چالیس سال سے زائد انگس کی سرزمین پر امامت کا فریضہ انجام دیا حضرت ان سے بہت محبت فرماتے تھے، ایک جلسہ کے سلسلے میں حضرت تشریف لے گئے تقریر کے موڈ میں نہیں تھے، مگر ایک نعت خواں نے حضور سیدی اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت پاک **لم یات نظیرک فی نظر** میں ہندی الفاظ میں موراتن من دھن تو را سونپ دیا کو دیا پڑھ دیا۔ حضرت اسٹیج پر تشریف لے گئے، پھر ایک نعت خواں نے اعلیٰ حضرت کی نعت پاک واللہ جو مِل جائے میرے گل کا پسینہ کو واللہ جو مَل جائے۔ پڑھ دیا، حضرت نے مائک لے کر اللہ اللہ پورے دو گھنٹے صرف انہیں دو اشعار کی تشریح پر عملی تقریر فرمائی۔

حاجی نگر والوں کا کہنا ہے کہ حضرت، زاہد صاحب کلکتہ کے یہاں سے حاجی نگر تشریف لا رہے تھے کہ اچانک بارک پور موڑ پر کار خراب ہوگئی، اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔ ڈرائیور نے کہا گاڑی ایک انچ آگے نہیں جائے گی۔ سبھی حیران وپریشان تھے۔ دوسری گاڑی بھی تلاشی گئی وہ بھی نہیں ملی، تب حضرت نے حکم دیا ''ڈرائیور گاڑی چلا'' وہ پس وپیش میں تھا مگر چونکہ حضرت کا حکم تھا، البتہ یہ بھی کہا کہ گاڑی کہیں روکنا نہیں آہستہ کر لینا، پھر وہ گاڑی لے کر چلا، حاجی نگر والے سڑک پر لوگ استقبال کے لئے کھڑے تھے، انہیں اشارے سے بتا دیا گیا گاڑی رکے گی نہیں آہستہ ہو کر اپنے منزل کی طرف رواں ہوگئی، مدرسہ کے پاس گاڑی رکی، حضرت تشریف لے گئے، ڈرائیور معافی کا طلب گار ہوا، اور اس نے مجمع میں مائک پر برجستہ کہا ''بارک پور سے یہ گاڑی یہاں کس طرح آئی، یہ مجھے معلوم نہیں۔ دو دن تک ایک انچ آگے بڑھے بغیر رکی رہی۔''

بارش کے لئے دعا

مفتی عابد حسین رضوی صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم جمشید پور بیان کرتے ہیں کہ آج سے تقریباً ۱۸ ر سال قبل

جب حضور تاج الشریعہ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے تھے، اس موقع پر مجھ کو حضرت کی خدمت کا موقع ملا تھا۔ غسل وغیرہ کرانے کی سعادت ملی تھی، قبل ازیں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں بھی زمانہ طالب علمی میں ان کے ہاتھ پاؤں دبانے کا شرف ملا تھا۔ اس خدمت کے صلہ میں حضرت نے اپنے دست اقدس سے اپنا شجرہ بھی عطا فرمایا تھا۔ اس موقع سے ایک صاحب حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور میری اہلیہ کو اسقاط حمل ہوجاتا ہے۔ حمل ٹھہرتا ہے لیکن چند دن یا چند ماہ کے بعد گرجاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ سات سوئی لے کر آؤ، میں سات سوئی لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے تعویذ بنا کر دیا۔ وہ تعویذ اتنا اثر انداز ہوا کہ اسقاط کا مرض زائل ہوگیا اور وہ صاحب اولاد ہوگئے۔

۲۲؍جون ۲۰۰۸ء محب محترم جناب قاری عبد الجلیل صاحب شعبۂ قرأت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے فقیر سے فرمایا کہ پانچ سال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ ان دنوں وہاں بارش نہیں ہورہی تھی۔ سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کیلئے دعا فرمادیں۔ حضرت نے نماز استسقا پڑھی اور دعائیں کیں، ابھی دعا کرہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔

حافظ امتیاز نعمانی صاحب نے اپنی خوش بختی پر ناز کرتے ہوئے اپنے جذبات کا انوکھے انداز میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کلکتہ میں کثیر ازدہام کی وجہ سے چادر پکڑ کر مرید ہوا تھا، کہ کاش حضور کی جی بھر کر زیارت کرلیتا، اور مصافحہ کا موقع مل جاتا۔ کافی دنوں تک یہ مراد بر نہ آئی، ۳؍فروری ۲۰۰۳ء کو جب حضرت باری نگر ٹیلکو تشریف لائے تو جلسہ کی صبح مدرسہ فیض العلوم میں بھی تشریف لائے، میں مدرسہ کے سامنے کھڑا تھا کہ اتنے میں حضرت کی گاڑی آگئی۔ اس کے بعد کیا تھا میں نے خوب حضرت سے مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی سابق رہائش گاہ میں لے گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اپنے اس مرید کی دلی کیفیات سے آگاہ ہوگئے، اس لئے اس مرتبہ اپنا موقع عنایت فرمایا کہ اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی، اس وقت حضرت کا چہرہ اتنا وجیہ اور خوبصورت تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

المنقبة العربية فی شان تاج الشريعة

محمد صلاح الدین
الضیاء المصباحی
(بنارس)

اَللّٰــــهُ رَبُّ اَحْـمَـدَا
حَـمْـدًا لَکَ وَ اَمَّـدَا
صَلِّ عَلٰی خَیْرِ الرُّسُلِ
سَـلِّـمْ عَـلَیْـهِ سَرْمَدَا
وَالْاٰلُ هُـمْ وَ صَـحْـبُـهٗ
ذَاکُـمْ نُـجُـوْمُ الاِهْتِدَا
قَـالَ الـنَّـبِیُّ الْـمُـحْـتَرَمْ
دَعْ مَا کَدَرْ خُذْ مَا صَفَا

قَـدْ مَـاتَ عَـبْـدٌ صَـالِـحٌ
فِـیْ الْهِـنْـدِ قُـطْرِ آسیا
اَلْـقَـادِرِیُّ الْاَزْهَـرِیُ
ثُـمَّ اِتْـمُـهٗ اَخْتَـرْ رَضَا
وَابْیَـضُّ وَجْـهٗ کَـا الْقَمَرِ
آبَـائُـهٗ مِـنْ اَتْـقِـیَـا
اَهْـلُ الـسُّـنَـنِ طَوْعٌ لَّـهٗ
یَـسْـتَـحْـسِـنُـوْنَ الاِقْتِدَا

اَلْـمَـوْتُ مَـوْتُ الْـعَالِمِ
یَـبْـکِـیْ لَـهٗ مَنْ فِیْ السَّمَاءِ
فِیْ الْاَرْضِ کُلُّ ذِیْ کَبِدْ
وَالـنَّـمْـلُ فِـیْ اَحْجَارِهَا
اَکْـبَـادُنَـا مَـحْـمُـوْمَةٌ
فَـالـدَّمْـعُ مَـمْـزُوْجُ الدِّمَا
یَــا رَبِّ نَــوِّرْ قَـبْـرَهٗ
وَامْـطِـرْهُ مِنْ قَطْرِ النَّدیٰ
هِـنْـدِیْ ضِیَـا یَدْعُوْ لَـهٗ
فِـیْ الاِبْـتِدَا وَ الاِنْتِهَا

مؤرخہ ۹ راگست ۲۱۰۸ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء طلبہ الجامعۃ الحمیدیہ نے انجمن فیضان حمید بنارس کے زیر اہتمام خانقاہ حمیدیہ رشیدیہ شکر تالاب بنارس میں وارث علوم اعلیٰ حضرت فقیہ عصر فخر از ہر حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے بیسواں کا فاتحہ کے موقع پر تاج الشریعہ منقبتی مشاعرہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت علامہ مفتی غلام احمد انور صاحب ناظم تعلیمات جامعہ ہذا و مینیجگ ڈائرکٹر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس نے فرمائی اور سرپرستی وخصوصی خطاب مفتی بنارس معین ملت حضرت علامہ مفتی معین الدین صاحب قبلہ عرف پیارے میاں زیب سجادہ واڈیٹر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس فرمایا۔ اپنے خطاب میں حضور تاج الشریعہ کے اوصاف وکمالات بالخصوص بعد وصال ان کی شہزادی کی درد بھری فریاد کہ ''ابا حضور ذرا اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنی بیٹی کو ایک نظر دیکھیں'' اور تاج الشریعہ کا آنکھیں کھولنا پھر بند کر لینا، مزید پیشانی ورخسار وگلا پر بار بار پسینہ نمودار ہونا اور بارگاہ رسالت میں سرکار تاج الشریعہ کی مقبولیت کا ذکر کیا جس سے مجمع میں ایک کیف سرور پایا گیا، اکثر حاضرین کی آنکھیں نمدیدہ ہوگئیں۔ نعرۂ تکبیر ورسالت سے فضا گونج اٹھی، مدعو شعرا نے یکے بعد دیگرے تازہ کلام کے ذریعہ منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ اجلاس میں جامعہ کے اساتذہ کرام ودیگر مقامی علمائے کرام میں حضرت مولانا مفتی احسن کمال بنارس، حضرت مولانا زاہد حسین حمیدی، حضرت مولانا لئیق الدین احمد تابش فاروقی، حضرت مولانا شوکت فرید فاروقی، حضرت مولانا رفیع الدین، حضرت مولانا ارشاد ربانی حضرت مولانا عبد الرشید، حضرت مولانا قاری عبد القادر وغیرہ نے شرکت فرمائی اور نظامت کے فرائض قاری وسیم اکرم اسماعیلی بنارسی نے انجام دیا، نیز معززین شہر بنارس وطلبہ واحباب ملت کی شرکت نے پروگرام میں چار چاند لگا دیا۔ پروگرام کے اختتام پر قل شریف ہوا اور حضور والا کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ ذیل میں مدعو شعراء کرام کے تازہ ترین منقبت کے خوبصورت گلدستے ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

جناب اقبال رضوی

کتنے بالا وبرتر ہیں اختر رضا
اعلیٰ حضرت کے مظہر ہیں اختر رضا

دیکھ کر ان کی ہمت کو کہنا پڑا
دور حاضر کے حیدر ہیں اختر رضا

جن کی خوشبو سے مہکے ہیں باغ سنن
باخدا وہ گل تر ہیں اختر رضا

جن کے قدموں پہ قربان ہوں منزلیں
وہ مسیحا وہ رہبر ہیں اختر رضا

یہ نہ سمجھو اکیلے ہیں میدان میں
اپنے میں ایک لشکر ہیں اختر رضا

ہر طرف سے یہی آرہی ہے صدا
علم کا اک سمندر ہیں اختر رضا

اس حقیقت پہ تو اپنا ایمان ہے
سنیوں کا مقدر ہیں اختر رضا

ان سے ٹکرائیں نجدی یہ ممکن نہیں
جنکے حامی ویاور ہیں اختر رضا

دور حاضر میں جن کی نہیں ہے مثال
باخدا وہ سخنور ہیں اختر رضا

جن کے جلوؤں سے اقبال چمکے جہاں
آسماں کے وہ اختر ہیں اختر رضا

جناب ایاز محمود قادری

جب دیں کا علم لے کے اٹھے تاج شریعت
ہاتف نے کہا آؤ مرے تاج شریعت
جب مرشد برحق کی تمنا تھی جہاں کو
اللہ کی رحمت سے ملے تاج شریعت
روپوش ہوئے خلق سے جب مفتی اعظم
مسند پہ ضیا بار ہوئے تاج شریعت
آنچ آئی جو دیکھی کبھی مسلک پہ رضا کے
ناگاہ سپر بن کے اٹھے تاج شریعت
فیضان رضا بانٹا کئے سارے جہاں میں
جس سمت زمانے میں چلے تاج شریعت
الفت شہ بطحا کی ہے ایمان کا حاصل
سب کو یہ سبق دیتے رہے تاج شریعت
رحلت جو ہوئی مفتی اعظم کی جہاں سے
ملت کے نگہبان بنے تاج شریعت
سجدے جو کئے خانۂ کعبہ میں پہونچ کر
کچھ اور بھی رتبے میں بڑھے تاج شریعت
کچھ دن پئے تعلیم جو ازہر میں گزارے
ازہر کے لئے فخر بنے تاج شریعت
اب کون ہے پیچیدہ مسائل جو کرے حل
افسوس کہ ہم میں نہ رہے تاج شریعت
وارث وہ حقیقت میں رہے علم رضا کے
کہتے تھے جہاں والے جسے تاج شریعت
ذیقعدہ کی چھ، بیس تھی جولائی کی یارو
جب جمعہ کو دنیا سے گئے تاج شریعت
مغرب کی اذاں جونہی مؤذن نے پکاری
خلاق دوعالم سے ملے تاج شریعت
بھولے نہ بھلائے گا نگاہوں کو وہ منظر
کس شان سے مرقد میں گئے تاج شریعت
تل دھرنے کو باقی نہ بریلی میں جگہ تھی
جس وقت جنازے پہ چلے تاج شریعت
کل تک تو یہ کہتے تھے بریلی میں مکیں ہیں
اب بولئے جنت میں گئے تاج شریعت
۳ ۴۸ ۴۵۳ ۱۰۰ ۳۰ ۴۰۴ ۹۸۰=۲۰۱۸ء
گلزار حمیدی کا بھی ہر پھول ہے غمگیں
جس دن سے سنا ہے کہ گئے تاج شریعت
کیا فکر ایاز اس کو رہے روز جزا کی
دامن میں سمیٹے ہوں جسے تاج شریعت

جناب عالم بنارسی

دکھائی عجب شان تاج الشریعہ
زمانہ ہے حیران تاج الشریعہ
متاع دل وجان تاج الشریعہ
تری جاں پہ قربان تاج الشریعہ
جو انگلی اٹھاتے کل ان پہ اب وہ
ہیں انگلی بدندان تاج الشریعہ
جدھر دیکھتا ہوں نظر آرہا ہے
تمہارا ہی فیضان تاج الشریعہ
سجایا گیا سر پہ تاج شریعت
مبارک ہو ذیشان تاج الشریعہ
خدا اہل الفت کے دامن میں بھر دے
ترا فیض دامان تاج الشریعہ
بسا ہے نگاہوں میں شوق زیارت
نکل جائے ارمان تاج الشریعہ
مسرت میں عالم کا عالم نہ پوچھو
کہ ہیں دل کے مہمان تاج الشریعہ

جناب اکرم امجدی

زمانے بھر میں ہے چرچا مرے تاج الشریعہ کا
قصیدہ پڑھتی ہے دنیا مرے تاج الشریعہ کا
بریلی، ایشیا، افریقہ، یورپ تک کے لوگ آئے
بجا ہر ملک میں ڈنکا مرے تاج الشریعہ کا
کروڑوں اہل سنت آپ کی میت میں تھے شامل
وہابی دیکھ لے رتبہ مرے تاج الشریعہ کا
زمانے بھر کے مومن سنی شامل تھے جنازے میں
یہ تھا اقبال ارے دنیا مرے تاج الشریعہ کا
ہمیشہ جمع رہتے تھے ہزاروں ان کے حلقے میں
عظمت تھی یہ تھا رتبہ مرے تاج الشریعہ کا
بہشت پاک میں کوثر کی بہتی نہر کے اوپر
رہے گا محل سونے کا مرے تاج الشریعہ کا
نہیں رہتا جو غافل فرض، سنت اور واجب سے
وہ سنی ہے بہت پیارا مرے تاج الشریعہ کا
جو سچے دل سے قائم مسلک احمد رضا پر ہے
وہ ہوگا اعلیٰ حضرت کا مرے تاج الشریعہ کا
یہ اکثر کہتے تھے امجد علی و مفتی اعظم
ستارہ خوب چمکے گا مرے تاج الشریعہ کا
عقیدہ ایک، مذہب ایک مسلک ایک تھا یارو
مرے شیر بنارس کا مرے تاج الشریعہ کا
الٰہی بھیج دے اک راہ بر اختر رضا جیسا
جو ہر رخ سے ہو ہم پلا مرے تاج الشریعہ کا
نظر اب اہل سنت کی ضیاء المصطفیٰ پر ہے
یہی نعم البدل ہوگا مرے تاج الشریعہ کا
خدائے پاک نے چاہا تو محشر میں شمار اکرم
ولی اللہ میں ہوگا مرے تاج الشریعہ کا

★★★★★★★★
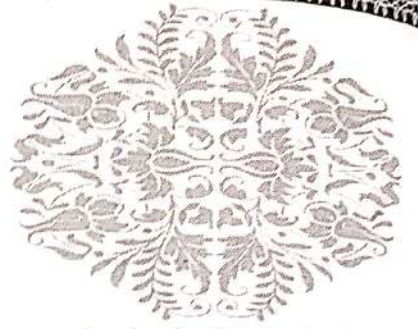
جناب بشرؔ بنارسی

جب سے زیرِ تربت ہیں ازہری میاں میرے
مرکزِ عقیدت ہیں ازہری میاں میرے
کیوں نہ علم والوں میں ان کا ہو مقامِ اعلیٰ
آلِ اعلیٰ حضرت ہیں ازہری میاں میرے
فخرِ جامعہ ازہر وہ بریلی کے اختر
ماہِ دیں کی طلعت ہیں ازہری میاں میرے
یوں تو کتنے ہی سر پر تاج ہے شریعت کا
طرۂ شریعت ہیں ازہری میاں میرے
ان کی شان و عظمت پر جان کیوں نہ سنی دے
جانِ اہلِ سنت ہیں ازہری میاں میرے
آپ سے نہیں جیتے سورمائے باطل بھی
ذوالفقارِ نصرت ہیں ازہری میاں میرے
جس طرف چلے جائیں بستیوں کو چمکائیں
نورِ قادریت ہیں ازہری میاں میرے
پیچھے پیچھے حضرت کے کیوں نہ ہم چلے آخر
خضرِ راہ جنت ہیں ازہری میاں میرے
اے منافقوں ان کو ایسا ویسا مت سمجھو
صاحبِ کرامت ہیں ازہری میاں میرے
میں نے ان کو ہر رخ سے پڑھ کے بس یہی جانا
میرے حق میں نعمت ہیں ازہری میاں میرے

جناب اکبرؔ معینی

دنیا سے کر گئے ہیں سفر تاج الشریعہ
ہر سو نظر آتے ہیں مگر تاج الشریعہ
ایوانِ عقیدت کا ثمر تاج الشریعہ
ہر سر پہ ہیں رحمت کا شجر تاج الشریعہ
دیوانہ صدیق و عمر تاج الشریعہ
ہیں راہ رو گنج شکر تاج الشریعہ
تھے عبدِ خدا جس کے جنازے میں کروڑوں
ایسے رہے محبوب نظر تاج الشریعہ
معمور علاقہ وہ ہوا فیض رضا سے
تشریف لے گئے ہیں جدھر تاج الشریعہ
مسکن ہے بریلی میں مگر ہم کو یہ لگا
ہر لمحہ ہیں ہر وقت ادھر تاج الشریعہ
پائیں گے سدا فیض یونہی اہلِ عقیدت
ہیں چھوڑ گئے ایسا اثر تاج الشریعہ
چل پائیں مخالف نہ کبھی سر کو اٹھا کے
یوں توڑ گئے ان کی کمر تاج الشریعہ
کس شان سے افلاک طریقت پہ بصد ناز
پرنور ہیں مثلِ قمر تاج الشریعہ
جو نکلی صدف قیمتی دریائے رضا سے
از فضلِ خدا ہیں وہ گہر تاج الشریعہ
ہم اس کو کرامت کے سوا اور کہیں کیا
ہر دل میں بنا بیٹھے ہیں گھر تاج الشریعہ
سرکارِ دوعالم کے جو عاشق ہیں گدا ہیں
ہیں ان کے قریب شام و سحر تاج الشریعہ
اکبرؔ جو ہیں ان کے، انہیں یہ مژدہ سنا دو
رکھیں گے سدا سب کی خبر تاج الشریعہ

جناب اقبال رضوی

اللہ اللہ ایسا رتبہ ازہری سرکار کا
پڑھتا ہے عالم قصیدہ ازہری سرکار کا
ساتھ میں اس کے رہا بے شک کروڑوں کا ہجوم
جب چلا گھر سے جنازہ ازہری سرکار کا
عظمت شہر بریلی یونہی بڑھتی جائے گی
جب تلک اس پر ہے سایہ ازہری سرکار کا
منکران ازہری سرکار سے کہہ دیجئے
تا ابد سکہ چلے گا ازہری سرکار کا
مرشدی اختر رضا تو کر گئے پردہ مگر
ہے ابھی میداں میں بیٹا ازہری سرکار کا
جامعہ ازہر کرے گا ناز جس پر تا ابد
ہے کچھ ایسا کارنامہ ازہری سرکار کا
لمبے لمبے ہاتھ والے بھی نہ اس کو چھو سکے
اس قدر اونچا ہے جھنڈا ازہری سرکار کا
لگ رہا تھا آسماں کا چاند ہے جلوہ نما
باخدا ایسا تھا چہرہ ازہری سرکار کا
کوربینوں سے کہو کہ صرف بھارت میں نہیں
ساری دنیا میں ہے چرچا ازہری سرکار کا
بس اسی عالم میں اے اقبالؔ گزرے زندگی
سامنے ہو میرے روضہ ازہری سرکار کا

جناب احمد حنیفی

شمع سنت تھے مرے اختر رضا
عکس رحمت تھے مرے اختر رضا
ماہ الفت تھے مرے اختر رضا
مہر شفقت تھے مرے اختر رضا
اہل سنت والجماعت کا وقار
فخر ملت تھے مرے اختر رضا
چلتے پھرتے مصطفی کے دین کی
کرتے خدمت تھے مرے اختر رضا
غوث اعظم خواجۂ اجمیر کی
اک کرامت تھے مرے اختر رضا
اعلیٰ حضرت باغ سنت کے تھے پھول
اور نکہت تھے مرے اختر رضا
سارے حضرت مانتے تھے ان کی بات
ایسے حضرت تھے مرے اختر رضا
مصطفیٰ والوں سے اہل بیت سے
رکھتے نسبت تھے مرے اختر رضا
مفتی اعظم رضا کے باغ کی
زیب وزینت تھے مرے اختر رضا
سیرت وکردار میں یکتا تھے اور
خوب صورت تھے مرے اختر رضا
علم کی، ایمان کی، قرآن کی
رکھتے دولت تھے مرے اختر رضا
باب کعبہ کی انہیں چابی ملی
اہل قسمت تھے مرے اختر رضا
بزم سنت عالم اسلام کی
شان وشوکت تھے مرے اختر رضا
سرور کونین کی ہر صبح وشام
کرتے مدحت تھے مرے اختر رضا
شاہ راہ کوثر وزمزم تھے اور
راہ جنت تھے مرے اختر رضا
جامعہ ازہر نہ کیوں ہوتا نثار
بحر حکمت تھے مرے اختر رضا
نعت کی محفل میں احمد شوق سے
کرتے شرکت تھے مرے اختر رضا

جناب محمد شاہد رضا قادری بنارس

پوچھتے کیا ہو کہ کیا تھے سیدی اختر رضا
نور احمد کی ضیا تھے سیدی اختر رضا
عالم دین خدا تھے سیدی اختر رضا
نائب شمس الضحیٰ تھے سیدی اختر رضا
عاشق خیر الوریٰ تھے سیدی اختر رضا
چار یاروں کی ادا تھے سیدی اختر رضا
وارث غوث الوریٰ تھے سیدی اختر رضا
پرتو احمد رضا تھے سیدی اختر رضا
عالموں کے پیشوا تھے سیدی اختر رضا
رہبروں کے رہنما تھے سیدی اختر رضا
پیرو بوبکر، فاروق وغنی کے ترجمان
اور علی کی اک ادا تھے سیدی اختر رضا
غوث وخواجہ کی نگاہ با اثر کے فیض سے
دافع رنج وبلا تھے سیدی اختر رضا
اعلیٰ حضرت کے چمن کی باغ بانی کے لئے
انتخاب مصطفیٰ تھے سیدی اختر رضا
جانشین مفتیٔ اعظم خدا کے فضل سے
سیدی اختر رضا تھے سیدی اختر رضا
مفتیٔ اعظم کا ذرہ خود کو کہتے تھے مگر
نور چشم مصطفیٰ تھے سیدی اختر رضا
محرم راز ولایت رب نے ان کو کردیا
درّ بحر اولیا تھے سیدی اختر رضا
ان کا چہرہ دیکھنے سے یاد آتا تھا خدا
جلوہ گاہ کبریا تھے سیدی اختر رضا
اللہ اللہ دیکھ کر تجھ کو حسینان جہاں
حسن پر تیرے فدا تھے سیدی اختر رضا
عالم اسلام میں ہر سو ہے جس کی روشنی
علم کا ایسا دیا تھے سیدی اختر رضا
ان کی ہر تحریر میں علم رضا کا رنگ تھا
وارث علم رضا تھے سیدی اختر رضا
گوش بر آواز ہوجاتے تھے قدسی گیت پر
عندلیب خوشنوا تھے سیدی اختر رضا
بیٹا عسجد اور اپنے دونوں پوتوں کے لئے
ہر گھڑی محو دعا تھے سیدی اختر رضا
ڈوب جاتا میں، سہارا گر نہ ملتا آپ کا
آپ میرے ناخدا تھے سیدی اختر رضا
آہ صد افسوس اب کس سے کہیں حال دروں
درد دل سے آشنا تھے سیدی اختر رضا
پوچھئے شاہد رضا سے ان کی قربت کا مزہ
جلوۂ راحت فزا تھے سیدی اختر رضا

جناب ارقم بنارسی

گئے ایسے سفر میں جانشین مفتیٔ اعظم
نظر کیوں آئیں گھر میں جانشین مفتیٔ اعظم

نہاں قلب وجگر میں جانشین مفتیٔ اعظم
عیاں ہر چشم تر میں جانشین مفتیٔ اعظم

وہ جس کا مول یہ دنیا کبھی دے ہی نہیں سکتی
تھے اس لعل وگہر میں جانشین مفتیٔ اعظم

وہابی دیوبندی تھرتھرا جاتے کہ چلتے تھے
جب انداز عمر میں جانشین مفتیٔ اعظم

موافق ہو مخالف ہو کوئی بھی ہو کہیں بھی ہو
رہے سب کی نظر میں جانشین مفتیٔ اعظم

شریعت کے وہ حامی تھے لقب تاج الشریعہ تھا
بسے قلب وجگر میں جانشین مفتیٔ اعظم

کمال شخصیت ایسا کہ لوگوں نے ہے گردانہ
رضا کے شیر نر میں جانشین مفتیٔ اعظم

طریقت کے مقدس پھول کھلتے ہی نظر آئے
تمہاری رہ گزر میں جانشین مفتیٔ اعظم

گھڑی بھر ہی سہی ارقم وہ مہمان درکعبہ
رہے میرے بھی گھر میں جانشین مفتیٔ اعظم

مفتیٔ اعظم کا حسن انتخاب اختر رضا

علم وحکمت کے درخشاں آفتاب اختر رضا
مفتیٔ اعظم کا حسن انتخاب اختر رضا

آپ کے لکھے فتاوے دیکھ کر کہتے ہیں سب
مفتیوں میں ہیں یقینا لاجواب اختر رضا

آپ ہی کو دے رہا ہے زیب اس میں شک نہیں
یہ حسیں تاج الشریعہ کا خطاب اختر رضا

مسلک احمد رضا سے جو بھی رکھتے ہیں حسد
ان کی دعوت سے کئے ہیں اجتناب اختر رضا

اہل سنت اب بھی ہیں رحلت کے غم میں مبتلا
ختم ہوتا ہی نہیں ہے اضطراب اختر رضا

خشک ٹہنی سے نکل آئے عقیدت کے گلاب
بن کے جب برسے ہیں رحمت کا سحاب اختر رضا

بستی بستی قریہ قریہ جب بھی ہے نعرہ لگا
محفلوں میں آ گیا اک انقلاب اختر رضا

جامع ازہر کے تو فارغ شدہ ہیں اور بھی
فخر ازہر ہیں مگر عالی جناب اختر رضا

درسگاہ عشق میں نافذ بھی ہونا چاہئے
دے گئے ترتیب جو فکری نصاب اختر رضا

کیوں نہ لکھے منقبت محبوبؔ گوہر آپ کی
اک طرح کا یہ بھی ہے کار ثواب اختر رضا

نتیجۂ فکر: محبوب گوہر اسلام پوری

حضور تاج الشریعہ اور جذبۂ خدمت خلق

مولانا لئیق الدین احمد تابش فاروقی، نائب مدیر

اسلام ایک پاکیزہ اور آفاقی مذہب ہے، اس کی تعلیم وتربیت ایک بنیادی اور ہمہ گیر ہے۔ یہی وہ دین ہے جس کے تحفظ وبقاء کیلئے اللہ جل جلالہ نے انبیاء عظام کی مقدس جماعت کو اس روئے گیتی پر بھیجا اور سب سے آخر میں آمنہ کے نور نظر، عبد اللہ کے لخت جگر، سید المرسلین، اشرف الانبیاء تاجدار عرب وعجم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عالمگیر پیغام اور جامع ومکمل ضابطۂ حیات دیکر عالم انسانیت کی رہبری کیلئے مبعوث فرمایا اور ان کے مقدس اور بے مثال مشن کو جاری رکھنے کیلئے مشیت ایزدی سے علماء ذوی الاحترام کا نورانی قافلہ ظہور میں آیا، جس نے ورثۃ الانبیاء کا تاج زریں پہن کر اس آفاقی اور ہمہ گیر پیغام کی نشر واشاعت کا اہتمام کیا اور تا قیام قیامت یہ قیمتی سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ اسی مقدس مآب جماعت کی ایک سنہری کڑی جانشین مفتی اعظم مرجع خلائق، عارف باللہ، فقیہ اسلام، تاج الشریعہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی قاری محمد اسمٰعیل رضا عرف محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات والاستودہ صفات بھی ہے۔

آپ کی ولادت ۱۴ر ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ر نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل بریلی شریف میں ہوئی۔ تمام علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ میں دستگاہ کامل پیدا کرنے کے بعد سند فراغ ودستار فضیلت سے سرفراز کئے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے دنیائے اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لیکر تین سال تک ''**اطلبوا العلوم ولوکان بالسین**'' کا مصداق بن کر اپنی علمی تشنگی کو بجھاتے رہے۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد ۱۹۶۷ء میں علم وفن کی آماجگاہ ''دار العلوم منظر اسلام'' میں درس وتدریس کے عظیم فریضہ کیلئے پیش کش کی گئی۔ آپ نے اس دعوت کو خدمت خلق سمجھ کر شرف قبولیت سے نوازا۔ ۱۹۶۷ء میں بحیثیت مدرس مسند درس پر فائز ہوگئے۔ پھر ۱۹۷۸ء میں آپ کے برادر اکبر حضرت مولانا ریحان رضا رحمانی میاں بریلوی علیہ الرحمہ نے ''صدر المدرسین'' کے اعلیٰ عہدے پر مقرر فرمایا۔ اس عظیم عہدے اور اہم ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ''رضوی دار الافتاء'' کے نائب مفتی کی ذمہ داری بھی بحسن وخوبی نبھاتے رہے۔ آپ نے اپنے عہدۂ صدارت میں تعلیمی نظام کی بہتری، اساتذۂ دار العلوم ہذا وطلبہ سے حسن سلوک درس وتدریس میں عرق ریزی، محنت شاقہ، جہد مسلسل درس مسلسل کرتے ہوئے مدرسے کو عروج وارتقاء کی منزل تک پہونچانے میں اہم رول ادا فرمایا۔ سلسلۂ درس مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔

ہندوستان گیر تبلیغ اسفار کی وجہ سے یہ سلسلہ کچھ ایام کیلئے منقطع ہوگیا۔ مگر کچھ ہی دنوں کے بعد اپنے دولت کدے پر درس قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جس میں شہر بریلی شریف کے مختلف ادارے کے طلبہ شریک درس ہونے لگے۔ ۱۴۰۷ھ اور

۱۴۰۸ھ کو مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور میں ختم بخاری شریف کرایا۔ ۱۴۰۸ھ کو ہی جامعہ فاروقیہ بھوجپور ضلع مراد آباد میں بخاری شریف کا افتتاح کیا۔ ۱۴۰۹ھ کو دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان میں بخاری شریف کا افتتاح کیا اور ملک و بیرون ملک کے نہ جانے کتنے مدارس و جامعات میں درس بخاری دیا۔ پارچہ بانی کا عظیم صنعتی شہر بنارس کے مشہور و معروف دینی ادارہ جامعہ فاروقیہ میں ختم بخاری کے موقع پر صاحب بخاری اور آخری حدیث پر ڈھائی گھنٹہ تقریر منیر و دل پذیر فرمائی۔

مرکزی دارالافتاء کا قیام

۱۹۸۱ء میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے انتقال پرملال کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے دولت کدے پر مرکزی دارالافتاء کی بنیاد ڈالی ۱۹۸۲-۱۹۸۱ء میں گھر پر ہی مسائل شتیٰ کے جوابات عنایت فرماتے تھے۔ چونکہ باضابطہ طور پر اس ادارہ کی بنیاد نہیں پڑی تھی۔ اسلئے علماء و مشائخ اور عوام اہل سنت کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے "مرکزی دارالافتاء" کے قیام کا فیصلہ فرمایا۔

اس وقت حضرت روزانہ دارالافتاء جلوہ افروز ہوتے اور آپ نے مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، مولانا مفتی محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مولانا مفتی حبیب الرحمن رضا خاں کو مفتی کی حیثیت سے مرکزی دارالافتاء میں مقرر فرمایا۔ فتاویٰ کو رجسٹر میں نقل کی خدمت کیلئے مولانا عبدالوحید خاں بریلوی کو مامور کیا گیا۔ مولانا عبدالوحید بریلوی مرحوم نے ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۵ء تک فتاویٰ کی نقل کا کام کیا۔ آج مرکزی دارالافتاء میں مولانا کے ہاتھ سے مندرج فتاویٰ کے ۸۰ر رجسٹر ہوں گے۔ ماضی سے لیکر موجودہ وقت تک مرکزی دارالافتاء کی حیثیت ملک و بیرون ممالک میں حرف آخر کے درجہ میں ہے۔ جس دارالافتاء کی بنیاد مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے رکھی تھی وہ آج تک بارونق ہے۔

تبلیغی و تعلیمی اداروں کی سرپرستی

ہندوستان اور ملک سے باہر بہت سے ممالک میں درجنوں تبلیغی اور تعلیمی ادارے حضور تاج الشریعہ کی سرپرستی میں رات و دن مصروف عمل ہیں۔ ہندوستان میں جن اداروں کی سرپرستی جانشین مفتی اعظم ہند نے فرمایا اس کی ایک طویل فہرست ہے، جس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مرکزی دارالافتاء سوداگراں بریلی شریف، (۲) مرکزی الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، متھرا بریلی شریف، (۳) ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف، (۴) آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی شریف، (۵) اختر رضا لائبریری، صدر بازار چھاؤنی لاہور پاکستان، (۶) مرکزی دارالافتاء دینی ہاگ ہالینڈ، (۷) جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ ہالینڈ، (۸) رضا اکیڈمی ممبئی (۹) الانصار ٹرسٹ، ملکی پور بنارس، (۱۰) الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور، (۱۱) الجامعۃ النوریہ قیصر گنج ضلع بہرائچ، (۱۲) الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفی مغل پورہ پٹنہ، بہار، (۱۳) مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ برھان پور ایم پی، (۱۴) مدرسہ اہل سنت گلشن رضا، بکارو اسٹیل دھنباد، جھارکھنڈ، (۱۵) مدرسہ غوثیہ جشن رضا، پٹیلا گجرات، (۱۶) دارالعلوم قریشیہ رضویہ، گوہاٹی، آسام، (۱۷) مدرسہ رضاء العلوم، گھوگاری محلہ ممبئی، (۱۸) مدرسہ فیض رضا کولمبو، سری لنکا، (۱۹) مدرسہ تنظیم المسلمین، بائسی پورنیہ، بہار، (۲۰) سنی رضوی جامع مسجد، نیوجرسی، امریکہ، (۲۱) النور سوسائٹی و مسجد، ہوسٹن، امریکہ، (۲۲)

جامعہ امجدیہ ناگپور، (۲۳) دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ۔

نیز آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ممبئی کا صدر ۱۹۷۰ء میں بنایا گیا اور ابتداء سے لیکر تاحین حیات مشہور ومعروف اشاعتی ادارہ رضا اکیڈمی ممبئی کی سرپرستی بھی کیا۔

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی تحریک پر ۲۲؍جولائی ۱۹۸۵ء مطابق ۱۴۰۵ھ کو اشرفیہ مصباح العلوم (الجامعۃ الاشرفیہ) مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں اکابر اہلسنت کا دینی وعلمی اجتماع ہوا۔ افتتاحی تقریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی ہوئی۔ کافی دیر تک بحث ومباحثہ کے بعد جانشین مفتی اعظم ہند کی قیادت میں سارے ملک سے فقہی مسائل اور علوم شرعیہ میں اثر ورسوخ رکھنے والے مفتیان کرام پر مشتمل دوشرعی بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی، اور حضور تاج الشریعہ کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۸۶ء مطابق ۱۴۰۶ھ کو پرسنل لاکونسل کی (ادارۂ شرعیہ) اترپردیش رائے بریلی میں تشکیل ہوئی۔ آپ کو بحیثیت صدر مفتی پیش کیا گیا۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کے زیر اہتمام چلنے والی شرعی کونسل آف انڈیا، اور امام احمد رضا ٹرسٹ کے آپ صدر نشین رہے۔

جامع الرضا کا قیام: ۲۴؍صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹؍مئی ۲۰۰۰ء بروز سوموار وہ سہانی گھڑی آہی گئی۔ جب سند المحققین جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دست مبارک سے علماء ذوی الاحترام ومشائخ عظام کی موجودگی میں ہزاروں عاشقان بریلی کولیکر متھرا میں ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' کا سنگ بنیاد رکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے بریلی شریف کی دھرتی پر دین وسنیت کا ایک فلک بوس، اور بوشکوہ دینی تعلیم کا محل تیار ہوگیا۔ یہ جامعہ نہایت ہی قلیل مدت میں اپنے منفرد نظام، عصری تقاضوں سے آراستہ جامعہ اپنے نصاب تعلیم اور مستحکم طریقۂ تعلیم کی بناپر عوام وخواص میں محتاج تعارف نہیں۔ اور اپنی تعلیمی سرگرمی میں کامیابی وکامرانی کی طرف رواں دواں ہے۔

حضور تاج الشریعہ خدمت خلق کے جذبۂ وفا کو اپنے مقدس سینے میں محفوظ رکھ کر اپنی عمر شریف کی پچھترویں منزل میں قدم رکھ کر متو رخہ ۶؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت مغرب شہر بریلی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور سفر آخرت اختیار کرتے ہوئے خلد آشیاں ہوگئے۔

بقیہ تاج الشریعہ اور سنی کانفرنس

حاصل کیا۔ اس پرنور جاذب نظر شخصیت کے چہرۂ انور کے دیدار کے بعد ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ آج سے قبل ہم نے نہ توایسا کوئی بزرگ دیکھا اور نہ بنارس میں اتنا کامیاب جلسہ جن کے نام کی برکت سے لکھوں کا مجمع یکبارگی جمع ہوگیا۔ بنیا باغ کے اس تاریخی سنی کانفرنس کو حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری سے ایسی مقبولیت اور ملکی شہرت حاصل ہوئی کہ اکابر علماء بنارس ودیگر بیرونی مہمان علماء نے اپنی تحریروں اور تاثرات کے ذریعہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ جو آئندہ اشاعت میں پیش کیا جائیگا۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

وارث علوم امام احمد رضا جانشین مفتی اعظم ہند مصطفی رضا علامہ شیخ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ القوی ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں، بیعت وارشاد کی مصروفیت اور ملکی وغیر ملکی اسفار کی کثرت کے باوجود تصنیف وتالیف کا ایک جہاں آباد کر رکھا تھا۔ اپنی تحقیقی تصانیف کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کئی کتابوں کا اردو اور عربی میں ترجمہ کرکے قوم مسلم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ آپ کی تصانیف میں اعلیٰ حضرت کا طمطراق، حجۃ الاسلام کی عربیت اور مفتی اعظم ہند کے حزم واحتیاط کا جلوہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ انہی تصانیف میں ایک تصنیف "**التعليقات الزاهره**" بھی ہے جو بخاری شریف پر حاشیہ ہے، جسے مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے بڑے آب وتاب کے ساتھ طبع کرکے شامل بخاری کر دیا ہے۔

وجہ تالیف: ایک زمانے سے بخاری شریف پر "**الحواشي النافعه**" کے نام سے محدث شہید احمد علی سہارن پوری کا حاشیہ مرقوم ہے جس سے علماء استفادہ کرتے رہے ہیں۔ لیکن بعض مقامات پر محدث احمد علی صاحب نے یا تو تساہل برتا ہے یا اشتباہ والتباس کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس بارے میں حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ صدر مدرس وصدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور لکھتے ہیں۔

"ومن عاداته العالية انه يكتفى باالنقل فى شرح الحديث ولا ينطق سواه الاقليلا وما ينقل من الشروح فهو اماعين مافيها من الالفاظ او تلخيصه وهو فيما اظن ثقة فى النقل لكن لا يفرق بين غثاوسمين فيورد فى حواشيه آراء متفرقة ووجوهاً مختلفة فيما ثبت بالحديث واستنبط منه من غير تميز بين القوى والضعيف والصحيح والسخيف"

زیادہ تر انکی عادت یہ ہے کہ حدیث کی شرح میں بس نقل پر اکتفا کرتے ہیں، اسکے علاوہ پر بہت کم لب کشائی کرتے ہیں اور دوسری شرحوں سے یا تو بعینہ وہی الفاظ یا اسکی تلخیص پیش کر دیتے ہیں جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ نقل کے معاملہ میں قابل اعتماد ہیں لیکن لاغری وفربہی میں تفریق نہیں کرتے، درست ونادرست اور قوی وضعیف کا امتیاز کئے بغیر حدیث یا اسی سے مستنبط متفرق راویوں اور مختلف احتمالوں کو درج کر دیتے ہیں۔

میں اس مقام پر محدث شبیر احمد احمد علی سہارنپوری کا دو حاشیہ نقل کرتے ہوئے اس پر علامہ ازہری علیہ الرحمۃ کا جواب اور تبصرہ پیش کرتا ہوں، اس سے پہلے وہ حدیث ملاحظہ فرمائیں جس پر محدث سہارنپوری نے حاشیہ رقم فرمایا ہے۔

حدیث: عن ابن عباس قال مر النبی ﷺ بحائط مكه من حيطان المدينه اوهكة فسمع صوت انسانين يعذبان فى قبورهما فقال النبى ﷺ يعذبان وما يعذبان فى كبير ثم قال بلى كان احدهما لا يستتر من

بوله وکان الآخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبرمنهما کسرة فقیل له یارسول اللّٰه لم فعلت هٰذا قال لعله ان یخفف عنهما مالم تیبسا''

ابن عباس سے مروی فرمایا نبی کریم ﷺ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ سے گذرے تو دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں قبر میں عذاب ہورہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کو عذاب ہورہا ہے اور انہیں کسی بڑے معاملہ میں عذاب نہیں دیا جارہا پھر فرمایا کہ ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر ایک شاخ منگوایا اور اسے دو حصوں میں چیر دیا اور دونوں قبروں پر ایک ایک شاخ رکھ دیا پوچھا گیا یارسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا، فرمایا کہ جب تک یہ شاخ شک نہ ہوجائے ان کے عذاب میں کمی ہوگی۔ (بخاری ج۱)

محدث شہیر احمد علی سہارن پوری اس پر حاشیہ رقم فرماتے ہیں عبارت ملاحظہ ہو۔

ولیس فی الجریدة معنی یخصه وانماذاک ببرکة یده ولذاانکرالخطابی وضع الناس الجریدة ونحوه علی القبر''

اور شاخ چوبیں میں کوئی خصوصیت نہیں تھی وہ تو حضور ﷺ کے دست انور کی برکت کے سبب عذاب میں تخفیف ہوئی اسلئے امام خطابی نے قبر پر لکڑی کی شاخ وغیرہ رکھنے کو ناپسند فرمایا۔ (بخاری ج۱،ص۵۳حاشیہ۳)

اس حاشیہ کا رد فرماتے ہوئے علامہ ازہری علیہ الرحمہ جو تحریر فرمایا ہے اسے اختصار کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔

قلت وقع من المحشی ههنا اختصار عبارة المجمع وهاانا اذا نقل تمام کلامه لیتضح الامر وینکشف الحجاب عن وجه الصواب قال صاحب المجمع مانصه قال بعد قوله والمحققون علی نعیم الشی و تسبیحه دلالته علی الصانع واستحبوا قراةالقرآن عند القبر لا نه اذا خفف للتسبیحة فبتلاوة القرآن اولی وقدانکرالخطابی مایفعله الناس علی القبور بهٰذا الحدیث وقال لا اصل له ولا وجه رمز فی الجریدة وعقب قوله ولذانکرالخطابی الخ

وقیل الرطب یسبح فیخفف ببرکته فیطرد فی کل الرحاحین والبقول لقوله (وان من شی) ای حی وحیاة کل شی بحسبه

میں کہتا ہوں محشی نے المجمع کی مختصر عبارت پیش کیا ہے، لیجئے میں پوری نقل کرتا ہوں تا کہ یہ امر واضح ہوجائے اور درستگی کے چہرے سے پردہ اٹھ جائے، صاحب مجمع نے فرمایا عبارت یہ ہے۔ ان کے قول کے بعد فرمایا، محققین شی کی عمومیت کے قائل ہیں اور شئی کی تسبیح کی دلالت صانع پر ہے اور محققین نے قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ جب تسبیح سے عذاب میں کمی ہوئی تو قرآن کی تلاوت سے بدرجۂ اولیٰ کمی ہوگی اور خطابی نے ناپسند کیا وہ کام جو لوگ قبروں پر کرتے ہیں اس حدیث کی وجہ سے اور کہہ دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور شاخ کے بارے میں حدیث گذری اور اس قول (ولذا انکر) کے بعد یہ ہے اور کہا گیا کہ تر شاخ تسبیح پڑھے تو اسکی برکت سے عذاب میں کمی ہوتی ہے تو یہ حکم، عام اور جاری ہوگا تمام پھولوں اور سبزوں میں، کیونکہ ہر شئی تسبیح پڑھتی ہے یعنی زندہ چیز اور ہر شئی کی زندگی کا الگ الگ معیار ہے۔

علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے طویل حاشیہ لکھا ہے آگے کا خلاصہ لکھتا ہوں فرماتے ہیں۔ اور حضرت بریدہ نے وصیت کی

تھی کہ ان کی قبر میں شاخ چوبیں رکھی جائے لہذا صحابی کے مقابلہ میں امام خطابی کا قول سزاوار قبول نہیں، رہی بات حضور سرور کائنات ﷺ کے دست انور کی برکت کا تو اس پر ہر مومن کا ایمان ہے اب جبکہ شاخ کے قبر پر رکھنے کا ذکر حدیث میں آ گیا اور صحابی کا فعل بھی پایا گیا تو یہ دونوں حدیث اور فعل صحابی مسلمانوں کے عمل کی اصل اور بنیاد ہے اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ قبروں سے گھاس وغیرہ نہ کاٹی جائیں۔

دوسری حدیث:

باب الجريده على القبرو ارضى بريده الاسلمى ان يجعل فى قبره جريد ان وراى ابن عمر فسطاطا على قبر عبد الرحمن فقال انزعه يا غلام فانمايظله عمله

یہ بات ہے قبر پر شاخ رکھنے کا اور بریدہ اسلمی نے وصیت کیا تھا کہ ان کی قبر میں دو شاخ رکھ دی جائیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن ابی بکر کی قبر پر سائبان دیکھا تو فرمایا اے غلام اس سائبان کو ہٹا دو ان کا عمل انہیں سایہ دے گا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۱)

اس حدیث پر محمد احمد علی سہارن پوری نے جو حاشیہ لکھا ہے اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"غرض المؤلف من وضع هٰذه الترجمه الاشارة الى ان وضع الجريد على القبر لا ينفع الميت كمالا ينفعه ظل الفسطاط بل ينفعه عمله الصالح"

امام بخاری کا یہ باب باندھنے کا مقصد اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ قبر پر شاخ رکھنا مردے کو نفع نہیں دیتا جس طرح خیمہ کا سایہ مردے کو نفع نہیں پہونچاتا بلکہ اس کا نیک عمل اسے فائدہ پہونچاتا ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۲ حاشیہ نمبر ۱)

محدث شہیر احمد علی کا حاشیہ پڑھ لیا اب علامہ ازہری علیہ الرحمہ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں، یہ حاشیہ تحقیقی بھی ہے اور تفصیلی بھی، تفصیل سے اعراض کرتے ہوئے بس حاشیہ کا ایک ٹکڑا تفریح طبع کیلئے نقل کرتا ہوں جس سے مقصود واضح ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں۔

اقول هٰذا ينادى باعلى صوته ان ضرب الفسطاط اذا كان عن اعتقاد ان ذلك يظل لميت مخصوص ممنوع لما تضمن ذلك من سوء اعتقاد وصرف المال فى عبث بخلاف مااذاكان ذلك يستظل به الجلوس عند القبر للتسبيح والتحليل قراة القرآن فلا مانع من شرعا بل هو حسن وقد تقرر فى الشرح ان الامور بمقاصدها وقد وضع نبينا صلى الله عليه وسلم امراجامعا لشفات المهمات من انواع العبادات والمعاملات فقال انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرى مانوى اوكماقال افضل الصلواة وازكى التحيات وفى الفسطاط خاصة ورد قوله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقة ظل فسطاط ومنحة خادم

میں کہتا ہوں یہ بہا نگ دہل اعلان کرتا ہے کہ خیمہ لگانا اس بناء پر ہو کہ یہ مردے کو سایہ دے گا تو یہ منع ہے کہ یہ سوء اعتقاد کو متضمن اور مال کو فضول کام میں خرچ کرنا ہے لیکن اگر خیمہ اس لئے لگایا جائے کہ اس کے سایہ میں بیٹھ کر قبر کے پاس تسبیح و تہلیل اور قرآن کی تلاوت کی جائے تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں بلکہ یہ تو عمل حسن ہے اور شریعت میں یہ امر مسلم ہے کہ تمام امور کو ان کے مقاصد کے آئینہ میں دیکھا جائے اور ہمارے نبی ﷺ نے عبادات و معاملات جیسے اہمیت والے امور مختلفہ کیلئے ایک پیمانہ مقرر فرما دیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو نیت کرے یا جیسا کہ حضور نے فرمایا ان پر

بقیہ صفحہ 152 پر

حضور تاج الشریعہ کے خلفاء کی ایک طویل فہرست ہے جو ملک، بیرون ملک میں مسلک ومذہب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ذیل میں شہر بنارس سے وابستہ خلفاء کے اسما پیش کئے جاتے ہیں جنہیں حضور تاج الشریعہ نے اپنی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا:

۱ مولانا رجب علی، شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس
۲ مولانا محمد یعقوب، پرنسپل جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس
۳ مولانا مفتی غلام احمد انور، مدینۃ العلوم جلالی پورہ بنارس
۴ مولانا معین الدین احمد فاروقی پیارے میاں (مفتی بنارس)
۵ مولانا قاضی فضل احمد، ضیاء العلوم کچی باغ بنارس
۶ مولانا عبد الوکیل مصباحی، ضیاء العلوم کچی باغ بنارس
۷ مولانا عبد الحنان رضوی، مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑہا بنارس
۸ مولانا قاری دلشاد احمد رضوی، مدینۃ العلوم جلالی پورہ بنارس
۹ حافظ وقاری سیف الملک رضوی، ریوڑی تالاب بنارس
۱۰ حاجی حافظ شعیب رضوی، کاشانۂ نوری بازار سدانند بنارس
۱۱ مولانا فضل رسول حبیبی پرنسپل مدرسہ بھدوہی
۱۲ مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل رضوی، ریوڑی تالاب بنارس
۱۳ مولانا غلام مصطفی خان حبیبی، نوادہ بنارس
۱۴ مولانا قاری جمیل احمد قادری رضوی اشفاق نگر بنارس
۱۵ مولانا انصار الحق، مدرسہ غریب نواز مغل سرائے
۱۶ مولانا حافظ حاشر رضا رضوی، ریوڑی تالاب بنارس
۱۷ مولانا نور عالم، پرنسپل مدرسہ فیض العلوم لوہتہ بنارس
۱۸ مولانا عزیر احمد رضوی، حکاک ٹولہ بنارس
۱۹ مولانا عبد الرقیب، بجرڈیہہ بنارس
۲۰ مولانا قاری فرید عالم، پڑاؤ بنارس

اہل بنارس حضور تاج الشریعہ کی نظر میں

مولانا محبوب القادری مدرسہ رشید العلوم بنارس

چراغ خانوادۂ رضا حضور تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم، وارث علوم اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ علم وفضل، اخلاق وخلوص وتقوی کے روشن باب تھے۔ اپنے اباؤ اجداد کی علمی یادگار علوم وفنون، شعور وآگہی اور بیعت وارشاد کے تابناک مینار تھے۔ جس کی چمک سے عالم اسلام منور تھا آپ کی رحلت نے برصغیر کو ہی نہیں بلکہ اسلامی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ مملکت اسلامیہ سے علماء صوفیہ ائمہ مفکرین اور سیاسی رہنما کا بارگاہ تاج الشریعہ میں خراج عقیدت پیش کرنا اور اہل خانہ کے ساتھ شریک غم ہونا اس کا واضح ثبوت ہے۔ حضور تاج الشریعہ مختلف جہتوں سے منفرد اور عدیم المثال شخصیت کے حامل تھے جس نے آپ کو دیکھا آپ کا ہوکر رہ گیا جسے آپ نے دیکھا وہ یہی سمجھا میں ہی آپ کا چہیتا ہوں۔ آپ نے کثیر الممالک تبلیغی دورے فرمائے۔ ہندوستانی شہروں، قصبوں کو اشاعت علم دین کی خاطر اپنے قدوم میمنت لزوم سے خوب نوازا۔ حال یہ رہا کہ جس مقام پر بھی جہاں آپ پہونچے ہر خاص وعام بول اٹھا ''حضور کو ہمارے شہر سے بڑا پیار ہے'' یہ حضور کی بے پناہ نوازش اور اعلیٰ اخلاق کی روشن دلیل ہے۔ تاہم بنارس اور اہل بنارس سے حضور تاج الشریعہ کو جو پیار اور لگاؤ رہا ہے وہ یقیناً قابل فخر ہے۔ تبلیغی دورہ سے بلا شبہ بلاد وامصار مشرف ہوتے رہے مگر بنارس کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور اطراف واکناف میں جب بھی دینی ضرورت کے لئے جلوہ بار ہوتے اور موقع فراہم ہوتا تو اہل بنارس کو فیوض وبرکات حاصل کرنے کا موقع ضرور دیتے۔ یاد آتا ہے غالباً ۱۹۹۴ء کی بات ہے، مجلس شرعی مبارکپور کے زیر اہتمام فقہی سیمینار منعقد ہوا تھا، حضور تاج الشریعہ بھی اس سیمینار میں تشریف لائے تھے۔ اختتام سیمینار پر آپ دیگر مفتیان کرام کے ساتھ بنارس بھی تشریف لائے غالباً ہمدرد اہل سنت الحاج قاری ایاز محمود صاحب رضوی مدنپورہ کے مہمان ہوئے۔ حضور تاج الشریعہ کی آمد کی خبر اہل شہر کو ہوگئی، عشاق شرف دیدار کے لئے حاضر ہونے لگے۔ میں بھی احباب کے ساتھ دن کے ابتدائی حصہ میں مقام مذکور پر پہونچا مگر اس وقت حضور تاج الشریعہ کا دیدار مشکل سا لگا۔ حضور تاج الشریعہ کے معتمد علیہ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کے صدر مفتی حضرت علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی حضور سے زمانۂ طالب علمی منظر اسلام میں ملاقاتیں تھیں، بڑی محبت سے اپنے قریب بیٹھایا اور قدرے سیمینار سے متعلق کلام فرمایا نیز ارشاد فرمایا ابھی حضرت علامہ ازہری صاحب سے ملاقات مشکل ہے، دیر رات مبارکپور سے واپسی ہوئی ہے، ادائیگی فجر کے بعد سوئے ہیں، دیکھئے نا بالکل اپنے گھر کی طرح آرام فرما رہے ہیں اور میں اپنے کو اکیلا محسوس کررہا ہوں۔ حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کا ارشاد اپنے گھر جیسے آرام فرما رہے ہیں میرے ذہن میں گھر کر گیا۔ تیس سالہ بنارس کا عرصہ ہوا متعدد بار حضور تاج الشریعہ کا تبلیغی دورہ

بنارس کا ہوا مگر جب بھی دیدار کو حاضر ہوا یہی محسوس ہوا کہ حضور اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہیں۔ تقریباً ۲۰۰۰ء کی بات ہے، محبّ گرامی جناب خلیق الزماں انصاری (جو اس وقت جج ہیں) PCSJ کی تیاری میں تھے، کئی سال کی محنت رائگاں چلی گئی تھی، ان کے حوالہ سے رفیق مکرم جناب روشن علی انصاری کہنے لگے "خلیق الزماں بھائی کہہ رہے ہیں کسی بزرگ سے دعا کرا دیجئے، PCSJ کا آخری امتحان قریب ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں۔ مجھ سے کمزور لڑکے کامیاب ہوگئے، میں پھنس گیا، وہ لوگ اپنی کامیابی کا مدار اپنے مولانا کی دعائیں بتا رہے ہیں اور مانتے ہیں۔" روشن بھائی بولے میں نے بریلی شریف جانے کی بات کہی ہے، آپ ارادہ بنائیں اور ہم لوگ حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کے پاس چلیں چونکہ خلیق الزماں بھائی نے مجھ ناچیز سے مدرسہ رشید العلوم سریاں میں عربی اردو پڑھا تھا، اچھے تعلقات تھے، میرا بریلی شریف دیگر مشائخ عظام سے رابطے کا ان کو علم تھا۔ اس لئے بھی میں انکار نہ کرسکا اور بریلی شریف کے لئے ہم لوگ روانہ ہوئے، درگاہ شریف میں حاضری دی۔ پھر ازہری گیسٹ ہاؤس پہونچے، انچارج سے بنارس سے آنے کی بات بتایا، انچارج نہایت خوش ہوئے، بولے بنارس والے بڑے اچھے ہوتے ہیں، ہمارے حضرت اہل بنارس کو بڑا عزیز رکھتے ہیں۔ تاج الشریعہ دارالافتاء میں تشریف لے آئے مگر علماء اور مشق افتاء کرنے والے کی بھیڑ تھی، ناچیز کسی طرح اپنا مقصد بیان کرنے کی جسارت نہیں کر پا رہا تھا۔ اتنے میں مولانا شہاب الدین رضوی سے ملاقات ہوگئی، زمانہ طالب علمی میں وہ بھی منظر اسلام میں زیر تعلیم تھے۔ حضور تاج الشریعہ کے گھر ان کا قیام مع طعام دوسرے طالب علموں کے ساتھ تھا اور حضور تاج الشریعہ سے بڑے قریب بھی تھے۔ میں نے سوچا کام ہوگیا، ساتھ ہی اپنا مقصد بھی بیان کیا مگر وہ بھی ٹال گئے، اصرار کرنے پر بولے، کمال ہے محبوب بھائی ان لوگوں کو لیکر جایئے اور بولئے ہم لوگ بنارس سے آئے ہیں، حضرت مخاطب ہونگے پھر اپنا مقصد بیان کر دیجئے، آپ کے سب کام ہوجائیں گے، حضرت اہل بنارس سے بڑی محبت کرتے ہیں، اس سے امید کو تقویت ملی پھر ہم لوگ دارالافتاء گئے مگر بھیڑ خواص و عوام کی کافی تھی۔ ہم لوگ جگہ لیکر بیٹھنا ہی چاہتے تھے کہ ایک نابینا حافظ گونڈہ سے تشریف لائے اور بلند آواز سے سلام عرض کیا، حاضرین نے جواب بھی دیا لیکن پھر اس نے دوبارہ بلند آواز سے سلام کیا اب حضرت تاج الشریعہ کا جلال اور ان کی گھبراہٹ سب کے لئے باعث سکوت ہوگئی۔ حافظ جی نے سنبھل کر اپنا تعارف کرایا اور معذور ہونا بتایا، حضرت نے بھی کمال محبت سے سلام و جواب کا مسئلہ بتایا، بعد میں خلیق الزماں بھائی کہنے لگے ہم تو گھبرا گئے تھے کہ اب ہم لوگوں کا کام گیا۔ بہر حال ہم لوگوں کو موقع مل گیا اور حضور سے بنارس سے آنے کی بات کہی اور مقصد بیان کیا۔ حضرت نے خیر خیریت دریافت فرمایا۔ خوش گوار ماحول میں حضرت سے خلیق الزماں بھائی مرید ہوئے معاً خلیق الزماں بھائی کی کامیابی کے لئے حضرت نے دعا فرمائی، ہم لوگ بخوشی سلام و دست بوسی کے بعد نیچے آگئے پھر ہم لوگ اپنے مربی و مشفق استاذ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد صالح رضوی صاحب قبلہ کے حضور منظر اسلام آگئے سلام و دست بوسی کے بعد دعاؤں کی گزارش کی حضور نے برجستہ فرمایا آپ لوگ جہاں سے دعائیں لے کر آئے ہیں وہاں کوئی دعا رد نہیں ہوتی، جایئے کامیاب ہونگے۔ چنانچہ میری ہی طرح خلیق الزماں بھائی اور روشن بھائی کو یقین ہوگیا کہ کامیابی پکی ہوگئی اور ہوا بھی یہی آج وہ جج کے عہدہ پر گامزن ہیں اور اپنے فرائض انجام دے رہے

ہیں اس کے بعد بھی کئی مرتبہ حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں اکتساب فیض کی نیت سے جج صاحب حاضر ہوئے اور حضرت کی دعاؤں سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس طرح حضور تاج الشریعہ کی عنایت خاص اہل بنارس پر ہوتی رہی ہے۔ اہل بنارس کا خانوادۂ رضویہ بالخصوص حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے رشتہ محبت نہایت مستحکم رہا ہے۔ غالباً ۱۹۹۱ء کا واقعہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے برادر خرد قمر العلماء حضرت علامہ الحاج قمر رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرزمین سریاں بنارس تشریف لائے، دو یوم کے قیام کے بعد برھم پترہ میل سے انہیں گوہاٹی جانا تھا، احباب کے ہمراہ حضور قمر العلماء علیہ الرحمہ کو لے کر ہم لوگ مغل سرائے پہونچے، ٹرین آنے کا وقت ہوا، ہم لوگ پلیٹ فارم نمبر ۳؍ پر پہونچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے عشاق وخدام کھڑے تھے قریب میں ایک ٹھیلہ میں پوڑی سبزی بیچنے والے نے ناچیز کو اشارہ کیا اور اپنے قریب بلایا، کہنے لگا آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں۔ میں نے کہا بنارس سے، کہنے لگا نہیں تو جب بھی یہ بابا مغل سرائے پلیٹ فارم پر آتے ہیں، ان کے ساتھ بنارس والوں کی بڑی بھیڑ ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہاں، بھیڑ ہوتی ہے آج کم ہے مگر وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا، اچانک خیال آیا اور میں نے بتایا آپ چھوٹے حضرت ہیں تم جس کی بات کر رہے ہو وہ بڑے حضرت ہیں، یہ بات بھی وہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ گویا کہ ایک غیر مسلم بھی معترف ہے کہ اہل بنارس کو تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے خاص عشق ہے اور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک بھیڑ رہتی ہے اور اکتساب فیض کرتی ہے۔ یہ رشتہ محبت خدا کرے، ہم سب کا خانوادۂ رضا سے تا قیام قیامت باقی رہے۔

بقیہ حضور تاج الشریعہ مرشد کامل

بیعت وارادت سے مالا مال فرمایا۔ اس وقت سے لیکر آج تک بندہ حقیر وفقیر حضور والا کے فیوض و برکات سے مالا مال ہورہا ہے۔ اور انشاء اللہ تادم حیات یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس موقع پر اظہار کرامت قطعی مقصود نہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ مرشد کامل اپنے مریدین کے معاملات سے ہماوقت باخبر رہتے ہیں، ایک واقعہ اسکی تصدیق کے لئے کافی ہے تقریبا پانچ سال پہلے کی بات ہے ماہ محرم الحرام میں بسلسلہ تقریری پروگرام صوبۂ بہار کے کسی علاقہ سے بذریعہ ٹرین بلاس پور چھتیس گڑھ پہنچا تھا۔ بلاس پور میں سات روزہ پروگرام عرصہ دراز سے ہوتا رہا ہے۔ میں غالباً پانچ محرم کو پہنچا تھا مقامی علماء سے گزشتہ چار تقریر کے مضامین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر خاطر خواہ معلومات نہ ہوسکی۔ ذہن منتشر تھا اور کوئی تقریری عنوان ذہن میں منتخب نہیں ہورہا تھا۔ سفر کی تھکان کے سبب دوپہر میں آنکھ لگ گئی خواب میں حضور تاج الشریعہ تشریف لائے میں نے قدم بوسی کے بعد اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ حضور نے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی اور قرآن پاک کی آیت کریمہ ان اللہ یحب المتوکلین کا عنوان دیا اور فرمایا بے خوف خطر تقریر کرو۔ نیند کھلنے کے بعد تمام گھبراہٹ کا ازالہ ہو چکا تھا۔ الحمدللہ اس شب اسی مضمون پر دو گھنٹے سے بھی زائد میری تقریر ہوئی جسے اہل بلاس پور آج بھی یاد کرتے ہیں۔ خدا کا کرم ہے کہ حضرت کی رہنمائی اپنے وجود میں چہار جانب ہمیشہ محسوس کرتا ہوں رب تعالیٰ سے دعا ہے حضور ازہری میاں قبلہ علیہ الرحمہ کا فیضان کرم ان کے مریدین ومعتقدین ومتوسلین پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

حضور رحمت عالم نور مجسم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے بندہ کو خدا کی قربت اور محبت حاصل ہوتی ہے اور حضور سے جس کو نسبت حاصل ہوجائے وہ خدا کا مقبول اور محبوب بندہ ہوجایا کرتا ہے جس طرح ہر نبی اپنے وقت میں خدا کی ذات وصفات کا مظہر ہوا کرتا ہے اسی طرح اس نبی کی امت میں جو وقت کا ولی ہوتا ہے وہ اپنے نبی کی ذات وصفات کا مظہر اتم ہوا کرتا ہے اسی طرح جو لوگ بھی ان مقدس ومتبرک نفوس قدسیہ سے مربوط ہوگئے وہ بھی طیب وطاہر پاک ومقبول ہوگئے اور روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئے۔

میں اپنی زندگی میں جن بزرگ شخصیات اور اسلاف کی زیارت سے مستفیض ہوا، ان میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس اڑیسہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ جلالۃ العلم حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ اور حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک ذات مقدس وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام شہزادہ حضور مفسر اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی قاری محمد اسمٰعیل رضا عرف محمد اختر رضا خان ازہری میاں قبلہ علیہ الرحمہ کی تھی۔ حضرت کی زیارت کا شرف پہلی بار مجھے ۱۹۷۹ء رنسٹر ضلع بلیا کے سالانہ جلسہ میں ملا، قیام گاہ پر تقریباً آدھا گھنٹہ تک حضرت کے رخ انور کی زیارت اور خدمت سے مالا مال ہوتا رہا۔ اور فطری طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی فضیلت وعظمت اور عقیدت ومحبت کی مہر میرے دل میں منقش ہوتی گئی کہ جب شہزادے کے حسن وجمال اور نورانیت بے مثال کا یہ عالم ہے تو اعلیٰ حضرت کی شرافت وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا تعارف کرانا آفتاب کو چراغ دیکھانے کے مانند ہے۔ پروردگار عالم نے آپ کی ذات بابرکات کو عالم اسلام کے لئے مرجع خلائق بنادیا ہے، دور حاضر کے علماء اور اصفیا میں علم ومعرفت شان وشوکت عظمت و جلالت تقویٰ وطہارت عبادت وریاضت کے اعتبار سے آپ مسلم الثبوت کے درجہ پر فائز تھے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ باری تعالیٰ نے اپنے محبوب صاحب لولاک نبی مکرم ﷺ کو بکثرت امت عطا کی۔ حضور کے طفیل میں پیران پیر، پیر دستگیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو تمام سلاسل طریقت میں مریدین کی کثرت عطا کی ہے۔ اسی طرح غوث اعظم کے طفیل حضور تاج الشریعہ کو بھی مریدوں کی کثرت عطا فرمائی، لہٰذا عین واقعہ ہے کہ تقریباً تیس پینتس سالوں سے حضور ازہری میاں کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کرنا سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ میں شمولیت عام سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لئے خوش بختی اور سرفرازی تصور کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ میری قسمت کی ارجمندی ہے کہ مجھے یہ موقع آج سے تقریباً سینتس سال قبل ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند کے عرس چہلم کے موقع پر ملا۔ کہ مرشدی مخدومی حضور ازہری میاں قبلہ نے اپنے دولت خانہ پر بعد نماز ظہر خلوت میں شرف

بقیہ صفحہ ۱۴۱ پر

تاج الشریعہ اور سنی کانفرنس بنارس علماء اہلسنت کے تاثرات کی روشنی میں

مفتی عبدالحنان رضوی مدرسہ مجیدیہ بنارس

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

فخر ازهر، مرشد گرامی وقار، شیخ طریقت رہبر شریعت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم هند، نور دیدۂ مفسر اعظم قاضی القضاۃ فی الهند علیٰ الاطلاق، اعلم العلماء، افقه الفقهاء، سید المحققین، شیخ المحدثین، مرجع العلماء والفضلاء، تاج الاسلام وتاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری نور الله مرقده وجعل الجنة مثواه کی ذات ستودہ صفات پورے عالم اسلام کی نظر میں محتاج تعارف نہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات ان نابغۂ روزگار منتخب شخصیتوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ رب العزت نے گونا گوں فضائل وکمالات سے سرفراز فرمایا، علم وتحقیق، تصنیف و تالیف، فقہ وافتاء، نقد ونظر، بحث ومناظرہ میں غیر معمولی مہارت وبصیرت کے ساتھ ساتھ مذہب ومسلک کی حفاظت واشاعت کے جذبۂ بیکراں سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔ علمی وجاہت، فقہی جزئیات پر گہری دسترس، فطری ذکاوت وفطانت، علوم قرآن وحدیث پر استحضار اور تبحر آپ کا خاندانی ورثہ تھا۔

وہ عظیم مقبول انام شخصیت جس کے جود ونوال اور حسن وجمال کا سارا عالم معترف رہا، جس کے پرکشش چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے دنیا بے چین رہتی تھی، جس آبادی سے گزر جاتے تھے انسانوں کا ہجوم امنڈ پڑتا تھا، جس مسند تدریس پر بیٹھ کر حدیث وتفسیر کا درس دیتے تو امام بخاری اور امام بیضاوی کی یاد تازہ ہو جاتی، معقولات کا درس دیتے تو امام رازی یاد آجاتے، اور جس کانفرنس میں شریک ہوجاتے تو خلق خدا کا ایک ہجوم امنڈ پڑتا اور حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے۔

اسی عبقری نادر المثال، مجمع الفضائل اور جامع الصفات ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے، محمد اسمٰعیل رضا عرف محمد اختر رضا خان، جو تاج الشریعہ اور علامہ ازہری کے لقب سے شہرت پاکر اکناف عالم میں گہر باری کرتے رہے۔

جنہوں نے ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۶/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ بوقت مغرب اپنے تمام مریدین، متوسلین، معتقدین، اہل خانہ بلکہ ایک خلق کثیر کو روتا، بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں لب پہ جاری رکھتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے دیا، جس کی فرقت سے دینی ملی، تبلیغی اور علمی خلا کا پر ہونا مستقبل قریب میں بعید از امکان ہے۔

اس قطب الارشاد، ولی کامل، مرجع خلائق خاص وعام کی نماز جنازہ کی کثرت ہجوم نے شہر بریلی کے وسیع وعریض رقبہ زمین بلکہ ہر شارع عام اور گلی کوچوں کو رشک فردوس بنا دیا۔ ہر چہار جانب رنگ ونور کا طوفان امنڈ پڑا، اور بستی بستی قریہ قریہ سے عاشقوں اور دیوانوں کا ہجوم سیل رواں کی شکل میں کشاں کشاں شہرستان علم وفضل مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف

روانہ ہوگیا، اور بادۂ تاج الشریعہ کے فرزانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قطب الارشاد کے فیوض وبرکات کو اپنے وجود میں تحلیل کرنے کے لئے بیقرار نظر آنے لگا، جسے جہاں موقع ملا اس نے اسی جگہ نماز جنازہ ادا کی، اور جسے نماز جنازہ اور مٹی دینے کی سعادت حاصل نہ ہوسکی وہ اپنے مرشد ومحسن ولی کامل اور عالم ربانی، کے شہر میں حاضری کی سعادت کو ہی اپنے لئے سرمایۂ افتخار اور حصول فیوض وبرکات کا ذریعہ سمجھا۔

ملت بیضاء کے اس عظیم مبلغ ومرشد نے اہلسنت وجماعت کو اپنی نماز جنازہ کے ذریعہ امن واتحاد کا ایک پیغام دیا کہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ایک ہی لڑی کے موتی کے دانے ہیں جس کے ہرموتی نے عشق مصطفیٰ ﷺ کی ضوفشانی سے اکناف عالم کو منور کررکھا ہے۔

آپ کی حیات ظاہری میں بھی آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ جس علاقہ میں تشریف لے جاتے لاکھوں کا ہجوم ہر چہار جانب سے کشاں کشاں پروانہ وار دیدار کی حسرتیں لئے ہوئے امنڈ آتا، بنارس کی سرزمین کو بھی متعدد بار حضرت نے اپنے قدم میمنت سے فیض بخشا، لیکن آپ جب بھی تشریف لاتے تو ریوڑی تالاب مدنپورہ اور دیگر متعدد مقامات ومدارس میں آپ کا اجلاس وقیام ہوتا، راقم السطور، غلام حضور تاج الشریعہ عبدالحنان قادری رضوی مصباحی نے خلیفہ حضور تاج الشریعہ محبّ گرامی، عالی وقار حضرت علامہ حافظ وقاری ڈاکٹر شفیق اجمل رضوی سے گزارش کی کہ اگر آل انڈیا تبلیغ سیرت کا جلسہ جس میں ہر سال حضور تاج الشریعہ کی شرکت لازمی طور پر ہوتی ہے بنیاباغ میدان میں رکھ دیا جائے تو اس علاقہ کے لوگ بھی حضرت کے فیوض وبرکات سے مالامال ہوں گے۔ چنانچہ محبّ مکرم نے میری عرض داشت کو قبول کرلیا کہ امسال کا جلسہ ۹؍ دسمبر ۲۰۱۲ء کو آل انڈیا تبلیغ سیرت اور اسلامک فاؤنڈیشن آف انڈیا کی شراکت میں ہوگا۔ اشتہار منظر عام پر آگیا اور بحیثیت مقرر اس حقیر کا نام بھی شامل اشتہار کیا گیا، بنارس وقرب جوار کے علماء کی خدمت میں دعوت نامے بھیجے گئے اور حضرت کی تشریف آوری کی تشہیر بذریعہ اشتہار کردی گئی، دیکھنے والوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت کی خبر آمد سن کر بنارس ومضافات بنارس اور دیگر اضلاع سے عوام الناس کا تقریباً ایک لاکھ ہجوم بنیاباغ کے میدان میں حضرت کے دیدار کے لئے حاضر ہوا کہ بنیا کا میدان تنگ ہوگیا، عشاقان تاج الشریعہ کا ایک ایسا سیلاب تھا کہ چاروں طرف سڑکیں بھی کھچا کھچ بھر گئیں، جبکہ کبھی بھی کسی دینی اجلاس میں بنیاباغ کا آدھا میدان بھی پر نہیں ہوتا تھا، مگر اس شب اسٹیج حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری وحضرت کی جلوہ باری سے ایک ہزار علماء ومشائخ کی زینت سے بقعہ نور بنا ہوا تھا ہر عالم سنت رسول سے لبریز ہوکر گلابی رنگ کے عمامہ میں ملبوس تھا، تقریباً کم وبیش پانچ سو علماء کرام سرکار تاج الشریعہ کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری اور قدم مبارک کی برکت سے بنیاباغ کی سرزمین اس ثریا بردوش شب میں رشک فردوس بن گئی، قوس وقزح کی رنگینیاں، ہشت بہشت کی جلوہ سامانیاں سنی کانفرنس اور حضور تاج الشریعہ کی زیبائی وروحانی رعنائی کو دیکھ دیکھ کر عرق آلود ہوگئیں۔ دیوانگان حضور تاج الشریعہ عشق ومستی کی سرخوشیوں اور سرمستیوں میں ڈوبے جارہے تھے۔ ہر چہار جانب مسرت وشادمانی کے چشمے ابل رہے تھے، آمد حضور تاج الشریعہ پر بنیاباغ کے درودیوار سے فرحت وانبساط کے سنہرے نغمے پھوٹنے لگے، اس نور بھری شب میں ہزاروں ہزار لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت وارادت کا شرف

بقیہ صفحہ 134 پر

جامعہ شہبازیہ خانقاہ عالیہ شہبازیہ ملا چک شریف بھاگلپور بہار

اظہار تعزیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع تھی دلیل سحر سو خموش ہے

عزیزم احرار عالم شہبازی برادر خرد جو اس وقت الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں زیر تعلیم ہیں ان کے ذریعہ یہ خبر پرغم پہنچی کہ جانشین مفتی اعظم ہند فقیہ عصر حضرت علامہ اختر رضا خان المعروف ازہری میاں کا وصال پرملال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔

بلاشبہ آپ عظیم خانوادہ کے چشم و چراغ تھے اور اپنی علمی وجاہت میں بے نظیر و ممتاز۔ آپ کے چلے جانے سے دنیائے سنیت میں ایک ایسا خلا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ اس غم و آلام کی گھڑی میں فقیر شہبازی خانوادہ رضویہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔ مولیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جانشین مفتی اعظم ہند علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کے حسنات کو قبول فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، ان کے جملہ محبین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شریک غم فقیر سید شاہ انتخاب عالم شہبازی غفرلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ شہبازیہ ملا چک بھاگلپور، بہار

دار العلوم فیضان مدینہ

مزار محلہ وارڈ نمبر ۱۶ جنکپور، دھنوشا، نیپال

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، گلشن رضویہ کے گل شاداب، تاج الشریعہ، فخر ازہر قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات سے میکدۂ اہل سنت کی چھل پہل تھم سی گئی ہے جام و سبو پر اداسی چھا گئی ہے۔

گیا ہے میکدہ سے روٹھ کر یہ کون مستانہ
گلے مل مل کے روتا ہے صراحی سے پیمانہ

آپ کی قد آور شخصیت کا علمی، عملی اور دعوتی فیضان عرب و عجم پہ ابر رحمت بن کر برسا۔ اور ایک عالم ان کے فیضان کرم سے معمور ہوا۔ دعا ہے کہ خداوند بزرگ و برتر اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور ان کے جملہ مریدین و معتقدین و متوسلین خصوصا ان کے اہالیان خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی قبر کو اپنی رحمت کے پھولوں سے بھر دے ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

محمد عثمان برکاتی مصباحی مہتمم دار العلوم فیضان مدینہ
وخادم دار الافتاء والقضا جنکپور نیپال ﴿۱۲؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ﴾

الحق سنی دار القضاء دار الافتاء

دیو پور دھولیہ، مہاراشٹر ۴۲۴۰۰۲

وصال پر ملال حضور تاج الشریعہ بریلی شریف علیہ الرحمۃ الرضوان

آج مؤرخہ ۶؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت درمیان عصر ومغرب، نبیرہ اعلیٰ حضرت، وارث علوم احمد رضا، نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند، شہزادۂ حضور جیلانی میاں، سیدنا وسندنا حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، فاضل مصر، محلہ سوداگران بریلی شریف، مدظلہ العالی والنورانی کا انتقال ہو گیا، علیہ الرحمۃ والرضوان، اللہ تعالیٰ جلہ مجدہ اپنے محبوب پاک علیہ التحیۃ والثناء کے صدقہ وطفیل ان کو غریق رحمت فرمائے، اور بے شمار درجات میں بلندیاں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور ان کے طفیل جماعت اہل سنت کی حفاظت فرمائے، مسلمانان اہلسنت عالم اسلام کی بخشش ومغفرت فرمائے، عالم سنیت کے اس عظیم حادثہ کی خلا کو غیب سے ایسا ہی پیشوا اور رہنما ان کے بدل میں عالم اسلام کے سنیوں کو عطا فرمائے، آمین بجاہ سید النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم''

فقیر وحقیر سراپا تقصیر غلامان خانوادۂ رضا عبد المصطفیٰ نوری

قاضی ومفتی الحق سنی دار القضاء، دار الافتاء دیو پور، دھولیہ، مہاراشٹر ۴۲۴۰۰۲

اظہار تعزیت

منجانب: اراکین دار العلوم امجدیہ ناگپور جملہ اساتذہ کرام وطلباء

حمد غیر متناہی اس رب لم یزل کے لئے جس نے مشت خاک کو ''ولقد کرمنا بنی آدم'' کا تاج زریں پہنا کر ''کل نفس ذائقۃ الموت'' کا وعدہ بھی سنایا۔ موت برحق ہے، موت سے کسی کو بھی مجال انکار نہیں۔

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری المعروف ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　　فرش پر ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

بلاشبہ آپ عظیم خانوادہ کے چشم وچراغ اور اپنی علمی وجاہت میں ممتاز وبے نظیر تھے۔ آپ کے چلے جانے سے دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہوا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ اس غم وآلام کی ساعت میں ہم ادارہ دار العلوم امجدیہ ناگپور کے جملہ اساتذہ وطلباء، خانوادۂ رضویہ اور جملہ اہل سنت کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

مولیٰ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند تر فرمائے، ان کا بدل عطا فرمائے اور ان کے جملہ محبین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

شمس تبریز نوری امجدی　　خادم دار العلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور مقیم حال جدہ سعودی عرب

ادارۂ شرعیہ نیپال

آہ! حضورتاج الشریعہ | باد اجل سے نا گہاں جو بجھ گیا چراغ

۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء مطابق شب ۷؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ کو آل نیپال سنی جمعیۃ العلماء وادارۂ شرعیہ نیپال جنکپور کی بعد نماز مغرب جامعہ عائشہ بیلا جنکپور ۲۳ میں مشاورتی میٹنگ چل رہی تھی جس میں علاقہ کے سینکڑوں علمائے کرام تشریف فرما تھے۔اسی درمیان میرے موبائل کی گھنٹی بجی۔ دیکھا تو قطر سے میرے برادر عزیز مولانا محمد ایوب عالم صاحب قادری کا کال تھا۔ رسیب کیا بعد سلام بھرّ ائی ہوئی آواز میں یہ روح فرسا خبر سنائی کہ ابھی ابھی میرے صاحبزادہ گلاب بابو کا جامعۃ الرضا بریلی شریف سے فون آیا کہ تقریباً ۷؍بجے رات کو حضور ازہری میاں صاحب قبلہ کا انتقال پرملال ہوگیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔موجودین سارے علمائے کرام نے حکم استرجاع پڑھا اور چہرے مغموم ہو گئے۔فوراً ہی حضور امین شریعت فخر نیپال صاحب قبلہ کے حکم پر وہ میٹنگ تعزیتی مجلس میں بدل دی گئی۔ تلاوت قرآن ونعت ومنقبت کے بعد حضور امین شریعت فخر نیپال صاحب قبلہ مدظلہ العالی چند تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے اور فرمایا ایسے ہی عظیم شخصیت کے انتقال پر فرمایا گیا ہے موت العَالِمِ موت العَالَمُ ان کا انتقال دنیائے سنیت کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے۔ فقیر رضوی محمد عثمان نے بھی تعزیت کے چند جملے پیش کئے۔ نیز موجودین علماء میں حضرت مفتی عبدالعزیز صاحب رضوی، مفتی محمد حبیب اللہ مصباحی، مفتی محمد داؤد حسین صاحب مصباحی، حضرت علامہ مولانا محمد مستقیم صاحب برکاتی، مفتی محمد شمس الدین صاحب نوری، حضرت مولانا محمد منظور صاحب، مفتی محمد محبوب رضا صاحب بھیونڈی ممبئی، مولانا شفیق اللہ چترویدی، حضرت مولانا محمد علیم الدین صاحب نوری، مولانا محمد اسلم القادری صاحب ومولانا سعادت حسین اشرفی صاحب ودیگر علمائے کرام تعزیت پیش فرمائے۔اخیر میں مولانا مبارک حسین نے صلوۃ وسلام پڑھایا اور حضور امین شریعت فخر نیپال صاحب قبلہ کی دعا پر مجلس ختم ہوئی۔

حضور امین شریعت نے موجودین تمامی علمائے کرام سے فرمایا کہ کل اپنے اپنے مدرسہ کو بند رکھیں اور بچوں کے ذریعہ قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کریں۔ اسیر غم عصر محمد عثمان الرضوی القادری خادم مرکزی دارالافتاء والقضاء ادارۂ شرعیہ نیپال جنکپور ۷؍ضلع دھنوشا نیپال

اسلامی دنیا میں تاج الشریعہ سے بڑا کوئی رہنما نہیں (شیخ ابو بکر مرکز الثقافة السنية كيرلا)

بریلی: مرکز ثقافت السنیہ کرلا کے بانی ومشہور عالم دین شیخ ابوبکر احمد ملباری نے تاج الشریعہ کے بارے میں کہا کہ اسلامی دنیا میں ان سے بڑا کوئی مذہبی رہنما نہیں ہوسکتا۔ وہ تقوی اور پرہیزگاری کے لئے پوری دنیا میں جانے جاتے تھے۔ان کے وصال سے دکھنی بھارت کے لاکھوں مریدین غمزدہ ہیں۔شیخ ابوبکر یہاں تاج الشریعہ کے تیجہ میں شرکت کرنے آئے تھے۔انہوں نے یہاں نوری مہمان خانے میں رضا اکیڈمی ممبئی اور تنظیم علماء اسلام کی طرف سے تیجے کی فاتحہ میں شرکت کی۔انہوں نے اپنی خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے تاج الشریعہ کی زندگی پر روشنی ڈالی، اس دوران مولانا سعید نوری، مولانا شہاب الدین رضوی، مولانا انصار احمد، عارف رضوی، حاجی اقرار نوری، ناظم بیگ وغیرہ موجود تھے۔ یہاں پر فاتحہ کے بعد انہوں نے تاج الشریعہ کے مزار شریف پر حاضری دی اور گل پوشی اور چادر پوشی کر کے خراج عقیدت پیش کی۔اس کے علاوہ انہوں نے درگاہ اعلیٰ حضرت پر بھی حاضری دی، شہزادۂ تاج الشریعہ شہر قاضی مفتی عسجد رضا خان سے ان کے مکان پر ملاقات کی۔

دارالعلوم انوار مصطفیٰ درگاہ پیر حاجی علی شاہ بخاری (راجستھان)

عالم اسلام کی عظیم دینی، علمی وروحانی شخصیت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کا ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء (سنیچر کی رات) تقریباً ۸/بجے وصال پر ملال ہوگیا۔ اس اندوہناک وغمناک خبر کے آتے ہی پوری دنیائے سنیت جہاں سوگوار ہوگئی وہیں مغربی راجستھان کی ممتاز دینی درسگاہ ''دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف'' کے جمیع مدرسین وملازمین اوراراکین نیز طالبان علوم نبویہ غم واندوہ میں ڈوب گئے، اور پورے دارالعلوم میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ پوری اسلامی دنیا میں حضور تاج الشریعہ کے ایصال ثواب وبلندی درجات کے لئے ''قرآن خوانی وتعزیتی مجالس'' کے اہتمام کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ آج بتاریخ ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱/جولائی ۲۰۱۸ء بروز شنبہ (وقت ۹/بجے صبح سے ۱۲/بجے تک) قرآن خوانی وتعزیتی مجلس کا اہتمام کیا گیا۔

حضور تاج الشریعہ کے سانحۂ ارتحال پر دارالعلوم انوار مصطفیٰ کے جملہ طلبہ اوراراکین شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قادری کے غم میں برابر کے شریک وسہیم ہیں۔

ہم بارگاہ مولیٰ تعالیٰ میں دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبین کے صدقہ وتوسل سے حضور تاج الشریعہ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اوران کے پسماندگان بالخصوص خانوادۂ رضویہ نیز جملہ مریدین ومتوسلین کو صبر جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شریک غم: سید نوراللہ شاہ بخاری (مہتمم وشیخ الحدیث) دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

تاج الشریعہ کی رحلت علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ

مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں المعروف ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل قبول نقصان ہے جس سے علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ ان خیالات کا اظہار خانقاہ مارہرہ کے سجادہ نشین سید نجیب حیدر میاں نوری نے اپنے تعزیتی پیغام میں کیا۔ ازہری میاں ان عظیم شخصیات میں ایک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا۔ آپ عظیم فقیہ ومحقق اوراعلیٰ حضرت کے علوم کے سچے وارث تھے۔ آپ کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ مارہرہ مطہرہ کے افکار ونظریات کے بے باک ترجمان اور مفتی اعظم ہند کی علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین وجانشین تھے۔ کیوں نہ ہوتے، یہ عظیم تاج ان کے سر پران کے مرشد والد گرامی سید العرفاء احسن العلماء نے سجایا تھا۔ موصوف کی فکری وعلمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ عربی، اردوزبان میں ان کی تحریر کردہ متعدد کتابیں ان پر شاہد ہیں۔ غم والم کی اس گھڑی میں ہم خانوادہ رضویہ کے جملہ افراد بالخصوص تاج الشریعہ ازہری میاں کے ولی عہد صاحبزادہ مولانا عسجد رضا خاں ودیگر پسماندگان، مریدین، متوسلین کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت سب کو صبر جمیل واجر عظیم سے نوازے اورتاج الشریعہ کے مدارج میں بلندیاں عطا فرمائے۔

سید نجیب حیدر نوری

تعزیت نامہ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الحاج سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی
آستانۂ عالیہ محدث اعظم ہند، کچھوچھہ مقدسہ

معتمد ذرائع سے افسردہ خبر ملی کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے عالم اسلام کے مشہور ومعروف عالم دین مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون

مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلا شبہ علمی وروحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے ذریعہ دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے۔ آمین! اور ان کے شہزادے عزیزم مکرم مولانا عسجد رضا خان صاحب اور دیگر مریدین ومعتقدین اور خلفا، تمام کو اللہ رب العزت صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت کو بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شریک غم فقیر اشرفی ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
گدائے اشرفی سید محمد حمزہ اشرف اشرفی کچھوچھوی مؤرخہ ۷ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء منجانب شیخ الاسلام ٹرسٹ

جامعہ عبد اللہ بن مسعود

دار العلوم قادریہ ضیاء مصطفیٰ 7/1B تلجلا روڈ کولکاتا 70046

عالم اسلام کی موجودہ سب سے بڑی شخصیت فخر ازہر حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان نوری رضوی برکاتی بریلی شریف اب دنیا میں نہ رہے۔ یہ افسوسناک خبر سن کر میرے دل پر ایسا لگا کہ بجلی گر گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیائے سنیت ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام اعلم دنیائے اسلام سے محروم ہو گیا۔

رب قدیر عزوجل جملہ خانوادۂ حضور تاج الشریعہ کو خصوصا اور پوری دنیا کے سنی مسلمانوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور حضرت کے درجات ومراتب میں بے پناہ بلندیاں عطا فرمائے۔ جامعہ عبد اللہ بن مسعود کولکاتا اور اس کے تمام ضمنی مدارس کے ارباب حل عقد سوگوار ہیں۔ فقط محمد رحمت علی تیغی مصباحی ۷ر ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء

خانقاہِ برکات

برکات نگر لہنہ شریف، دھنوشا نیپال —— افسوس افسوس صد افسوس

تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند نبیرۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ارتحال بلا شبہ موت العالم کا مصداق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ اجمعین۔

دعا ہے کہ حضرت علامہ عسجد میاں کو خداوند کریم آپ کا سچا جانشین بنائے والحمد للہ رب العالمین ★ اسیر غم ★

گدائے برکات جیش محمد صدیقی برکاتی برکات نگر لہنہ شریف نیپال ۸ر ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ

تعزیت نامہ

جمعہ مبارک کے دن نماز مغرب کے بعد نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی شاہ محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری کے وصال کی خبر موصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔سن کر بہت افسوس ہوا۔مولیٰ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

حضرت موصوف خانوادۂ رضویہ کے نامور فرد تھے، اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے سلسلۂ علمی وروحانی کے اہم ستون تھے اور جماعت اہل سنت کے معروف عالم دین بھی۔آپ کے انتقال سے جماعت اہل سنت میں ایک بڑا خلا واقع ہوا ہے۔آپ نے مختلف جہات سے دین ومسلک کی خدمات انجام دی ہیں جو بلاشبہ قابل قدر ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کے پسماندگان اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ نبیہ الکریم ﷺ

شریک غم: فقیر محمد عبید الرحمٰن رشیدی عفی عنہ، خانقاہ رشیدیہ جونپور، یوپی مؤرخہ: ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء

الجامعۃ الاسمٰعیلیۃ

خانقاہ قادریہ رزاقیہ اسمٰعیلیہ
مسولی شریف بارہ بنکی یوپی

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پر ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

اہلسنت کی بہار، سنیت کا وقار، فقہ وافتاء کا لالہ زار، مشائخ کے دلوں کا چین وقرار، علم وفضل کا آبشار، اہل باطل کے لئے برہنہ تلوار، مقبول بارگاہ کردگار، تاج شریعت، شمع بزم علم وحکمت، صاحب الدرجت والمنز لت، مبلغ اسلام، مرجع خاص وعام، ماوائے انام، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پورا ہندوستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم سوگوار ہے۔بستی بستی، قریہ قریہ سب پہ صف ماتم بچھ گیا ہے، وہ ذات جس کو مہمان کعبہ ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا، وہ شخصیت جس کا شمار دنیا کی موثر ترین شخصیات میں تھا، وہ عظیم ہستی جس کو عرب عجم نے تسلیم کیا تھا، جو ہمارے دل کی دھڑکن، آنکھوں کا نور دل کا سرور تھا۔آج ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا دنیا ہماری نظروں میں تاریک ہوگئی۔

آہ میرے تاج الشریعہ! عالم فانی کو اے گلزار تنہا چھوڑ کر
سوئے جنت چل دئے اختر رضا خاں ازہری

آج ہمارا جامعہ اشکبار ہے، خانقاہ ماتم کناں کہ ہمارا مربی چلا گیا، ہم محسن سے محروم ہوگئے۔للہ ما اعطی وما اخذ

سید شاہ گلزار اسمٰعیل واسطی قادری رزاقی سجادہ نشین آستانہ فلک خانقاہ اسمعیلیہ بانی وسربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاسمٰعیلیہ مسولی شریف

سجاد علی خان رضوی مصباحی صدر المدرسین الجامعۃ الاسمٰعیلیہ مسولی شریف بارہ بنکی یوپی

بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ سبھی کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے نیز حضرت کے فیوض وبرکات سے عالم کو مستفیض ومستنیر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سید اولاد رسول قدسی، نیویارک امریکہ، عبدالمالک مصباحی جمشید پور،

محمد مختار صفی عرف مسٹر بھائی، جمشید پور، مولانا حکیم ممتاج احمد مصباحی لوہردگا

تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے

مؤرخہ ۶؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت اذان مغرب بمقام کاشانۂ حضور تاج الشریعہ دنیائے اسلام کی سب سے عظیم وبرتر ہستی شیخ الاسلام والمسلمین، معین الملت والدین، امام الفقہاء والمحدثین، عماد المفسرین والمتکلمین، برهان العارفین، حجة السالکین، فارق الحق والباطل، قائد المشارق والمغارب، سلطان الدرس والتدریس، حاکم الزهد والتقویٰ، حبر العلم والادب، سماح اللوح والقلم، مرجع العرب والعجم، ماهر اللسان والبیان، بحر الشعر والسخن، شمس التصنیف والتالیف، نیر التقریر والتحریر، جامع العلوم والفنون، قمر الحکیم والادیب، کوکب المعرفة والحقیقة، صاحب الرشد والهدایة، واقف الرموز والاسرار، ملک الخلوة و الجلوة، دافع البدعة الضلالة، رافع المذهب والسنة، فنا فی الله والرسول، مظهر الغوث الاعظم، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرهٔ حجة الاسلام، جانشین مفتی اعظم هند، ابن مفسر اعظم هند، قدوة المحققین، زبدة المدبرین، قاضی القضاة فی الهند، غسال کعبه، فخر ازهر، شیخ اکبر، مخدوم العلماء، سید الفضلاء، تاج الشریعة، بدرالطریقة، شیخنا المکرم حضرت علامه فهامه مفتی محمد اسماعیل رضا خان المعروف محمد اختر رضا خان، الملقب به ازهری میاں علیه الرحمة والرضوان ''کل نفس ذائقة الموت'' کے تحت تقریباً ۷۵؍سال کی حیات مستعار پاکر دنیائے فانی سے دارالبقا کوچ کرگئے۔ ''موت العالِم موت العالَم'' کے تحت اسلام کو سوگوار کرتے ہوئے یتیمی ویسیری، درد والم اور محن کا داغ دے گئے۔

انا لله وانا الیه راجعون

چھوڑ کر اہل چمن کو فخر از ہر چل بسے	غم زدہ کر کے زمن کو فخر از ہر چل بسے
ان سے قائم تھا جہان علم میں باغ وبہار	کر کے سونا انجمن کو فخر از ہر چل بسے

ان کے وصال پر ملال پر اپنے تو اپنے اغیار بھی خون کے آنسو بہار ہے ہیں۔ اس کی وجہ آپ کی استقامت فی الدین ہے۔ جب بھی صلح کلیت کا بدتمیز طوفان اٹھا، ضلالت وگمراہیت کی کالی گھٹاؤں نے اپنا پر پھیلایا، بے ادبی وگستاخی کی بجلیاں کڑکیں، بے

راہ روی کے شب دیجور نے اٹھکھیلیاں کیں اس مرد قلندر نے بیبا کی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ اپنے عزم وحوصلہ میں ذرا برابر تزلزل پیدا نہ ہونے دیا جن پر آپ کی شش جہات خدمات شاہد عدل ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ روحانیت کے اعتبار سے شیخنا المکرّم اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اور اپنے جانشین حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان مدظلہ النورانی کی شکل میں ایک عظیم ومضبوط ومستحکم سہارا ہمیں دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم قلعہ کو ہر اعتبار سے فیوض وبرکات کا منبع ومصدر بنادے، مسلک حق کی اشاعت وترویج کے لئے بے باک مجاہد اور کمانڈر انچیف کی حیثیت میں مزید تابناکیاں عطا فرماوے، حضور تاج الشریعہ کا کامل واکمل مظہر ونمونہ بنادے آمین۔ غلامان تاج الشریعہ یادرکھیں اس وقت آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ چکی ہیں۔ ہمیں اسی طرح اپنے مسلک پر ڈٹے رہنا ہے، جس طرح حضور تاج الشریعہ کے حیات ظاہری میں ڈٹے ہوئے تھے اور اپنے مرکز عقیدت سے چمٹے رہنا ہے اور دنیا کو یہ بتادینا ہے کہ صبح قیامت تک بریلی ہی ہمارا مرکز رہے گا۔ یہی عشق کا تقاضہ ہے۔ شیخنا المکرّم کا فیضان کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ رب قدیر اہل خانہ، جملہ متوسلین ومعتقدین وجملہ اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے پیروکاروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور استقامت فی المسلک کی دولت لازوال سے بہرہ مند فرمائے آمین۔

محمد مقصود عالم ضیائی

خادم: فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفیٰ برانچ ھاسپیٹ بلہاری کرناٹک۔

ناظم نشرواشاعت: آل کرناٹکا سنی علماء بورڈ پریس سکریٹری: امام احمد رضا مومنٹ بنگلور۔ منبر: آل انڈیا تحریک فروغ اسلام۔

سرپرست: فیضان تاج الریعہ ایجوکیشنل ویلفیر ٹرسٹ وڈو بلہاری کرناٹک۔

جنرل سکریٹری: دارالعلوم جامعہ رضویہ (رجسٹرڈ) ہاسپیٹ بلہاری کرناٹک الہند

بقیہ حضور تاج الشریعہ کے افادات علمیہ

افضل درود اور پاکیزہ تحیت ہو اور خیمہ کے بارے میں خاص طور سے حضور ﷺ کا فرمان ہے "بہترین صدقہ خیمہ کا سایہ اور غلام کا عطیہ ہے"۔

محترم قارئین ہم نے علامہ ازہری کے حاشیہ علی البخاری کے صرف دو نمونے پیش کئے ہیں کہنے کو تو یہ حاشیہ ہے ورنہ حقیقت میں یہ ایک مستقل تصنیف ہے یہ حاشیہ اگرچہ بخاری کے دو حصص کا استیعاب واحاطہ نہیں کرتا لیکن جتنا ہے وہ ایسا تحقیقی تشریحی اور معلوماتی ہے جو بخاری شریف کے افہام وتفہیم اور درس وتدریس کیلئے کافی ہے۔

اگر درخانہ کس است
یک حرف بس است

رب قدیر سے دعاء ہے کہ اس حاشیہ کے فیوض کو عام وتام اور مقبول انام کردے اور صاحب حاشیہ کو اپنی خاص جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سید نا محمد والہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

معذرت کے ساتھ اہم خوشخبری

قارئین کرام واہل قلم حضرات!

تاج الشریعہ نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ شمارہ نہایت قلیل وقت وعجلت بازی میں کمپوزنگ وسیٹنگ وپرنٹنگ کے مرحلے سے گذرا ہے۔ ادارہ نے حتی المقدور اسکی صحت کا خیال رکھا ہے پھر بھی غلطی کا امکان ہے۔ لہٰذا دوران مطالعہ کوئی لفظی یا جملوں کی غلطی نظر آئے تو نظر انداز فرمائیں۔ مزید شرعی غلطی یا عبارت چھوٹی ہوئی یا مضمون میں تقدیم تاخیر محسوس ہوتو ادارہ کو" ای میل" کے ذریعہ مطلع فرمائیں نوازش ہوگی۔ ماہ اکتوبر کے شمارہ میں اصلاح کردی جائیگی۔ نیز ہر ماہ کا مجلّہ ۴۸ رصفحات پر مشتمل شائع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ خصوصی شمارہ تین مہینوں (جولائی، اگست، ستمبر) کا مجموعی 144 صفحہ ہوا۔ مزید نمبر کی خصوصیت کا خیال کرتے ہوئے ۲۰ رصفحہ کا اضافہ کر کے کل ۱۶۴ ارصفحات پر مشتمل شائع کیا گیا۔ جبکہ ادارہ کا منصوبہ اور ضخیم کرنے کا تھا لیکن وقت کی کمی نے ہونے نہ دیا۔ اور قلم کاروں کے مضامین تو ہمیں بکثرت موصول ہوئے مگر بہت تاخیر سے اس لئے وہ شامل اشاعت نہ ہوسکے۔ ادارہ ان سے معذرت خواہ ہے۔ لیکن آپ مایوس نہ ہوں آئندہ عرس تاج الشریعہ کے موقع پر نہایت ضخیم نمبر شائع کرنے کا ادارہ نے منصوبہ بنایا ہے۔ جس میں عالمی سطح پر اہل قلم حضرات کے مضامین اور عظیم دانشوروں کی فکری نگارشات شائع کیا جائیگا، اسی اشاعت میں آپ کے مضامین جو فی الوقت شامل اشاعت نہ ہوسکے ہیں شائع ہوجائیں گے۔ درمیان میں بھی آپ کی فرمائش کا احترام کرتے ہوئے ہر ماہ کی اشاعت میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ مدیر

قطعہ تاریخ رحلت تاج الشریعہ

حضرت علامہ اختر رضا خان قادری ازہری
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

موت کہتے ہیں جس کو اہل حیات
آرہی ہے وہ رفتہ رفتہ قریب
موت کو مات دے نہیں سکتا
فلسفی ہو حکیم ہو کہ طبیب

آج رخصت ہوئے میاں اختر
خاندان رضا کے تھے جو نقیب
صاحبان نظر کہیں دیکھا؟
ان سا زاہد، فقیہ اور ادیب
سال کی ہو جسے عروس طلب
وہ کہے "اختر بلند نصیب"
(۱۴۳۹ھ)

از قلم: صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی مونیاں شریف (گجرات) پاکستان

مرکزی تنظیم اتحاد اہلسنت

نمبر جے ۳۳/۲۶ کچی باغ علوی پورہ وارانسی یوپی

آبروئے اہل سنت تاج الشریعہ کا انتقال پرملال

بتاریخ ۱۱؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز بدھ بمقام خانقاہ اسمعیلیہ رضویہ (بڑے مولانا صاحب) کمن گڑھا بنارس ایک تعزیتی پروگرام منجانب مرکزی تنظیم اتحاد اہل سنت علوی پورہ وارانسی بسلسلۂ ایصال ثواب وارث علوم اعلیٰ حضرت، فخراز ہر جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا انعقاد ہوا جس میں بعد نماز عصر قرآن خوانی، بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر قادریہ رضویہ اور بعد نماز عشاء نعت ومنقبت تاج الشریعہ اور تقاریر کا روحانی پروگرام منعقد ہوا۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن عظیم سے جناب حافظ محمد عرفان صاحب رضوی قطبین شہید نے کیا اس کے بعد جناب مولانا عبدالمالک صاحب قبلہ مصباحی رضوی پٹھانی ٹولہ جناب حکیم الدجی صاحب رضوی محمد شہید، جناب علیم بناری نواپورہ، جناب محمد دین کچی باغ، جناب غلام عبدالقادر سلمہ جلالی پورہ نے بارگاہ رسول خیر الانام ﷺ میں منظوم خراج عقیدت پیش کئے اور بارگاہ تاج الشریعہ میں منقبت کے اشعار سے سامعین حضرات کو خوب محظوظ کیا جس سے پورا مجمع سبحان اللہ، ماشاء اللہ، نعرۂ تکبیر ورسالت، مسلک اعلیٰ حضرت اور فیضان تاج الشریعہ کے نعروں سے گونج اٹھا۔

نعت ومنقبت کے بعد حضرت عبدالمالک مصباحی رضوی اور حضرت مولانا قاری دلشاد احمد صاحب رضوی خلیفہ حضور تاج الشریعہ نے اپنے نورانی اور عرفانی بیان میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کے چند گوشے جوان کی معیت میں ملک وبیرون ملک کے اسفار میں رہ کر گزرے ہیں ان کو اجاگر کیا۔ قاری صاحب نے یہ بھی بتایا کہ تاج الشریعہ ۶؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت نماز مغرب وضو فرمایا اور اپنی زبان فیض ترجمان سے اللہ تعالیٰ عزوجل کی کبریائی کا اعلان بصورت اللہ اکبر ادا فرما کر بستر مبارک پر تشریف لے گئے اور اپنی جان جان آفریں خدا کے حوالے کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پروگرام میں خصوصیت کے ساتھ شریک ہونے والے حضرات میں جناب حافظ خورشید انور صاحب رضوی، مولانا فضل الرحمٰن صاحب رضوی سریاں، مولانا ابرار احمد صاحب نقشبندی خواجہ پورہ، مولانا قسیم الدین صاحب رضوی شکر تالاب، مولانا شکیل احمد صاحب مجددی نواپورہ، مولانا عارف جمال صاحب اسمعیلی رسولپورہ، جناب مولانا شمس الدین صاحب کمن گڑھا، جناب امان الرحمٰن صاحب کچی باغ تھے۔

منجانب: مولانا وکیل احمد مصباحی ومولانا محمد عمر قادری مرکزی تنظیم اتحاد اہلسنت علوی پورہ بنارس

ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس

تاج الشریعہ نمبر

کے قارئین کرام وممبران وبرادران اسلام کو تاج الشریعہ نمبر کا خصوصی شمارہ مبارک ہو!

یہ توشہ آخرت ہے، حضرت پیارے میاں قبلہ کی کاوش کا ثمرہ اور معلومات کا ذخیرہ ہے اسکا مطالعہ ضرور کیجئے!

مرشد برحق صوفی ملت اور شیخ طریقت حضرت شاہ صوفی محمد حنیف

قبلہ نقشبندی مجددی قدس سرہ القوی کا قائم کردہ ادارہ

مدرسہ قادریہ مجددیہ

اور جامع مسجد حضوری اہلسنت وجماعت

محسن پورہ، مئو، یوپی
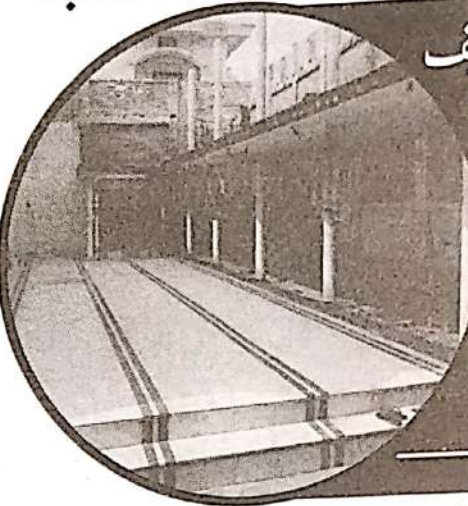
جو یقیناً مسلک اعلیحضرت کا نقیب، مقامی وبیرونی غریب ونادار طلبہ کا کفیل، انکی معیاری تعلیم وتربیت کا ضامن

آپکے خصوصی تعاون کا طلبگار ہے۔ اپنی یادوں میں شامل رکھیں

مولیٰ تعالیٰ آپ کے علم وعمل وکاروبار وتجارت میں برکت وصحت وسلامتی عطا فرمائے آمین

آپکی توجہ کے آرزومند

شہزادۂ صوفی ملت حضرت مولانا روشن ضمیر نقشبندی مجددی جانشین آستانہ صوفی ملت حضوری محسن پورہ مئو 8303536304

خلیفۂ صوفی ملت جناب صوفی نصیر الدین نقشبندی صدر 8687356328

جناب ڈاکٹر اقبال احمد انصاری سکریٹری مدرسہ وانجمن حضوری 9415291633

MADARSA QADIRIA MUJADDIDIA

&jameMsjid Huzuri Ahle Sunnat wal Jama at(Regd)

Mosin pura Mau(U.P.)

Hed Office Lalla Pura varanasi(U.P.)

ارکان انجمن جامع مسجد حضوری ومدرسہ قادریہ مجددیہ اہلسنت رجسٹرڈ محسن پورہ مئو ہیڈ آفس للہ پورہ وارانسی (یوپی)

رضامعالم السنہ مشن لوہتہ بنارس

کے علمائے کرام وارکان وممبران نے

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری

کے انتقال پر ملال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور حضرت ممدوح کی یاد میں بمقام لوہتہ بنارس تعزیتی اجلاس بنام تاج الشریعہ کانفرنس نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کیا جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ وسیرت وکردار پر علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ اختتام پر قل شریف وتقسیم تبرک کیا گیا، حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا ہر گوشہ قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ جسکو اسلامی دنیا میں پھیلانا نہایت ضروری ہے اور ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس کی اشاعت، تاج الشریعہ نمبر اسکا اہم حصہ ہے۔ لہٰذا ہم لوگ خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کا مشن بھی حضور تاج الشریعہ کے پیغامات اور اعلیحضرت کی تعلیمات کو عام کرنا ہے جس کے تحت **رضا معالم السنہ مشن** لوہتہ بنارس مسلسل مصروف بکار ہے اور برادران اہلسنت کی توجہ وتعاون کا طلبگار ہے۔

رضامعالم السنہ مشن کے عمائدین

مولانا غلام محی الدین وحیدی
مولانا اشراق احمد نوری
مولانا غلام مرسلین قادری
مولانا محمد نعیم الدین قادری
مولانا توصیف رضا قادری

مولانا مبارک حسین قادری
مولانا غلام سرور وحیدی
مولانا عبدالرحمٰن وحیدی
مولانا عارف رضا امجدی
مولانا مفتی حسن رضا وحیدی
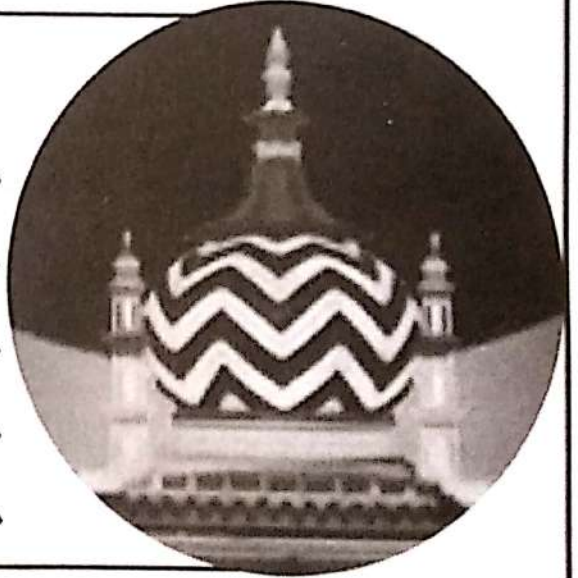
Raza Moalimus Sunnah Mission

HeadOffice: LohtaBanaras

Con.:9696312288

محترم المقام برادر عزیز حضرت مفتی معین الدین احمد فاروقی صاحب قبلہ

ایڈیٹر ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس وزیب سجادہ خانقاہ حمیدیہ رشیدیہ شکرتالاب وارانسی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت طرفین احسن المطلوب!

چند سالوں سے سنا تھا کہ آپ کی ادارت میں خانقاہ شکرتالاب سے مسلک اعلیحضرت کا ترجمان ماہنامہ مذہبی دنیا، بڑی شان وشوکت کے شائع ہورہا ہے اور خواص وعوام کے دلوں میں گھر کر چکا ہے۔لیکن کوئی کاپی دیکھ نہ سکا فی الحال

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتئ اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی یاد میں

تاج الشریعہ نمبر

کی اشاعت کے اعلان نے چونکا دیا۔اور میں اسکی طرف مائل ہوا۔چند مہینوں کی کاپیاں دیکھیں دل باغ باغ ہو گیا۔ واقعی آپ نے وہ کام کیا ہے جس سے پھوپھا جان حضور شہید ملت مولانا **عبدالشہید** فریدی علیہ الرحمہ اور آپکی والدہ محترمہ پھوپھی جان **صفیہ خاتون** مرحومہ کی روح خوش ہوگی اور انکی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔چونکہ آپ کے خاندان سے میرے گھر کا خاص رشتہ ہے اور خانقاہ کے تمام بزرگوں کی عظمت وشرافت ہم لوگوں کے دل میں ہے۔اور ہم دونوں بھائی بریلی شریف سے نہایت عقیدت رکھتے اور حضور **امین شریعت** علیہ الرحمہ سے بیعت بھی ہیں اس وجہ سے اس نمبر کی اشاعت سے ہم دونوں بھائیوں کو قلبی مسرت حاصل ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ آپکی محنت وکاوش قبول فرمائے اور آپکی ذات سے خانقاہ ومدرسہ روز افزوں ترقی پزیر ہو۔اور اس نمبر کو ہم لوگوں کیلئے سامان آخرت بنائے بالخصوص

کی مغفرت فرما انکی قبروں پر رحمت ونور کی بارشیں فرما۔
اور ہماری تجارت میں برکت عطا فرما۔آمین

العارض **محمد عرفان خان ، محمد رضوان خان**
نائب ناظر ڈی، ایم، آفس بنارس
مکان نمبر 4/381، پرانا رام نگر بنارس

MD. IRFAN KHAN MD.RIZWAN KHAN
Deputy Viewpoint D.M. Office Varanasi (U.P)
House 4/381, Purana Ramnagar, vns.(U.P)
Cell.: (R.) 9935941416-9453214915 (I.)9452515547

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام

جانشین مفتئ اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ

حضور تاج الشریعہ مفتی **اختر رضا خان** قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان

کی یاد میں ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس کے زیر اہتمام خصوصی نمبر کی اشاعت لائق تحسین ہے

مولیٰ کریم ادارہ کے ذمہ داروں کی خدمت قبول فرما اور اس نمبر کو مقبول خواص وعوام فرما۔

دعاگو: حاجی نورالہدیٰ و محمد اسلم اسمٰعیلی

حاجی یار محمد سلک ہاؤس

فسٹ فلور، نیو مارکیٹ
اش بھیرو، چوک وارانسی

Haji Yar Mohd. Silk House

Manufacturer & Dealer of Suits
Dupatta, Dress, Materials & Sarees

Mob: 09838409966
9839409966

Noorul Huda
9336902221

Shop : 1st Floor. New Market. Ash Bhairo
Chowk Varanasi- 221001
Phone: 0542-2390268
e-mail: hymvns786@gmail.com
e-mail: aslam9966@gmail.com

ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس
تاج الشریعہ نمبر
جولائی، اگست، ستمبر 2018ء
وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ
حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان
کی یاد میں ماہنامہ مذہبی دنیا بنارس
کے زیر اہتمام خصوصی نمبر کی اشاعت لائق تحسین ہے
مولیٰ کریم ادارہ کے ذمہ داروں کی خدمت قبول فرما
اور اس نمبر کو مقبول خواص وعوام فرما۔ اور ہمارے والدین کریمین
والد محترم
جناب الحاج صفی ءالرحمٰن رضوی (مرحوم)
والدہ محترمہ
خاجہ نور جہاں (مرحومہ)
دعا گو: محمد اکرام (رضوی)
محمد خالد اسمٰعیلی
محمد شاهد
اکرام آرٹ کریشن
A35/ 73-B-1 جلالی پورہ بنارس (یوپی)
Ekram Art Creation
9336917368 // 9335494511
9454927861 // 9454927862
Manufacturer & Dealer in All Kind Of Banarasi Sarees & Dress Materials
A35/73B-1, Jalalipura Varanasi 221001 (u.p.)
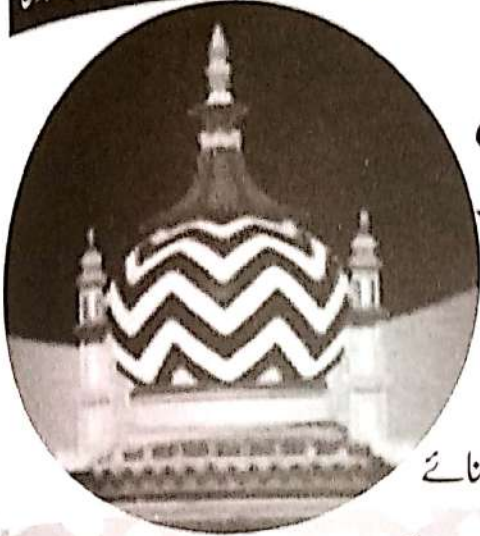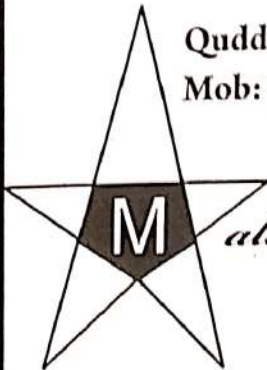
وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری
حضور تاج الشریعہ کے چہلم عرس کے موقع پر
ماہنامہ "مذہبی دنیا" بنارس، کا نذرانہ عقیدت بشکل "خصوصی نمبر"
کی بروقت اشاعت لائق تعریف وقابل صد تحسین ہے
رب قدیر شرکائے ادارہ کی اس مذہبی خدمت کو قبول فرمائے اور نمبر کو مقبول خواص وعوام بنائے
اور ہمارے والدین کریمین
جناب محمد موسیٰ وحیدی مرحوم
و
محترمہ شمس النساء مرحومہ
کی مغفرت فرما انکی قبروں پر رحمت ونور کی بارشیں فرما۔
اور ہماری تجارت میں برکت عطا فرما۔ آمین
محمد جمشید عالم، محمد ہارون، محمد فاروق، محمد یونس
ارم انٹرپرائزز ہوجری کپڑوں کے ہولسیلر
CK50/13-A حکاک ٹولہ کاشی پورہ وارانسی یوپی، انڈیا
Md.Farooq
Mob: 9305320267
Md.ynus
Mob: 9889772605
ERAM ENTARPRAISES
HOJRI CLOTHS RETAIL
& HOL SELLER
CK50/13-A Hakak Tola Kashipura ,Varanasi-221001,U.P. India

Regd.No 1754/JA III

The Monthly Mazhabi Duniya Benaras

J 17/ 181-A, Khanqah Hamidia Rashidia, Shakartalab, Dist. Varanasi(U.P.)

Printed by: AL-HAMEED OFFSET PRESS # 9889261300